بہارِ شریعت

فقہ حنفی کی عالم بنانے والی مایہ ناز کتاب (تخریج شدہ)

حصہ پنجم

Compiled by the team of ALAHAZRAT.net

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

- زکوۃ کا بیان،
- صدقہ فطر کا بیان،
- صدقات نفل کا بیان،
- احکام روزہ،
- چاند دیکھنے کا بیان،
- اعتکاف کا بیان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ط

زکاۃ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَمِمَّا رَزَقۡنٰـھُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ o لا ﴾

پ۱، البقرۃ: ۳. (1)

''اور متقی وہ ہیں کہ ہم نے جو انھیں دیا ہے، اُس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِھِمۡ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمۡ وَتُزَکِّیۡھِمۡ بِھَا ﴾

پ۱۱، التوبۃ: ۱۰۳ (2)

''ان کے مالوں میں سے صدقہ لو، اس کی وجہ سے انھیں پاک اور ستھرا بنادو۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَالَّذِیۡنَ ھُمۡ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوۡنَ o لا ﴾

پ۱۸، المؤمنون: ٤ (3)

''اور فلاح پاتے وہ ہیں جو زکاۃ ادا کرتے ہیں۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَمَاۤ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَھُوَ یُخۡلِفُہٗ ج وَھُوَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ o ﴾

پ۲۲، سبا: ۳۹ (4)

''اور جو کچھ تم خرچ کرو گے، اللہ تعالیٰ اُس کی جگہ اور دے گا اور وہ بہتر روزی دینے والا ہے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ مَثَلُ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَھُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ فِیۡ کُلِّ سُنۡۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ ط وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنۡ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ o اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَھُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتۡبِعُوۡنَ مَاۤ اَنۡفَقُوۡا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًی لا لَّھُمۡ اَجۡرُھُمۡ عِنۡدَ رَبِّھِمۡ ج وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ o قَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ وَّمَغۡفِرَۃٌ خَیۡرٌ مِّنۡ صَدَقَۃٍ یَّتۡبَعُھَاۤ اَذًی ط وَاللّٰہُ غَنِیٌّ حَلِیۡمٌ o ﴾ پ۳، البقرۃ: ۲٦۱ ۔ ۲٦۳. (1)

''جو لوگ اللہ (عزوجل) کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُن کی کہاوت اس دانہ کی ہے جس سے سات بالیں نکلیں۔ ہر بال میں سو دانے اور اللہ (عزوجل) جسے چاہتا ہے زیادہ دیتا ہے اور اللہ (عزوجل) وسعت والا، بڑا علم والا ہے۔ جو لوگ اللہ (عزوجل) کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتاتے، نہ اذیت دیتے ہیں، اُن کے

لیے اُن کا ثواب اُن کے رب کے حضور ہے اور نہ اُن پر کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اچھی بات اور مغفرت اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد اذیت دینا ہو اور اللہ (عزوجل) بے پرواہ حلم والا ہے۔"

اور فرماتا ہے:

﴿ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۝ ﴾

پ ٤، الِ عمران: ٩٢ (2)

"ہرگز نیکی حاصل نہ کرو گے جب تک اس میں سے نہ خرچ کرو جسے محبوب رکھتے ہو اور جو کچھ خرچ کرو گے اللہ (عزوجل) اُسے جانتا ہے۔"

اور فرماتا ہے:

﴿ لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓىٕكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ ۙ وَالسَّآىٕلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ ﴾

پ ٢، البقرۃ: ١٧٧ (3)

"نیکی اس کا نام نہیں کہ مشرق و مغرب کی طرف مونھ کر دو، نیکی تو اُس کی ہے جو اللہ (عزوجل) اور پچھلے دن اور ملائکہ و کتاب وانبیا پر ایمان لایا اور مال کو اُس کی محبت پر رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافر اور سائلین کو اور گردن چھڑانے میں دیا اور نماز قائم کی اور زکاۃ دی اور نیک وہ لوگ ہیں کہ جب کوئی معاہدہ کریں تو اپنے عہد کو پورا کریں اور تکلیف و مصیبت اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے وہ لوگ سچے ہیں اور وہی لوگ متقی ہیں۔"

اور فرماتا ہے:

﴿ وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ ﴾

پ ٤، الِ عمران: ١٨٠ (1)

"جو لوگ بخل کرتے ہیں اُس کے ساتھ جو اللہ (عزوجل) نے اپنے فضل سے اُنھیں دیا۔ وہ یہ گمان نہ کریں کہ یہ اُن کے لیے بہتر ہے بلکہ یہ اُن کے لیے بُرا ہے۔ اس چیز کا قیامت کے دن اُن کے گلے میں طوق ڈالا جائے گا جس کے ساتھ بخل کیا۔"

اور فرماتا ہے۔ ﴿ وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۙ۝ یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰی بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ ﴾

پ ١٠، التوبة: ٣٤ ـ ٣٥. (2)

"جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے اور اُسے اللہ (عزوجل) کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں، انھیں دردناک عذاب

کی خوشخبری سنادو، جس دن آتش جہنم میں وہ تپائے جائیں گے اور اُن سے اُن کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی (3)(حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کوئی روپیہ دوسرے روپیہ پر نہ رکھا جائے گا۔ نہ کوئی اشرفی دوسری اشرفی پر بلکہ زکاۃ نہ دینے والے کا جسم اتنا بڑا کردیا جائے گا کہ لاکھوں کروڑوں جمع کیے ہوں تو ہر روپیہ جدا داغ دے گا۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر ۱۲منہ "الترغیب و الترھیب"، کتاب الصدقات، الترھیب من منع الزکاۃ، الحدیث: ۲۲، ج۱، ص ۳۱۰.)(اور اُن سے کہا جائے گا) یہ وہ ہے جو تم نے اپنے نفس کے لیے جمع کیا تھا تو اب چکھو جو جمع کرتے تھے۔''

نیز زکاۃ کے بیان میں بکثرت آیات وارد ہوئیں جن سے اُس کا مہتم بالشان ہونا ظاہر۔

احادیث اس کے بیان میں بہت ہیں بعض ان میں سے یہ ہیں:

حدیث ۱، ۲: صحیح بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس کو اللہ تعالیٰ مال دے اور وہ اُس کی زکاۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال گنجے سانپ کی صورت میں کردیا جائے گا، جس کے سر پر دو چتیاں ہوں گی۔ وہ سانپ اُس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا پھر اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔'' اس کے بعد حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس آیت کی تلاوت کی ﴿وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ﴾ (1) "صحیح البخاري"، کتاب الزکاۃ، باب إثم مانع الزکاۃ، الحدیث: ۱۴۰۳، ص ۱۱۰. پ۴، اٰل عمرٰن: ۱۸۰. الآیہ. اسی کے مثل ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۳: احمد کی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے، ''جس مال کی زکاۃ نہیں دی گئی، قیامت کے دن وہ گنجا سانپ (2)(سانپ جب ہزار برس کا ہوتا ہے تو اس کے سر پر بال نکلتے ہیں اور جب دو ہزار برس کا ہوتا ہے، وہ بال گرجاتے ہیں۔ یہ معنی ہیں گنجے سانپ کے کہ اتنا پرانا ہوگا۔ ۱۲منہ) ہوگا، مالک کو دوڑائے گا، وہ بھاگے گا یہاں تک کہ اپنی انگلیاں اُس کے مونھ میں ڈال دے گا۔'' (3) "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، یہ حدیث طویل ہے، مختصراً ذکر کی گئی۔ ۱۲منہ

حدیث ۴، ۵: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو شخص سونے چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق ادا نہ کرے تو جب قیامت کا دن ہوگا اس کے لیے آگ کے پتر بنائے جائیں گے اون پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی اور اُن سے اُس کی کروٹ اور پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی، جب ٹھنڈے ہونے پر آئیں گے پھر ویسے ہی کردیے جائیں گے۔ یہ معاملہ اس دن کا ہے جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہوجائے، اب وہ اپنی راہ دیکھے گا خواہ جنت کی طرف جائے یا جہنم کی طرف اور اونٹ کے بارے میں فرمایا: جو اس کا حق نہیں ادا کرتا، قیامت کے دن ہموار میدان میں لٹا دیا جائے گا اور وہ اونٹ سب کے سب نہایت فربہ ہو کر آئیں گے، پاؤں سے اُسے روندیں گے اور مونھ سے کاٹیں گے، جب ان کی پچھلی جماعت گزر جائے گی، پہلی لوٹے گی اور گائے اور بکریوں کے بارے میں فرمایا: کہ اس شخص کو ہموار میدان میں لٹائیں گے اور وہ سب کی سب آئیں گی، نہ ان میں مڑے ہوئے سینگ کی کوئی ہوگی، نہ بے سینگ کی، نہ ٹوٹے سینگ کی اور سینگوں سے ماریں گی

اور کھروں سے روندیں گی (4) "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، الحديث: ٢٢٩٠، ص ٨٣٣. اور اسی کے مثل صحیحین میں اونٹ اور گائے اور بکریوں کی زکاۃ نہ دینے میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔ (5) انظر: "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب زكاة البقر، الحديث: ١٤٦٠، ص ١١٥.

حدیث ٦: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے، اس وقت اعراب میں کچھ لوگ کافر ہوگئے (کہ زکاۃ کی فرضیت سے انکار کر بیٹھے)، صدیق اکبر نے اُن پر جہاد کا حکم دیا، امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اُن سے آپ کیونکر قتال کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے، مجھے حکم ہے کہ لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہیں اور جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ لیا، اُس نے اپنی جان اور مال بچالیا، مگر حق اسلام میں اور اس کا حساب اللہ (عزوجل) کے ذمہ ہے (یعنی یہ لوگ تو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ کہنے والے ہیں، ان پر کیسے جہاد کیا جائے گا) صدیق اکبر نے فرمایا: خدا کی قسم! میں اس سے جہاد کروں گا، جو نماز و زکاۃ میں تفریق کرے (1) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نری کلمہ گوئی اسلام کیلئے کافی نہیں، جب تک تمام ضروریات دین کا اقرار نہ کرے اور امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بحث کرنا اس وجہ سے تھا کہ ان کے علم میں پہلے یہ بات نہ تھی، کہ وہ فرضیت کے منکر ہیں یہ خیال تھا کہ زکاۃ دیتے نہیں اس کی وجہ سے گنہگار ہوئے، کافر تو نہ ہوئے کہ ان پر جہاد قائم کیا جائے، مگر جب معلوم ہوگیا تو فرماتے ہیں میں نے پہچان لیا کہ وہی حق ہے، جو صدیق نے سمجھا اور کیا۔ ۱۲ منہ) (کہ نماز کو فرض مانے اور زکاۃ کی فرضیت سے انکار کرے)، زکاۃ حق المال ہے، خدا کی قسم! بکری کا بچہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر کیا کرتے تھے، اگر مجھے دینے سے انکار کریں گے تو اس پر اُن سے جہاد کروں گا، فاروقِ اعظم فرماتے ہیں: واللہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے صدیق کا سینہ کھول دیا ہے۔ اُس وقت میں نے بھی پہچان لیا کہ وہی حق ہے۔ (2) "صحيح البخاري"، كتاب الاعتصام، باب الإقتداء بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم، الحديث: ٧٢٨٤، ص ٦٠٦.

حدیث ٧: ابوداود نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ جب یہ آیۂ کریمہ ﴿ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ ﴾ (3) پ ١٠، التوبة: ٣٤. نازل ہوئی، مسلمانوں پر شاق ہوئی (سمجھے کہ چاندی سونا جمع کرنا حرام ہے تو بہت دقّت کا سامنا ہوگا)، فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں تم سے مصیبت دُور کردوں گا۔ حاضر خدمت اقدس ہوئے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ آیت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اصحاب پر گراں معلوم ہوئی فرمایا: کہ "اللہ تعالیٰ نے زکاۃ تو اس لیے فرض کی کہ تمھارے باقی مال کو پاک کردے اور مواریث اس لیے فرض کیے کہ تمھارے بعد والوں کے لیے ہو (یعنی مطلقاً مال جمع کرنا حرام ہوتا تو زکاۃ سے مال کی طہارت نہ ہوتی، بلکہ زکاۃ کس چیز پر واجب ہوتی اور میراث کاہے میں جاری ہوتی، بلکہ جمع کرنا حرام وہ ہے کہ زکاۃ نہ دے) اس پر فاروقِ اعظم نے تکبیر کہی۔ (4) "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب في حقوق المال، الحديث: ١٦٦٤، ص ١٣٤٧.

حدیث ٨: بخاری اپنی تاریخ میں اور امام شافعی و بزار و بیہقی اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "زکاۃ کسی مال میں نہ ملے گی، مگر اُسے ہلاک کردے گی۔" (5) "شعب الإيمان"،

باب في الزكاة، فصل في الاستعفاف عن المسألة، الحديث: ٣٥٢٢، ج٣، ص٢٧٣. بعض ائمہ نے اس حدیث کے یہ معنی بیان کیے کہ زکاۃ واجب ہوئی اور ادا نہ کی اور اپنے مال میں ملائے رہا تو یہ حرام اُس حلال کو ہلاک کر دے گا اور امام احمد نے فرمایا کہ معنے یہ ہیں کہ مالدار شخص مالِ زکاۃ لے تو یہ مالِ زکاۃ اس کے مال کو ہلاک کر دے گا کہ زکاۃ تو فقیروں کے لیے ہے اور دونوں معنے صحیح ہیں۔ (1) "الترغيب و الترهيب"، كتاب الصدقات، الترهيب من منع الزكاة،الحديث:١٨، ج١، ص٣٠٩.

حدیث ۹: طبرانی نے اوسط میں بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: "جو قوم زکاۃ نہ دے گی، اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا۔" (2) "المعجم الأوسط"، الحديث: ٤٥٧٧، ج٣، ص٢٧٥ ـ ٢٨٦.

حدیث ۱۰: طبرانی نے اوسط میں فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: "خشکی و تری میں جو مال تلف ہوتا ہے، وہ زکاۃ نہ دینے سے تلف ہوتا ہے۔" (3) "الترغيب و الترهيب"، كتاب الصدقات، الترهيب من منع الزكاة،الحديث:١٦، ج١، ص٣٠٨

حدیث ۱۱: صحیحین میں احنف بن قیس سے مروی، سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "اُن کے سر پستان پر جہنم کا گرم پتھر رکھیں گے کہ سینہ توڑ کر شانہ سے نکل جائے گا اور شانہ کی ہڈی پر رکھیں گے کہ ہڈیاں توڑتا سینہ سے نکلے گا۔" (4) "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب في لكنازين للأموال و التغليظ عليهم، الحديث: ٢٣٠٦، ص٨٣٥. اور صحیح مسلم شریف میں یہ بھی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا: کہ "پیٹھ توڑ کر کروٹ سے نکلے گا اور گدی توڑ کر پیشانی سے۔" (5) "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب في لكنازين للأموال و التغليظ عليهم، الحديث: ٢٣٠٧، ص٨٣٥

حدیث ۱۲: طبرانی امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "فقیر ہرگز ننگے بھوکے ہونے کی تکلیف نہ اٹھائیں گے مگر مال داروں کے ہاتھوں، سُن لو! ایسے تونگروں سے اللہ تعالیٰ سخت حساب لے گا اور انھیں دردناک عذاب دے گا۔" (6) "الترغيب والترهيب"، كتاب الصدقات، الحديث: ٥، ج١، ص٣٠٦. و "المعجم الأوسط"، الحديث: ٣٥٧٩، ج٢، ص٣٧٤ ـ ٣٧٥.

حدیث ۱۳: نیز طبرانی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "قیامت کے دن تونگروں کے لیے محتاجوں کے ہاتھوں سے خرابی ہے۔" محتاج عرض کریں گے، ہمارے حقوق جو تُو نے اُن پر فرض کیے تھے، انھوں نے ظلماً نہ دیے، اللہ عزوجل فرمائے گا: "مجھے قسم ہے اپنی عزّت و جلال کی کہ تمھیں اپنا قُرب عطا کروں گا اور انھیں دُور رکھوں گا۔" (7) "المعجم الأوسط"، باب العين، الحديث: ٤٨١٣، ج٣، ص٣٤٩

حدیث ۱۴: ابن خزیمہ و ابن حبان اپنی صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "دوزخ میں سب سے پہلے تین شخص جائیں گے، اُن میں ایک وہ تونگر ہے کہ اپنے مال میں اللہ عزوجل کا حق ادا نہیں کرتا۔" (1) "صحيح ابن خزيمة"، كتاب الزكاة، باب ذكر إدخال مانع الزكاة النار... إلخ، الحديث: ٢٢٤٩، ج٤، ص٨

حدیث ۱۵: امام احمد مسند میں عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے

ہیں: کہ ''اللہ عزوجل نے اسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں، جو ان میں سے تین ادا کرے، وہ اُسے کچھ کام نہ دیں گی جب تک پوری چاروں نہ بجالائے۔ نماز، زکاۃ، روزۂ رمضان، حج بیت اللہ۔'' (2) "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث

زياد بن نعيم، الحديث: ١٧٨٠٤، ج٦، ص٢٣٦

حدیث ۱۶: طبرانی کبیر میں بسند صحیح راوی، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں حکم دیا گیا کہ نماز پڑھیں اور زکاۃ دیں اور جو زکاۃ نہ دے، اس کی نماز قبول نہیں۔ (3) "المعجم الكبير"، الحديث: ١٠٠٩٥، ج١٠، ص١٠٣.

حدیث ۱۷: صحیحین و مسند احمد و سنن ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور بندہ کسی کا قصور معاف کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت ہی بڑھائے گا اور جو اللہ (عزوجل) کے لیے تواضع کرے، اللہ (عزوجل) اسے بلند فرمائے گا۔'' (4) "صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة

والأدب، باب استحباب العفو والتواضع، الحديث: ٦٥٩٢، ص ١١٣٠.

حدیث ۱۸: بخاری و مسلم انھیں سے راوی فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو شخص اللہ (عزوجل) کی راہ میں جوڑا خرچ کرے، وہ جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا اور جنت کے کئی دروازے ہیں، جو نمازی ہے دروازۂ نماز سے بلایا جائے گا، جو اہل جہاد سے ہے دروازۂ جہاد سے بلایا جائے گا اور جو اہل صدقہ سے ہے دروازۂ صدقہ سے بلایا جائے گا، جو روزہ دار ہے باب الرّیان سے بلایا جائے گا۔'' صدیق اکبر نے عرض کی، اس کی تو کچھ ضرورت نہیں کہ ہر دروازے سے بلایا جائے (یعنی مقصود دخول جنت ہے، وہ ایک دروازہ سے حاصل ہے) مگر کوئی ہے ایسا جو سب دروازوں سے بلایا جائے؟ فرمایا: ''ہاں اور میں اُمید کرتا ہوں کہ تم اُن میں سے ہو۔'' (5) "صحيح البخاري

"، كتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ٣٦٦٦، ص٢٩٨. و "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث:

٧٦٣٧، ج٣، ص٩٣

حدیث ۱۹: بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو شخص کھجور برابر حلال کمائی سے صدقہ کرے اور اللہ (عزوجل) نہیں قبول فرماتا مگر حلال کو، تو اسے اللہ تعالیٰ دستِ راست سے قبول فرماتا ہے پھر اسے اُس کے مالک کے لیے پرورش کرتا ہے، جیسے تم میں کوئی اپنے بچھیرے کی تربیت کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ برابر ہو جاتا ہے۔'' (1) "صحيح البخاري"، كتاب

الزكاة، باب لاتقبل صدقة من غلول، الحديث: ١٤١٠، ص١١١.

حدیث ۲۰ و ۲۱: نسائی و ابن ماجہ اپنی سنن میں و ابن خزیمہ و ابن حبان اپنی صحیح میں اور حاکم نے بافادۂ تصحیح ابو ہریرہ و ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور یہ فرمایا: کہ ''قسم ہے! اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔'' اُس کو تین بار فرمایا پھر سر جھکا لیا تو ہم سب نے سر جھکا لیے اور رونے لگے، یہ نہیں معلوم کہ کس چیز پر قسم کھائی۔ پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے سر مبارک اُٹھالیا اور چہرۂ اقدس میں خوشی نمایاں تھی تو ہمیں یہ بات سُرخ اونٹوں سے زیادہ پیاری تھی اور فرمایا: ''جو بندہ پانچوں نمازیں پڑھتا ہے اور رمضان کا

روزہ رکھتا ہے اور زکاۃ دیتا ہے اور ساتوں کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے اُس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ سلامتی کے ساتھ داخل ہو۔'' (2) "سنن النسائي"، كتاب الزكاة، باب وجوب الزكاة، الحديث: ٢٤٤٠، ٢٤٤٠، ص٢٢٤٤

حدیث ۲۲: امام احمد نے بروایت ثقات انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''اپنے مال کی زکاۃ نکال، کہ وہ پاک کرنے والی ہے تجھے پاک کردے گی اور رشتہ داروں سے سلوک کر اور مسکین اور پڑوسی اور سائل کا حق پہچان۔'' (3) "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند انس بن مالك، الحديث: ١٢٣٩٧، ج٤، ص٢٧٣

حدیث ۲۳: طبرانی نے اوسط وکبیر میں ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''زکاۃ اسلام کا پل ہے۔'' (4) "المعجم الأوسط"، باب الميم، الحديث: ٨٩٣٧، ج٦، ص٣٢٨

حدیث ۲۴: طبرانی نے اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو میرے لیے چھ چیزوں کی کفالت کرے، میں اُس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔'' میں نے عرض کی، وہ کیا ہیں یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرمایا: ''نماز وزکاۃ وامانت وشرمگاہ وشکم وزبان۔'' (5) "المعجم الأوسط"، باب الفاء، الحديث: ٤٩٢٥، ج٣، ص٣٩٦

حدیث ۲۵: بزار نے علقمہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''تمھارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ اپنے اموال کی زکاۃ ادا کرو۔'' (6) "مجمع الزوائد"، كتاب الزكاة، باب فرض الزكاة، الحديث: ٤٣٢٦، ج٣، ص١٩٨.

حدیث ۲۶: طبرانی نے کبیر میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لاتا ہے، وہ اپنے مال کی زکاۃ ادا کرے اور جو اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لاتا ہے، وہ حق بولے یا سکوت کرے یعنی بُری بات زبان سے نہ نکالے اور جو اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لاتا ہے، وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔'' (1)

"المعجم الكبير"، الحديث: ١٣٥٦١، ج١٢، ص٣٢٤.

حدیث ۲۷: ابوداود نے حسن بصری سے مرسلاً اور طبرانی وبیہقی نے ایک جماعت صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کہ ''زکاۃ دے کر اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کرلو اور اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو اور بلا نازل ہونے پر دُعا وتضرع سے استعانت کرو۔'' (2) "مراسيل أبي داود" مع "سنن أبي داود"، باب في الصائم يصيب أهله، ص٨.

حدیث ۲۸: ابن خزیمہ اپنی صحیح اور طبرانی اوسط اور حاکم مستدرک میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس نے اپنے مال کی زکاۃ ادا کردی، بیشک اللہ تعالیٰ نے اُس سے شر دُور فرمادیا۔'' (3)
"المعجم الأوسط"، باب الألف، الحديث: ١٥٧٩، ج١، ص٤٣١

مسائلِ فقہیّہ

زکاۃ شریعت میں اللہ (عزوجل) کے لیے مال کے ایک حصہ کا جو شرع نے مقرر کیا ہے، مسلمان فقیر کو مالک کر دینا ہے اور وہ فقیر نہ ہاشمی ہو، نہ ہاشمی کا آزاد کردہ غلام اور اپنا نفع اُس سے بالکل جدا کر لے۔ (4) "تنویر الأبصار"، کتاب الزکاۃ، ج۳، ص۲۰۳ - ۲۰۶. (درمختار)

مسئلہ ۱: زکاۃ فرض ہے، اُس کا منکر کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار و مردود الشہادۃ ہے۔ (5) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۰ (عالمگیری)

مسئلہ ۲: مباح کر دینے سے زکاۃ ادا نہ ہوگی، مثلاً فقیر کو بہ نیت زکاۃ کھانا کھلا دیا زکاۃ ادا نہ ہوئی کہ مالک کر دینا نہیں پایا گیا، ہاں اگر کھانا دے دیا کہ چاہے کھائے یا لے جائے تو ادا ہوگئی۔ یوہیں بہ نیت زکاۃ فقیر کو کپڑا دے دیا یا پہنا دیا ادا ہوگئی۔ (6) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، ج۳، ص۲۰٤. (درمختار)

مسئلہ ۳: فقیر کو بہ نیت زکاۃ مکان رہنے کو دیا زکاۃ ادا نہ ہوئی کہ مال کا کوئی حصہ اسے نہ دیا بلکہ منفعت کا مالک کیا۔ (1) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، ج۳، ص۲۰۵. (درمختار)

مسئلہ ٤: مالک کرنے میں یہ بھی ضروری ہے کہ ایسے کو دے جو قبضہ کرنا جانتا ہو، یعنی ایسا نہ ہو کہ پھینک دے یا دھوکہ کھائے ورنہ ادا نہ ہوگی، مثلاً نہایت چھوٹے بچہ یا پاگل کو دینا اور اگر بچہ کو اتنی عقل نہ ہو تو اُس کی طرف سے اس کا باپ جو فقیر ہو یا وصی یا جس کی نگرانی میں ہے قبضہ کریں۔ (2) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، ج۳، ص۲۰٤. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: زکاۃ واجب ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں:

(۱) مسلمان ہونا۔

کافر پر زکاۃ واجب نہیں یعنی اگر کوئی کافر مسلمان ہوا تو اُسے یہ حکم نہیں دیا جائے گا کہ زمانۂ کفر کی زکاۃ ادا کرے۔ (3) "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في احکام المعتوه، ج۳، ص۲۰۷. (عامۂ کتب) معاذ اللہ کوئی مرتد ہوگیا تو زمانۂ اسلام میں جو زکاۃ نہیں دی تھی ساقط ہوگئی۔ (4) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۱. (عالمگیری)

مسئلہ ٦: کافر دار الحرب میں مسلمان ہوا اور وہیں چند برس تک اقامت کی پھر دار الاسلام میں آیا، اگر اس کو معلوم تھا کہ مالدار مسلمان پر زکاۃ واجب ہے، تو اُس زمانہ کی زکاۃ واجب ہے ورنہ نہیں اور اگر دار الاسلام میں مسلمان ہوا اور چند سال کی زکاۃ نہیں دی تو ان کی زکاۃ واجب ہے، اگرچہ کہتا ہو کہ مجھے فرضیتِ زکاۃ کا علم نہیں کہ دار الاسلام میں جہل عذر نہیں۔ (5) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۱. وغیرہ (عالمگیری وغیرہ)

(۲) بلوغ۔

(۳) عقل، نابالغ پر زکاۃ واجب نہیں اور جنون اگر پورے سال کو گھیر لے تو زکاۃ واجب نہیں اور اگر سال کے اوّل آخر میں افاقہ ہوتا ہے، اگرچہ باقی زمانہ جنون میں گذرتا ہے تو واجب ہے، اور جنون اگر اصلی ہو یعنی جنون ہی کی حالت میں

بلوغ ہوا تو اس کا سال ہوش آنے سے شروع ہوگا۔ یوہیں اگر عارضی ہے مگر پورے سال کو گھیر لیا تو جب افاقہ ہوگا اس وقت سے سال کی ابتدا ہوگی۔ (6) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۲. و "ردالمحتار"، کتاب الزكاة، مطلب في احكام المعتوه، ج۳، ص۲۰۷ (جوہرہ، عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: بوہرے پر زکاۃ واجب نہیں، جب کہ اسی حالت میں پورا سال گزرے اور اگر کبھی کبھی اُسے افاقہ بھی ہوتا ہے تو واجب ہے۔ جس پر غشی طاری ہوئی اس پر زکاۃ واجب ہے، اگرچہ غشی کامل سال بھر تک ہو۔ (1) "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب في احكام المعتوه، ج۳، ص۲۰۷. و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۲ (عالمگیری، ردالمحتار)

(۴) آزاد ہونا۔

غلام پر زکاۃ واجب نہیں، اگرچہ ماذون ہو (یعنی اس کے مالک نے تجارت کی اجازت دی ہو) یا مکاتب (2) (یعنی وہ غلام جس کا آقا مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہہ دے کہ اتنا ادا کردے تو آزاد ہے اور غلام اسے قبول بھی کرلے۔) یا ام ولد (3) (یعنی وہ لونڈی جس کے بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے۔ نوٹ: ان کی تفصیلی معلومات کے لئے بہار شریعت حصہ۹ میں مدبّر، مکاتب اور ام ولد کا بیان ملاحظہ فرمائیں) یا مُستسعیٰ (یعنی غلام مشترک جس کو ایک شریک نے آزاد کر دیا اور چونکہ وہ مالدار نہیں ہے، اس وجہ سے باقی شریکوں کے حصے کما کر پورے کرنے کا اُسے حکم دیا گیا)۔ (4) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۱. وغیرہ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۸: ماذون غلام نے جو کچھ کمایا ہے اس کی زکاۃ نہ اُس پر ہے نہ اُس کے مالک پر، ہاں جب مالک کو دے دیا تو اب ان برسوں کی بھی زکاۃ مالک ادا کرے، جب کہ غلام ماذون دَین میں مستغرق نہ ہو، ورنہ اس کی کمائی پر مطلقاً زکاۃ واجب نہیں، نہ مالک کے قبضہ کرنے کے پہلے نہ بعد۔ (5) "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج۳، ص۲۱٤ (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: مکاتب نے جو کچھ کمایا اس کی زکاۃ واجب نہیں نہ اس پر نہ اس کے مالک پر، جب مالک کو دے دے اور سال گذر جائے، اب بشرائط زکاۃ مالک پر واجب ہوگی اور گذشتہ برسوں کی واجب نہیں۔ (6) المرجع السابق. (ردالمحتار)

(۵) مال بقدر نصاب اُس کی مِلک میں ہونا، اگر نصاب سے کم ہے تو زکاۃ واجب نہ ہوئی۔ (7) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۲. (تنویر، عالمگیری)

(۶) پورے طور پر اُس کا مالک ہو یعنی اس پر قابض بھی ہو۔ (8) المرجع السابق.

مسئلہ ۱۰: جو مال گم گیا یا دریا میں گر گیا یا کسی نے غصب کر لیا اور اس کے پاس غصب کے گواہ نہ ہوں یا جنگل میں دفن کر دیا تھا اور یہ یاد نہ رہا کہ کہاں دفن کیا تھا یا انجان کے پاس امانت رکھی تھی اور یہ یاد نہ رہا کہ وہ کون ہے یا مدیُون نے دَین سے انکار کر دیا اور اُس کے پاس گواہ نہیں پھر یہ اموال مل گئے، تو جب تک نہ ملے تھے، اُس زمانہ کی زکاۃ واجب نہیں۔ (1) "الدرالمختار"، کتاب الزكاة، ج۳، ص۲۱۸ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: اگر دَین ایسے پر ہے جو اس کا اقرار کرتا ہے مگر ادا میں دیر کرتا ہے یا نادار ہے یا قاضی کے یہاں اس کے مفلس ہونے کا حکم ہو چکا یا وہ منکر ہے، مگر اُس کے پاس گواہ موجود ہیں تو جب مال ملے گا، سالہائے گزشتہ کی بھی زکاۃ واجب ہے۔ (2) "تنویر الأبصار"، کتاب الزکاۃ، ج۳، ص۲۱۹. (تنویر)

مسئلہ ۱۲: چَرائی کا جانور اگر کسی نے غصب کیا، اگرچہ وہ اقرار کرتا ہو تو ملنے کے بعد بھی اس زمانہ کی زکاۃ واجب نہیں۔ (3) "الفتاوی الخانیة"، کتاب الزکاۃ، ج۱، ص۱۲٤. (خانیہ)

مسئلہ ۱۳: غصب کیے ہوئے کی زکاۃ غاصب پر واجب نہیں کہ یہ اس کا مال ہی نہیں، بلکہ غاصب پر یہ واجب ہے کہ جس کا مال ہے اُسے واپس دے اور اگر غاصب نے اُس مال کو اپنے مال میں خلط کر دیا کہ تمیز ناممکن ہو اور اس کا اپنا مال بقدر نصاب ہے تو مجموع پر زکاۃ واجب ہے۔ (4) "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب فیما لو صادر السلطان رجلا... إلخ، ج۳، ص۲٥۹. (ردالمحتار)

مسئلہ ۱٤: ایک نے دوسرے کے مثلاً ہزار روپے غصب کر لیے پھر وہی روپے اُس سے کسی اور نے غصب کر کے خرچ کر ڈالے اور ان دونوں غاصبوں کے پاس ہزار ہزار روپے اپنی ملک کے ہیں تو غاصب اوّل پر زکاۃ واجب ہے دوسرے پر نہیں۔ (5) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۳ (عالمگیری)

مسئلہ ۱٥: شے مرہُون (6) (یعنی جو چیز گروی رکھی گئی ہے۔) کی زکاۃ نہ مرتہن (7) (یعنی جس کے پاس چیز گروی رکھی گئی ہو۔) پر ہے، نہ راہن (8) (یعنی گروی رکھنے والا۔ نوٹ: ان کی تفصیلی معلومات کے لئے دیکھئے بہار شریعت حصہ ۱۷ میں رہن کا بیان۔) پر، مرتہن تو مالک ہی نہیں اور راہن کی ملک تام نہیں کہ اس کے قبضہ میں نہیں اور بعد رہن چھڑانے کے بھی ان برسوں کی زکاۃ واجب نہیں۔ (9) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، ج۳، ص۲۱٤. وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱٦: جو مال تجارت کے لیے خریدا اور سال بھر تک اس پر قبضہ نہ کیا تو قبضہ کے قبل مشتری پر زکاۃ واجب نہیں اور قبضہ کے بعد اس سال کی بھی زکاۃ واجب ہے۔ (1) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۱٥ (درمختار، ردالمحتار)

(۷) نصاب کا دَین سے فارغ ہونا۔

مسئلہ ۱۷: نصاب کا مالک ہے مگر اس پر دَین ہے کہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتی تو زکاۃ واجب نہیں، خواہ وہ دَین بندہ کا ہو، جیسے قرض، زرِ ثمن (2) (کسی خریدی گئی چیز کے دام۔) کسی چیز کا تاوان یا اللہ عزوجل کا دَین ہو، جیسے زکاۃ، خراج مثلاً کوئی شخص صرف ایک نصاب کا مالک ہے اور دو سال گذر گئے کہ زکاۃ نہیں دی تو صرف پہلے سال کی زکاۃ واجب ہے دوسرے سال کی نہیں کہ پہلے سال کی زکاۃ اس پر دَین ہے اس کے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتی، لہٰذا دوسرے سال کی زکاۃ واجب نہیں۔ یوہیں اگر تین سال گذر گئے، مگر تیسرے میں ایک دن باقی تھا کہ پانچ درم اور حاصل ہوئے جب بھی پہلے ہی سال کی زکاۃ واجب ہے کہ دوسرے اور تیسرے سال میں زکاۃ نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں، ہاں جس دن کہ وہ پانچ درم حاصل ہوئے اس دن سے ایک سال تک اگر نصاب باقی رہ جائے تو اب اس سال

کے پورے ہونے پر زکاۃ واجب ہوگی۔ یوہیں اگر نصاب کا مالک تھا اور سال تمام پر زکاۃ نہ دی پھر سارے مال کو ہلاک کر دیا پھر اور مال حاصل کیا کہ یہ بقدر نصاب ہے، مگر سال اوّل کی زکاۃ جو اُس کے ذمہ دَین ہے اس میں سے نکالیں تو نصاب باقی نہیں رہتی تو اس نئے سال کی زکاۃ واجب نہیں اور اگر اُس پہلے مال کو اُس نے قصداً ہلاک نہ کیا، بلکہ بلا قصد ہلاک ہوگیا تو اُس کی زکاۃ جاتی رہی، لہٰذا اس کی زکاۃ دَین نہیں تو اس صورت میں اس نئے سال کی زکاۃ واجب ہے۔ (3) "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۲۔۱۷۴ و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب: الفرق بين السبب والشرط والعلة، ج۳، ص۲۱۰. (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: اگر خود مدیُون (4) (مقروض۔) نہیں مگر مدیُون کا کفیل (5) (یعنی مقروض کا ضامن۔) ہے اور کفالت کے روپے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتی، زکاۃ واجب نہیں، مثلاً زید کے پاس ہزار روپے ہیں اور عمرو نے کسی سے ہزار قرض لیے اور زید نے اس کی کفالت کی تو زید پر اس صورت میں زکاۃ واجب نہیں کہ زید کے پاس اگرچہ روپے ہیں مگر عمرو کے قرض میں مستغرق ہیں کہ قرض خواہ کو اختیار ہے زید سے مطالبہ کرے اور روپے نہ ملنے پر یہ اختیار ہے کہ زید کو قید کرادے تو یہ روپے دَین میں مستغرق ہیں، لہٰذا زکاۃ واجب نہیں اور اگر عمرو کی دس شخصوں نے کفالت کی اور سب کے پاس ہزار ہزار روپے ہیں جب بھی ان میں کسی پر زکاۃ واجب نہیں کہ قرض خواہ ہر ایک سے مطالبہ کرسکتا ہے اور بصورت نہ ملنے کے جس کو چاہے قید کرادے۔ (1) "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب: الفرق بين السبب والشرط والعلة، ج۳، ص۲۱۰. (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: جو دَین میعادی ہو وہ مذہب صحیح میں وجوب زکاۃ کا مانع نہیں۔ (2) المرجع السابق، ص۲۱۱. (ردالمحتار) چونکہ عادۃً دَینِ مہر کا مطالبہ نہیں ہوتا، لہٰذا اگرچہ شوہر کے ذمہ کتنا ہی دَینِ مہر ہو جب وہ مالکِ نصاب ہے، زکاۃ واجب ہے۔ (3) "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۳. (عالمگیری) خصوصاً مہر مؤخر جو عام طور پر یہاں رائج ہے جس کی ادا کی کوئی میعاد معیّن نہیں ہوتی، اس کے مطالبہ کا تو عورت کو اختیار ہی نہیں، جب تک موت یا طلاق واقع نہ ہو۔

مسئلہ ۲۰: عورت کا نفقہ شوہر پر دَین نہیں قرار دیا جائے گا جب تک قاضی نے حکم نہ دیا ہو یا دونوں نے باہم کسی مقدار پر تصفیہ نہ کرلیا ہو اور اگر یہ دونوں نہ ہوں تو ساقط ہوجائے گا شوہر پر اس کا دینا واجب نہ ہوگا، لہٰذا مانع زکاۃ نہیں۔ عورت کے علاوہ کسی رشتہ دار کا نفقہ اس وقت دَین ہے جب ایک مہینہ سے کم زمانہ گزرا ہو یا اُس رشتہ دار نے قاضی کے حکم سے قرض لیا اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں تو ساقط ہے اور مانع زکاۃ نہیں۔ (4) "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۳. و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب: الفرق بين السبب والشرط والعلة، ج۳، ص۲۱۱. (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: دَین اس وقت مانع زکاۃ ہے جب زکاۃ واجب ہونے سے پہلے کا ہو اور اگر نصاب پر سال گزرنے کے بعد ہوا تو زکاۃ پر اس دَین کا کچھ اثر نہیں۔ (5) "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب: الفرق بين السبب والشرط والعلة، ج۳، ص۲۱۰ و "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۳. (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: جس دَین کا مطالبہ بندوں کی طرف سے نہ ہو اس کا اس جگہ اعتبار نہیں یعنی وہ مانع زکاۃ نہیں مثلاً نذر وکفارہ وصدقۂ فطر وحج وقربانی کہ اگر ان کے مصارف نصاب سے نکالیں تو اگرچہ نصاب باقی نہ رہے زکاۃ واجب ہے، عشر وخراج واجب ہونے کے لیے دین مانع نہیں یعنی اگرچہ مدیُون ہو، یہ چیزیں اس پر واجب ہو جائیں گی۔ (6) (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

(6) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب: الفرق بین السبب والشرط والعلۃ، ج۳، ص۲۱۱. وغیرھما

مسئلہ ۲۳: جو دَین اثنائے سال میں عارض ہوا یعنی شروع سال میں مدیُون نہ تھا پھر مدیُون ہو گیا پھر سال تمام پر علاوہ دَین کے نصاب کا مالک ہو گیا تو زکاۃ واجب ہوگئی، اس کی صورت یہ ہے کہ فرض کرو قرض خواہ نے قرض معاف کر دیا تو اب چونکہ اس کے ذمہ دَین نہ رہا اور سال بھی پورا ہو چکا ہے، لہٰذا واجب ہے کہ ابھی زکاۃ دے، یہ نہیں کہ اب سے ایک سال گزرنے پر زکاۃ واجب ہوگی اور اگر شروع سال سے مدیُون تھا اور سال تمام پر معاف کیا تو ابھی زکاۃ واجب نہ ہوگی بلکہ اب سے سال گزرنے پر۔ (1) (ردالمحتار وغیرہ)

(1) "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۱۵. وغیرہ

مسئلہ ۲۴: ایک شخص مدیُون ہے اور چند نصاب کا مالک کہ ہر ایک سے دَین ادا ہو جاتا ہے، مثلاً اس کے پاس روپے اشرفیاں بھی ہیں، تجارت کے اسباب بھی، چرائی کے جانور بھی تو روپے اشرفیاں دَین کے مقابل سمجھے اور اور چیزوں کی زکاۃ دے اور اگر روپے اشرفیاں نہ ہوں اور چرائی کے جانوروں کی چند نصابیں ہوں، مثلاً چالیس بکریاں ہیں اور تیس گائیں اور پانچ اونٹ تو جس کی زکاۃ میں اسے آسانی ہو، اُس کی زکاۃ دے اور دوسرے کو دَین میں سمجھے تو اُس صورتِ مذکورہ میں اگر بکریوں یا اونٹوں کی زکاۃ دے گا تو ایک بکری دینی ہوگی اور گائے کی زکاۃ میں سال بھر کا بچھڑا اور ظاہر ہے کہ ایک بکری دینا بچھڑا دینے سے آسان ہے، لہٰذا بکری دے سکتا ہے اور اگر برابر ہوں تو اسے اختیار ہے۔ مثلاً پانچ اونٹ ہیں اور چالیس بکریاں دونوں کی زکاۃ ایک بکری ہے، اُسے اختیار ہے جسے چاہے دَین کے لیے سمجھے اور جس کی چاہے زکاۃ دے اور یہ سب تفصیل اُس وقت ہے کہ بادشاہ کی طرف سے کوئی زکاۃ وصول کرنے والا آئے، ورنہ اگر بطور خود دینا چاہتا ہے تو ہر صورت میں اختیار ہے۔ (2) (درمختار، ردالمحتار)

(2) "الدرالمختار"، "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۱۶.

مسئلہ ۲۵: اس پر ہزار روپے قرض ہیں اور اس کے پاس ہزار روپے ہیں اور ایک مکان اور خدمت کے لیے ایک غلام تو زکاۃ واجب نہیں، اگرچہ مکان وغلام دس ہزار روپے کی قیمت کے ہوں کہ یہ چیزیں حاجت اصلیہ سے ہیں اور جب روپے موجود ہیں تو قرض کے لیے روپے قرار دیے جائیں گے نہ کہ مکان وغلام۔ (3) (عالمگیری)

(3) "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۳.

(۸) نصاب حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو۔ (4)

(4) المرجع السابق، ص۱۷۲.

مسئلہ ۲۶: حاجت اصلیہ یعنی جس کی طرف زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہے اس میں زکاۃ واجب نہیں، جیسے رہنے کا مکان، جاڑے گرمیوں میں پہننے کے کپڑے، خانہ داری کے سامان، سواری کے جانور، خدمت کے لیے

لونڈی غلام، آلاتِ حرب، پیشہ وروں کے اوزار، اہلِ علم کے لیے حاجت کی کتابیں، کھانے کے لیے غلّہ۔ (1) "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۲. و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج ۳، ص ۲۱۲. (ہدایہ، عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: ایسی چیز خریدی جس سے کوئی کام کرے گا اور کام میں اس کا اثر باقی رہے گا، جیسے چمڑا پکانے کے لیے مازو (2) (ایک دوا کا نام۔) اور تیل وغیرہ اگر اس پر سال گزر گیا زکاۃ واجب ہے۔ یوہیں رنگریز نے اُجرت پر کپڑا رنگنے کے لیے کسم، زعفران خریدا تو اگر بقدر نصاب ہے اور سال گزر گیا زکاۃ واجب ہے۔ پُڑیا وغیرہ رنگ کا بھی یہی حکم ہے اور اگر وہ ایسی چیز ہے جس کا اثر باقی نہیں رہے گا، جیسے صابون تو اگرچہ بقدر نصاب ہو اور سال گزر جائے زکاۃ واجب نہیں۔ (3) "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۲. (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: عطر فروش نے عطر بیچنے کے لیے شیشیاں خریدیں، ان پر زکاۃ واجب ہے۔ (4) "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج ۳، ص ۲۱۸. (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: خرچ کے لیے روپے کے پیسے لیے تو یہ بھی حاجت اصلیہ میں ہیں۔ حاجتِ اصلیہ میں خرچ کرنے کے روپے رکھے ہیں تو سال میں جو کچھ خرچ کیا گیا اور جو باقی رہے اگر بقدر نصاب ہیں تو ان کی زکاۃ واجب ہے، اگرچہ اسی نیّت سے رکھے ہیں کہ آئندہ حاجتِ اصلیہ ہی میں صَرف ہوں گے اور اگر سال تمام کے وقت حاجتِ اصلیہ میں خرچ کرنے کی ضرورت ہے تو زکاۃ واجب نہیں۔ (5) المرجع السابق، ص ۲۱۳. (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: اہلِ علم کے لیے کتابیں حاجت اصلیہ سے ہیں اور غیر اہل کے پاس ہوں، جب بھی کتابوں کی زکاۃ واجب نہیں جب کہ تجارت کے لیے نہ ہوں، فرق اتنا ہے کہ اہلِ علم کے پاس ان کتابوں کے علاوہ اگر مال بقدر نصاب نہ ہو تو زکاۃ لینا جائز ہے اور غیر اہلِ علم کے لیے ناجائز، جب کہ دو سو درم قیمت کی ہوں۔ اہل وہ ہے جسے پڑھنے پڑھانے یا تصحیح کے لیے ان کتابوں کی ضرورت ہو۔ کتاب سے مراد مذہبی کتاب فقہ و تفسیر و حدیث ہے، اگر ایک کتاب کے چند نسخے ہوں تو ایک سے زائد جتنے نسخے ہوں اگر دو سو درم کی قیمت کے ہوں تو اس اہل کو بھی زکاۃ لینا ناجائز ہے، خواہ ایک ہی کتاب کے زائد نسخے اس قیمت کے ہوں یا متعدد کتابوں کے زائد نسخے مل کر اس قیمت کے ہوں۔ (6) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج ۳، ص ۲۱۷. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: حافظ کے لیے قرآن مجید حاجتِ اصلیہ سے نہیں اور غیر حافظ کے لیے ایک سے زیادہ حاجتِ اصلیہ کے علاوہ ہے یعنی اگر مصحف شریف دو سو درم قیمت کا ہو تو زکاۃ لینا جائز نہیں۔ (1) "الجوهرة النيرة"، كتاب الزكاة، ص ۱٤۸ . و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج ۳، ص ۲۱۷. (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: طبیب کے لیے طب کی کتابیں حاجتِ اصلیہ میں ہیں، جب کہ مطالعہ میں رکھتا ہو یا اُسے دیکھنے کی ضرورت پڑے، نحو و صرف و نجوم اور دیوان اور قصے کہانی کی کتابیں حاجتِ اصلیہ میں نہیں، اصول فقہ و علم کلام و اخلاق کی کتابیں جیسے احیاء العلوم و کیمیائے سعادت وغیرہما حاجت اصلیہ سے ہیں۔ (2) "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة

ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۱۷. (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: کفار اور بدمذہبوں کے رد اور اہلِ سنت کی تائید میں جو کتابیں ہیں وہ حاجتِ اصلیہ سے ہیں۔ یوہیں عالم اگر بدمذہب وغیرہ کی کتابیں اس لیے رکھے کہ اُن کا رد کرے گا تو یہ بھی حاجتِ اصلیہ میں ہیں اور غیر عالم کو تو ان کا دیکھنا ہی جائز نہیں۔

(۹) مال نامی ہونا یعنی بڑھنے والا خواہ حقیقۃً بڑھے یا حکماً یعنی اگر بڑھانا چاہے تو بڑھائے یعنی اُس کے یا اُس کے نائب کے قبضہ میں ہو، ہر ایک کی دو صورتیں ہیں وہ اسی لیے پیدا ہی کیا گیا ہو اسے خلقی کہتے ہیں، جیسے سونا چاندی کہ یہ اسی لیے پیدا ہوئے کہ ان سے چیزیں خریدی جائیں یا اس لیے مخلوق تو نہیں، مگر اس سے یہ بھی حاصل ہوتا ہے، اسے فعلی کہتے ہیں۔ سونے چاندی کے علاوہ سب چیزیں فعلی ہیں کہ تجارت سے سب میں نُمو ہوگا۔ (3) (یعنی زیادتی ہوگی۔) سونے چاندی میں مطلقاً زکاۃ واجب ہے، جب کہ بقدرِ نصاب ہوں اگرچہ دفن کر کے رکھے ہوں، تجارت کرے یا نہ کرے اور ان کے علاوہ باقی چیزوں پر زکاۃ اس وقت واجب ہے کہ تجارت کی نیت ہو یا چرائی پر چھوٹے جانور وبس، خلاصہ یہ کہ زکاۃ تین قسم کے مال پر ہے۔

(۱) ثمن یعنی سونا چاندی۔

(۲) مال تجارت۔

(۳) سائمہ یعنی چرائی پر چھوٹے جانور۔ (4) "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ۱۷٤. و "الفتاوى الرضوية" (الجديدة)، ج۱۰، ص۱٦۱. (عامہ کتب)

مسئلہ ۳۴: نیت تجارت کبھی صراحۃً ہوتی ہے کبھی دلالۃً صراحۃً یہ کہ عقد کے وقت ہی نیت تجارت کر لی خواہ وہ عقد خریداری ہو یا اجارہ، ثمن روپیہ اشرفی ہو یا اسباب میں سے کوئی شے دلالۃً کی صورت یہ ہے کہ مال تجارت کے بدلے کوئی چیز خریدی یا مکان جو تجارت کے لیے ہے اس کو کسی اسباب کے بدلے کرایہ پر دیا تو یہ اسباب اور وہ خریدی ہوئی چیز تجارت کے لیے ہیں اگرچہ صراحۃً تجارت کی نیت نہ کی۔ یوہیں اگر کسی سے کوئی چیز تجارت کے لیے قرض لی تو یہ بھی تجارت کے لیے ہے، مثلاً دو سو درم کا مالک ہے اور من بھر گیہوں قرض لیے تو اگر تجارت کے لیے نہیں لیے تو زکاۃ واجب نہیں کہ گیہوں کے دام انھیں دو سو سے مُجرا کیے جائیں گے تو نصاب باقی نہ رہی اور اگر تجارت کے لیے لیے تو زکاۃ واجب ہوگی کہ اُن گیہوں کی قیمت دو سو پر اضافہ کریں اور مجموعہ سے قرض مُجرا کریں تو دو سو سالم رہے لہٰذا زکاۃ واجب ہوئی۔ (1) "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷٤. و "الدرالمختار"، و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج۳، ص۲۲۱. (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: جس عقد میں تبادلہ ہی نہ ہو جیسے ہبہ، وصیّت، صدقہ یا تبادلہ ہو مگر مال سے تبادلہ نہ ہو جیسے مہر، بدل خلع (2) (یعنی وہ مال جس کے بدلے میں نکاح زائل کیا جائے۔) بدلِ عتق (3) (یعنی وہ مال جس کے بدلے میں غلام یا لونڈی کو آزاد کیا جائے۔) ان دونوں قسم کے عقد کے ذریعہ سے اگر کسی چیز کا مالک ہوا تو اس میں نیت تجارت صحیح نہیں یعنی اگرچہ تجارت کی نیت

کرے، زکاۃ واجب نہیں۔ یوہیں اگر ایسی چیز میراث میں ملی تو اس میں بھی نیت تجارت صحیح نہیں۔ (4) (عالمگیری)

(4) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۴.

مسئلہ ۳۶: مورث کے پاس تجارت کا مال تھا، اس کے مرنے کے بعد وارثوں نے تجارت کی نیت کی تو زکاۃ واجب ہے۔ یوہیں چرائی کے جانور وراثت میں ملے، زکاۃ واجب ہے چرائی پر رکھنا چاہتے ہوں یا نہیں۔ (5) (عالمگیری، درمختار)

(5) المرجع السابق.

مسئلہ ۳۷: نیت تجارت کے لیے یہ شرط ہے کہ وقت عقد نیت ہو، اگرچہ دلالۃً تو اگر عقد کے بعد نیت کی زکاۃ واجب نہ ہوئی۔ یوہیں اگر رکھنے کے لیے کوئی چیز لی اور یہ نیت کی کہ نفع ملے گا تو بیچ ڈالوں گا تو زکاۃ واجب نہیں۔ (6) (درمختار)

(6) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، ج ۳، ص ۲۳۱

مسئلہ ۳۸: تجارت کے لیے غلام خریدا تھا پھر خدمت لینے کی نیت کر لی پھر تجارت کی نیت کی تو تجارت کا نہ ہوگا جب تک ایسی چیز کے بدلے نہ بیچے جس میں زکاۃ واجب ہوتی ہے۔ (7) (عالمگیری، درمختار)

(7) المرجع السابق، ص ۲۲۸.

مسئلہ ۳۹: موتی اور جواہر پر زکاۃ واجب نہیں، اگرچہ ہزاروں کے ہوں۔ ہاں اگر تجارت کی نیت سے لیے تو واجب ہوگئی۔ (8) (درمختار)

(8) "تنویرالأبصار" و "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، ج ۳، ص ۲۳۰.

مسئلہ ۴۰: زمین سے جو پیداوار ہوئی اس میں نیت تجارت سے زکاۃ واجب نہیں، زمین عشری ہو یا خراجی، اس کی مِلک ہو یا عاریت یا کرایہ پر لی ہو، ہاں اگر زمین خراجی ہو اور عاریت یا کرایہ پر لی اور بیج وہ ڈالے جو تجارت کے لیے تھے تو پیداوار میں تجارت کی نیت صحیح ہے۔ (1) (ردالمحتار)

(1) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب في زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۲.

مسئلہ ۴۱: مضارب (2) مالِ مضاربت سے جو کچھ خریدے، اگرچہ تجارت کی نیت نہ ہو، اگرچہ اپنے خرچ کرنے کے لیے خریدے، اس پر زکاۃ واجب ہے یہاں تک کہ اگر مالِ مضاربت سے غلام خریدے۔ پھر ان کے پہننے کو کپڑا اور کھانے کے لیے غلّہ وغیرہ خریدا تو یہ سب کچھ تجارت ہی کے لیے ہیں اور سب کی زکاۃ واجب۔ (3) (درمختار، ردالمحتار)

(2) (مضاربت، تجارت میں ایک قسم کی شرکت ہے کہ ایک جانب سے مال ہو اور ایک جانب سے کام اور منافع میں دونوں شریک۔ کام کرنے والے کو مضارب اور مالک نے جو کچھ دیا اسے راس المال (مالِ مضاربت) کہتے ہیں۔ نوٹ: تفصیلی معلومات کے لیے بہار شریعت حصہ ۱۴، میں "مضاربت کا بیان" دیکھ لیجئے۔)

(3) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۱.

(۱۰) سال گزرنا، سال سے مراد قمری سال ہے یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ مہینے۔ شروع سال اور آخر سال میں نصاب کامل ہے، مگر درمیان میں نصاب کی کمی ہوگئی تو یہ کمی کچھ اثر نہیں رکھتی یعنی زکاۃ واجب ہے۔ (4) (عالمگیری)

(4) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۵.

مسئلہ ۴۲: مال تجارت یا سونے چاندی کو درمیان سال میں اپنی جنس (5) ...

(5) (سونا، چاندی تو مطلقاً یہاں ایک ہی جنس ہیں۔ یوہیں ان کے زیور، برتن وغیرہ اسباب، بلکہ مال تجارت بھی انھیں کی جنس سے شمار ہوگا، اگرچہ کسی قسم کا ہو کہ اس کی زکاۃ بھی چاندی سونے سے قیمت لگا کر دی جاتی ہے۔ ۱۲ منہ)

یا غیر جنس سے بدل لیا تو اس کی وجہ سے سال گزرنے میں نقصان نہ آیا اور اگر چرائی کے جانور بدل لیے تو سال کٹ گیا یعنی اب سال اس دن سے شمار کریں گے جس دن بدلا ہے۔ (6) "الفتاوی الهندية"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج١، ص١٧٥. (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: جو شخص مالک نصاب ہے اگر درمیان سال میں کچھ اور مال اسی جنس کا حاصل کیا تو اُس نئے مال کا جدا سال نہیں، بلکہ پہلے مال کا ختم سال اُس کے لیے بھی سال تمام ہے، اگرچہ سال تمام سے ایک ہی منٹ پہلے حاصل کیا ہو، خواہ وہ مال اُس کے پہلے مال سے حاصل ہوا یا میراث و ہبہ یا اور کسی جائز ذریعہ سے ملا ہو اور اگر دوسری جنس کا ہے مثلاً پہلے اُس کے پاس اونٹ تھے اور اب بکریاں ملیں تو اس کے لیے جدید سال شمار ہوگا۔ (7) "الجوهرة النيرة"، کتاب الزکاۃ، باب الزکاۃ الخیل، ص١٥٥. (جوہرہ)

مسئلہ ۴۴: مالک نصاب کو درمیان سال میں کچھ مال حاصل ہوا اور اس کے پاس دو نصابیں ہیں اور دونوں کا جُدا جُدا سال ہے تو جو مال درمیان سال میں حاصل ہوا اُسے اس کے ساتھ ملائے، جس کی زکاۃ پہلے واجب ہو مثلاً اس کے پاس ایک ہزار روپے ہیں اور سائمہ کی قیمت جس کی زکاۃ دے چکا تھا کہ دونوں ملائے نہیں جائیں گے، اب درمیان سال میں ایک ہزار روپے اور حاصل کیے تو ان کا سالِ تمام اس وقت ہے جب ان دونوں میں پہلے کا ہو۔ (1) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، ج٣، ص٢٥٥ (درمختار)

مسئلہ ۴۵: اس کے پاس چرائی کے جانور تھے اور سال تمام پر ان کی زکاۃ دی پھر انھیں روپوں سے بیچ ڈالا اور اُس کے پاس پہلے سے بھی بقدر نصاب روپے ہیں جن پر نصف سال گزرا ہے تو یہ روپے اُن روپوں کے ساتھ نہیں ملائے جائیں گے، بلکہ اُن کے لیے اُس وقت سے نیا سال شروع ہوگا یہ اس وقت ہے کہ یہ ثمن کے روپے بقدر نصاب ہوں، ورنہ بالاجماع انھیں کے ساتھ ملائیں یعنی اُن کی زکاۃ انھیں روپوں کے ساتھ دی جائے۔ (2) "الفتاوی الهندية"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج١، ص١٧٥. (جوہرہ)

مسئلہ ۴۶: سال تمام سے پیشتر اگر سائمہ کو روپے کے بدلے بیچا تو اب ان روپوں کو اُن رُوپوں کے ساتھ ملالیں گے جو پیشتر سے اُس کے پاس بقدر نصاب موجود ہیں یعنی ان کے سال تمام پر ان کی بھی زکاۃ دی جائے، ان کے لیے نیا سال شروع نہ ہوگا۔ یوہیں اگر جانور کے بدلے بیچا تو اس جانور کو اس جانور کے ساتھ ملائے، جو پیشتر سے اس کے پاس ہے اگر سائمہ کی زکاۃ دے دی پھر اسے سائمہ نہ رکھا پھر بیچ ڈالا تو ثمن کو اگلے مال کے ساتھ ملادیں گے۔ (3) المرجع السابق. (عالمگیری)

مسئلہ ۴۷: اونٹ، گائے، بکری میں ایک کو دوسرے کے بدلے سال تمام سے پہلے بیچا تو اب سے اُن کے لیے نیا سال شروع ہوگا۔ یوہیں اگر اور چیز کے بدلے بہ نیت تجارت بیچا تو اب سے ایک سال گزرنے پر زکاۃ واجب ہوگی اور اگر اپنی جنس کے بدلے بیچا یعنی اونٹ کو اونٹ اور گائے کو گائے کے بدلے جب بھی یہی حکم ہے اور اگر بعد سال تمام بیچا تو زکاۃ واجب ہو چکی اور وہ اُس کے ذمہ ہے۔ (4) "الجوهرة النيرة"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الابل، ص١٥٠ (جوہرہ)

مسئلہ ۴۸: درمیان سال میں سائمہ کو بیچا تھا اور سال تمام سے پہلے عیب کی وجہ سے خریدار نے واپس کر دیا تو اگر قاضی کے حکم سے واپسی ہوئی تو نیا سال شروع نہ ہوگا، ورنہ اب سے سال شروع کیا جائے اور اگر ہبہ کر دیا تھا پھر سال تمام سے پہلے واپس کرلیا تو نیا سال لیا جائے گا، قاضی کے فیصلہ سے واپسی ہو یا بطور خود۔ (5) المرجع السابق. (جوہرہ)

مسئلہ ۴۹: اُس کے پاس خراجی زمین تھی، خراج ادا کرنے کے بعد بیچ ڈالی تو ثمن کو اصل نصاب کے ساتھ ملا دیں گے۔ (1) "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج ١، ص ١٧٥. (عالمگیری)

مسئلہ ۵۰: اس کے پاس روپے ہیں جن کی زکاۃ دے چکا ہے پھر اُن سے چرائی کے جانور خریدے اور اس کے یہاں اس جنس کے جانور پہلے سے موجود ہیں تو اُن کو ان کے ساتھ نہ ملائیں گے۔ (2) المرجع السابق (عالمگیری)

مسئلہ ۵۱: کسی نے اسے چار ہزار روپے بطور ہبہ دیے اور سال پورا ہونے سے پہلے ہزار روپے اور حاصل کیے پھر ہبہ کرنے والے نے اپنے دیے ہوئے روپے حکم قاضی سے واپس لے لیے تو ان جدید روپوں کی بھی اس پر زکاۃ واجب نہیں جب تک ان پر سال نہ گزر لے۔ (3) "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج ١، ص ١٧٥ ـ ١٧٦ (عالمگیری)

مسئلہ ۵۲: کسی کے پاس تجارت کی بکریاں ہیں، جن کی قیمت دو سو درم ہے اور سال تمام سے پہلے ایک بکری مرگئی، سال پورا ہونے سے پہلے اُس نے اس کی کھال نکال کر پکالی تو زکاۃ واجب ہے۔ (4) المرجع السابق، ص ١٧٦ (عالمگیری) یعنی جب کہ وہ کھال نصاب کو پورا کرے۔

مسئلہ ۵۳: زکاۃ دیتے وقت یا زکاۃ کے لیے مال علیحدہ کرتے وقت نیت زکاۃ شرط ہے۔ نیّت کے یہ معنی ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو بلا تامل بتا سکے کہ زکاۃ ہے۔ (5) المرجع السابق، ص ١٧٠ (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴: سال بھر تک خیرات کرتا رہا، اب نیّت کی کہ جو کچھ دیا ہے زکاۃ ہے تو ادا نہ ہوئی۔ (6) المرجع السابق، ص ١٧١. (عالمگیری)

مسئلہ ۵۵: ایک شخص کو وکیل بنایا اُسے دیتے وقت تو نیّت زکاۃ نہ کی، مگر جب وکیل نے فقیر کو دیا اس وقت مؤکل نے نیّت کرلی ہوگئی۔ (7) المرجع السابق (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶: دیتے وقت نیّت نہیں کی تھی، بعد کو کی تو اگر وہ مال فقیر کے پاس موجود ہے یعنی اسکی ملک میں ہے تو یہ نیّت کافی ہے ورنہ نہیں۔ (8) "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، ج ٣، ص ٢٢٢. (درمختار)

مسئلہ ۵۷: زکاۃ دینے کے لیے وکیل بنایا اور وکیل کو بہ نیّت زکاۃ مال دیا مگر وکیل نے فقیر کو دیتے وقت نیّت نہیں کی ادا ہوگئی۔ یوہیں زکاۃ کا مال ذمّی کو دیا کہ وہ فقیر کو دے دے اور ذمّی کو دیتے وقت نیّت کرلی تھی تو یہ نیّت کافی ہے۔ (1) "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، ج ٣، ص ٢٢٢. (درمختار)

مسئلہ ۵۸: وکیل کو دیتے وقت کہا نفل صدقہ یا کفارہ ہے مگر قبل اس کے کہ وکیل فقیروں کو دے، اُس نے زکاۃ کی نیّت کرلی تو زکاۃ ہی ہے، اگرچہ وکیل نے نفل یا کفارہ کی نیّت سے فقیر کو دیا ہو۔ (2) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب

الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج۳، ص۲۲۳. (درمختار)

مسئلہ ۵۹: ایک شخص چند زکاۃ دینے والوں کا وکیل ہے اور سب کی زکاۃ ملا دی تو اُسے تاوان دینا پڑے گا اور جو کچھ فقیروں کو دے چکا ہے وہ تبرع ہے یعنی نہ مالکوں سے اسکا معاوضہ پائے گا نہ فقیروں سے، البتہ اگر فقیروں کو دینے سے پہلے مالکوں نے ملانے کی اجازت دے دی تو تاوان اس کے ذمہ نہیں۔ یوہیں اگر فقیروں نے بھی اسے زکاۃ لینے کا وکیل کیا اور اُس نے ملا دیا تو تاوان اس پر نہیں مگر اس وقت یہ ضرور ہے کہ اگر ایک فقیر کا وکیل ہے اور چند جگہ سے اسے اتنی زکاۃ ملی کہ مجموعہ بقدر نصاب ہے تو اب جو جان کر زکاۃ دے اس کی زکاۃ ادا نہ ہوگی یا چند فقیروں کا وکیل ہے اور زکاۃ اتنی ملی کہ ہر ایک کا حصہ نصاب کی قدر ہے تو اب اس وکیل کو زکاۃ دینا جائز نہیں مثلاً تین فقیروں کا وکیل ہے اور چھ سو درم ملے کہ ہر ایک کا حصہ دوسو ہوا جو نصاب ہے اور چھ سو سے کم ملا تو کسی کو نصاب کی قدر نہ ملا اور اگر ہر ایک فقیر نے اسے علیحدہ علیحدہ وکیل بنایا تو مجموعہ نہیں دیکھا جائے گا، بلکہ ہر ایک کو جو ملا ہے وہ دیکھا جائے گا اور اس صورت میں بغیر فقیروں کی اجازت کے ملانا جائز نہیں اور ملا دے گا جب بھی زکاۃ ادا ہو جائیگی اور فقیروں کو تاوان دے گا اور اگر فقیروں کا وکیل نہ ہو تو اسے دے سکتے ہیں اگرچہ کتنی ہی نصابیں اُس کے پاس جمع ہوگئیں۔ (3) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج۳، ص۲۲۳. موضحًا (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۰: چند اوقاف کے متولی کو ایک کی آمدنی دوسری میں ملانا جائز نہیں۔ یوہیں دلال کو زرِ ثمن یا مبیع کا خلط (4) (دلال کو خریدی گئی چیز کی قیمت یا خریدی گئی چیز کا ملانا۔) جائز نہیں۔ یوہیں اگر چند فقیروں کے لیے سوال کیا تو جو ملا بے اُن کی اجازت کے خلط کرنا جائز نہیں۔ یوہیں آٹا پیسنے والے کو یہ جائز نہیں کہ لوگوں کے گیہوں ملا دے، مگر جہاں ملا دینے پر عرف جاری ہو تو ملا دینا جائز ہے اور ان سب صورتوں میں تاوان دے گا۔ (5) "الفتاوى الخانية"، كتاب الزكاة، فصل في اداء الزكاة، ج۱، ص۱۲۵ (خانیہ)

مسئلہ ۶۱: اگر مؤکلوں (1) (وکیل کرنے والوں۔) نے صراحۃً ملانے کی اجازت نہ دی مگر عرف ایسا جاری ہو گیا کہ وکیل ملا دیا کرتے ہیں تو یہ بھی اجازت سمجھی جائے گی، جب کہ مؤکل (2) (یعنی وہ شخص جو وکیل مقرر کرے۔ وکیل کرنے والا۔) اس عرف سے واقف ہو، مگر دلال کو خلط کی اجازت نہیں کہ اس میں عرف نہیں۔ (3) "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج۳، ص۲۲۳. (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۲: وکیل کو اختیار ہے کہ مالِ زکاۃ اپنے لڑکے یا بی بی کو دیدے جب کہ یہ فقیر ہوں اور اگر لڑکا نابالغ ہے تو اُسے دینے کے لیے خود اس وکیل کا فقیر ہونا بھی ضروری ہے، مگر اپنی اولاد یا بی بی کو اس وقت دے سکتا ہے، جب مؤکل نے اُن کے سوا کسی خاص شخص کو دینے کے لیے نہ کہہ دیا ہو ورنہ انھیں نہیں دے سکتا۔ (4) المرجع السابق، ص۲۲٤. (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۳: وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ خود لے لے، ہاں اگر زکاۃ دینے والے نے یہ کہہ دیا ہو کہ جس جگہ چاہو صرف کرو تو لے سکتا ہے۔ (5) "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، ج۳، ص۲۲٤. (درمختار)

مسئلہ ٦٤: اگر زکاۃ دینے والے نے اسے حکم نہیں دیا، خود ہی اُس کی طرف سے زکاۃ دے دی تو نہ ہوئی اگرچہ اب اُس نے جائز کر دیا ہو۔ (6) "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج۲۲۳ **(ردالمحتار)**

مسئلہ ٦٥: زکاۃ دینے والے نے وکیل کو زکاۃ کا روپیہ دیا وکیل نے اُسے رکھ لیا اور اپنا روپیہ زکاۃ میں دے دیا تو جائز ہے، اگر یہ نیّت ہو کہ اس کے عوض مؤکل کا روپیہ لے لے گا اور اگر وکیل نے پہلے اس روپیہ کو خود خرچ کر ڈالا بعد کو اپنا روپیہ زکاۃ میں دیا تو زکاۃ ادا نہ ہوئی بلکہ یہ تبرع ہے اور مؤکل کو تاوان دے گا۔ (7) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب في زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۲٤. **(درمختار، ردالمحتار)**

مسئلہ ٦٦: زکاۃ کے وکیل کو یہ اختیار ہے کہ بغیر اجازت مالک دوسرے کو وکیل بنا دے۔ (8) "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۲٤. **(ردالمحتار)**

مسئلہ ٦٧: کسی نے یہ کہا کہ اگر میں اس گھر میں جاؤں تو مجھ پر اللہ (عزوجل) کے لیے ان سو روپوں کا خیرات کر دینا ہے پھر گیا اور جاتے وقت یہ نیّت کی کہ زکاۃ میں دے دوں گا تو زکاۃ میں نہیں دے سکتا۔ (9) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۱. **(عالمگیری)**

مسئلہ ٦٨: زکاۃ کا مال ہاتھ پر رکھا تھا، فقراء لوٹ لے گئے ادا ہو گئی اور اگر ہاتھ سے گر گیا اور فقیر نے اُٹھا لیا اگر یہ اسے پہچانتا ہے اور راضی ہو گیا اور مال ضائع نہیں ہوا تو ہو گئی۔ (1) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الثالث،الفصل الثاني، ج۱، ص۱۸۳. **(عالمگیری)**

مسئلہ ٦٩: امین کے پاس سے امانت ضائع ہو گئی، اس نے مالک کو دفع خصومت کے لیے کچھ روپے دے دیے اور دیتے وقت زکاۃ کی نیّت کر لی اور مالک فقیر بھی ہے زکاۃ ادا نہ ہوئی۔ (2) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۱. **(عالمگیری)**

مسئلہ ٧٠: مال کو بہ نیّت زکاۃ علیٰحدہ کر دینے سے بری الذّمہ نہ ہوگا جب تک فقیروں کو نہ دیدے، یہاں تک کہ اگر وہ جاتا رہا تو زکاۃ ساقط نہ ہوئی اور اگر مر گیا تو اس میں وراثت جاری ہوگی۔ (3) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۲٥. **(درمختار، ردالمحتار)**

مسئلہ ٧١: سال پورا ہونے پر کل نصاب خیرات کر دی، اگرچہ زکاۃ کی نیّت نہ کی بلکہ نفل کی نیّت کی یا کچھ نیّت نہ کی زکاۃ ادا ہو گئی اور اگر کل فقیر کو دے دیا اور منّت یا کسی اور واجب کی نیّت کی تو دینا صحیح ہے، مگر زکاۃ اس کے ذمہ ہے ساقط نہ ہوئی اور اگر مال کا کوئی حصہ خیرات کیا تو اس حصہ کی بھی زکاۃ ساقط نہ ہوگی، بلکہ اس کے ذمہ ہے اور اگر کل مال ہلاک ہو گیا تو کل کی زکاۃ ساقط (4) (یعنی معاف۔) ہو گئی اور کچھ ہلاک ہوا تو جتنا ہلاک ہوا اس کی ساقط اور جو باقی ہے اس کی واجب، اگرچہ وہ بقدر نصاب نہ ہو۔ ہلاک کے یہ معنی ہیں کہ بغیر اس کے فعل کے ضائع ہو گیا، مثلاً چوری ہو گئی یا کسی کو قرض وعاریت دی اُس نے انکار کر دیا اور گواہ نہیں یا وہ مر گیا اور کچھ ترکہ میں نہ چھوڑا اور اگر اپنے فعل سے ہلاک کیا مثلاً صرف کر ڈالا یا پھینک دیا یا غنی کو ہبہ کر دیا (5) (یعنی غنی کو تحفے میں دے دیا۔) تو زکاۃ بدستور واجب الادا ہے، ایک

پیسہ بھی ساقط نہ ہوگا اگرچہ بالکل نادار ہو۔ (6) "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ص ۱۷۱. (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۷۲: فقیر پر اُس کا قرض تھا اور کل معاف کر دیا تو زکاۃ ساقط ہوگئی اور جُز معاف کیا تو اس جز کی ساقط ہوگئی اور اگر اس صورت میں یہ نیّت کی کہ پورا زکاۃ میں ہو جائے تو نہ ہوگی اور اگر مالدار پر قرض تھا اور کل معاف کر دیا تو زکاۃ ساقط نہ ہوئی بلکہ اُس کے ذمہ ہے۔ فقیر پر قرض تھا معاف کر دیا اور یہ نیّت کی کہ فلاں پر جو دَین ہے یہ اُس کی زکاۃ ہے ادا نہ ہوئی۔ (7) المرجع السابق (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۷۳: کسی پر اُس کے روپے آتے ہیں، فقیر سے کہہ دیا اس سے وصول کرلے اور نیّت زکاۃ کی کی بعد قبضہ ادا ہوگئی۔ فقیر پر قرض ہے اس قرض کو اپنے مال کی زکاۃ میں دینا چاہتا ہے یعنی یہ چاہتا ہے کہ معاف کر دے اور وہ میرے مال کی زکاۃ ہو جائے یہ نہیں ہوسکتا، البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ اُسے زکاۃ کا مال دے اور اپنے آتے ہوئے میں لے لے، اگر وہ دینے سے انکار کرے تو ہاتھ پکڑ کر چھین سکتا ہے اور یوں بھی نہ ملے تو قاضی کے پاس مقدمہ پیش کرے کہ اُس کے پاس ہے اور میرا نہیں دیتا۔ (1) "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، ج۳، ص۲۲۶. وغيره (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۷۴: زکاۃ کا روپیہ مُردہ کی تجہیز و تکفین (2) (یعنی کفن دفن۔) یا مسجد کی تعمیر میں نہیں صرف کر سکتے کہ تملیک فقیر نہیں پائی گئی اور ان امور میں صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو مالک کر دیں اور وہ صرف کرے اور ثواب دونوں کو ہوگا بلکہ حدیث میں آیا، ''اگر سو ہاتھوں میں صدقہ گزرا تو سب کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا دینے والے کے لیے اور اس کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔'' (3) "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج۳، ص۲۲۷.

"تاريخ بغداد"، رقم: ۳۵۶۸، ج۷، ص۱۳۵. (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۵: زکاۃ علانیہ اور ظاہر طور پر افضل ہے اور نفل صدقہ چھپا کر دینا افضل۔ (4) "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ص ۱۷۱. (عالمگیری) زکاۃ میں اعلان اس وجہ سے ہے کہ چھپا کر دینے میں لوگوں کو تہمت اور بدگمانی کا موقع ملے گا، نیز اعلان اوروں کے لیے باعثِ ترغیب ہے کہ اس کو دیکھ کر اور لوگ بھی دیں گے مگر یہ ضرور ہے کہ ریا نہ آنے پائے کہ ثواب جاتا رہے گا بلکہ گناہ و استحقاق عذاب ہے۔

مسئلہ ۷۶: زکاۃ دینے میں اس کی ضرورت نہیں کہ فقیر کو زکاۃ کہہ کر دے، بلکہ صرف نیّت زکاۃ کافی ہے یہاں تک کہ اگر ہبہ یا قرض کہہ کر دے اور نیّت زکاۃ کی ہو ادا ہوگئی۔ (5) المرجع السابق. (عالمگیری) یوہیں نذر یا ہدیہ یا پان کھانے یا بچوں کے مٹھائی کھانے یا عیدی کے نام سے دی ادا ہوگئی۔ بعض محتاج ضرورت مند زکاۃ کا روپیہ نہیں لینا چاہتے، انھیں زکاۃ کہہ کر دیا جائے گا تو نہیں لیں گے لہٰذا زکاۃ کا لفظ نہ کہے۔

مسئلہ ۷۷: زکاۃ ادا نہیں کی تھی اور اب بیمار ہے تو وارثوں سے چُھپا کر دے اور اگر نہ دی تھی اور اب دینا چاہتا ہے، مگر مال نہیں جس سے ادا کرے اور یہ چاہتا ہے کہ قرض لے کر ادا کرے تو اگر غالب گمان قرض ادا ہو جانے کا ہے تو بہتر یہ ہے کہ قرض لے کر ادا کرے ورنہ نہیں کہ حق العبد حق اللہ سے سخت تر ہے۔ (1) "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة

ثمن المبيع وفاء، ج۳، ص۲۲۸. (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۸: مالکِ نصاب سال تمام سے پیشتر بھی ادا کرسکتا ہے، بشرطیکہ سال تمام پر بھی اس نصاب کا مالک رہے اوراگرختم سال پر مالک نصاب نہ رہا یا اثنائے سال میں وہ مالِ نصاب بالکل ہلاک ہوگیا تو جو کچھ دیا نفل ہے اور جو شخص نصاب کا مالک نہ ہو، وہ زکاۃ نہیں دے سکتا یعنی آئندہ اگر نصاب کا مالک ہوگیا تو جو کچھ پہلے دیا ہے وہ اُس کی زکاۃ میں محسوب نہ ہوگا۔ (2) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۶. (عالمگیری)

مسئلہ ۷۹: مالک نصاب اگر پیشتر سے چند نصابوں کی زکاۃ دینا چاہے تو دے سکتا ہے یعنی شروع سال میں ایک نصاب کا مالک ہے اور دو یا تین نصابوں کی زکاۃ دے دی اور ختم سال پر جتنی نصابوں کی زکاۃ دی ہے اتنی نصابوں کا مالک ہوگیا تو سب کی ادا ہوگئی اور سال تمام تک ایک ہی نصاب کا مالک رہا، سال کے بعد اور حاصل کیا تو وہ زکاۃ اس میں محسوب نہ ہوگی۔ (3) المرجع السابق. (عالمگیری)

مسئلہ ۸۰: مالک نصاب پیشتر سے چند سال کی بھی زکاۃ دے سکتا ہے۔ (4) المرجع السابق. (عالمگیری) لہٰذا مناسب ہے کہ تھوڑا تھوڑا زکاۃ میں دیتا رہے، ختم سال پر حساب کرے، اگر زکاۃ پوری ہوگئی فبہا اور کچھ کمی ہو تو اب فوراً دیدے، تاخیر جائز نہیں کہ نہ اُس کی اجازت کہ اب تھوڑا تھوڑا کر کے ادا کرے، بلکہ جو کچھ باقی ہے کُل فوراً ادا کردے اور زیادہ دے دیا ہے تو سال آئندہ میں مُجرا کردے۔ (5) (یعنی آئندہ سال میں اس کو شمار کرلے۔)

مسئلہ ۸۱: ایک ہزار کا مالک ہے اور دو ہزار کی زکاۃ دی اور نیت یہ ہے کہ سال تمام تک اگر ایک ہزار اور ہوگئے تو یہ اس کی ہے، ورنہ سال آئندہ میں محسوب ہوگی یہ جائز ہے۔ (6) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۶. (عالمگیری)

مسئلہ ۸۲: یہ گمان کر کے کہ پانسو روپے ہیں، پانسو کی زکاۃ دی پھر معلوم ہوا کہ چار ہی سو تھے تو جو زیادہ دیا ہے، سال آئندہ میں محسوب کرسکتا ہے۔ (7) "الفتاوی الخانیة"، کتاب الزکاة، فصل في اداء الزکاة، ج۱، ص۱۲۶. (خانیہ)

مسئلہ ۸۳: کسی کے پاس سونا چاندی دونوں ہیں اور سال تمام سے پہلے ایک کی زکاۃ دی تو وہ دونوں کی زکاۃ ہے یعنی درمیان سال میں ان میں سے ایک ہلاک ہوگیا، اگرچہ وہی جس کی نیت سے زکاۃ دی ہے تو جو رہ گیا ہے اُس کی زکاۃ یہ ہوگئی اور اگر اس کے پاس گائے بکری اونٹ سب بقدر نصاب ہیں اور پیشتر سے ان میں ایک کی زکاۃ دی تو جس کی زکاۃ دی، اُسی کی ہے دوسرے کی نہیں یعنی جس کی زکاۃ دی ہے اگر اثنائے سال میں اُس کی نصاب جاتی رہی تو وہ باقیوں کی زکاۃ نہیں قرار دی جائے گی۔ (1) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۶. (عالمگیری)

مسئلہ ۸٤: اثنائے سال میں جس فقیر کو زکاۃ دی تھی، ختم سال پر وہ مالدار ہوگیا یا مر گیا یا معاذ اللہ مُرتد ہوگیا تو زکاۃ پر اُس کا کچھ اثر نہیں وہ ادا ہوگئی۔ جس شخص پر زکاۃ واجب ہے اگر وہ مر گیا تو ساقط ہوگئی یعنی اس کے مال سے زکاۃ دینا ضرور نہیں، ہاں اگر وصیّت کر گیا تو تہائی مال تک وصیّت نافذ ہے اور اگر عاقل بالغ ورثہ اجازت دے دیں تو کُل مال سے زکاۃ ادا کی جائے۔ (عالمگیری، درمختار) (2) المرجع السابق.

مسئلہ ۸۵: اگر شک ہے کہ زکاۃ دی یا نہیں تو اب دے۔ (ردالمحتار) (3) "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۲۸.

سائمہ کی زکاۃ کا بیان

سائمہ وہ جانور ہے جو سال کے اکثر حصہ میں چر کر گذر کرتا ہو اور اوس سے مقصود صرف دودھ اور بچے لینا یا فربہ کرنا ہے۔ (4) "تنویر الأبصار"، کتاب الزکاۃ، باب السائمۃ، ج۳، ص ۲۳۲. (تنویر) اگر گھر میں گھاس لاکر کھلاتے ہوں یا مقصود بوجھ لادنا یا ہل وغیرہ کسی کام میں لانا یا سواری لینا ہے تو اگرچہ چر کر گذر کرتا ہو، وہ سائمہ نہیں اور اس کی زکاۃ واجب نہیں۔ یوہیں اگر گوشت کھانے کے لیے ہے تو سائمہ نہیں، اگرچہ جنگل میں چرتا ہو اور اگر تجارت کا جانور چرائی پر ہے تو یہ بھی سائمہ نہیں، بلکہ اس کی زکاۃ قیمت لگا کر ادا کی جائے گی۔ (5) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب السائمۃ، ج۳، ص ۲۳۳. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱: چھ مہینے چرائی پر رہتا ہے اور چھ مہینے چارہ پاتا ہے تو سائمہ نہیں اور اگر یہ ارادہ تھا کہ اسے چارہ دیں گے یا اس سے کام لیں گے مگر کیا نہیں، یہاں تک کہ سال ختم ہوگیا تو زکاۃ واجب ہے اور اگر تجارت کے لیے تھا اور چھ مہینے یا زیادہ تک چرائی پر رکھا تو جب تک یہ نیت نہ کرے کہ یہ سائمہ ہے، فقط چرانے سے سائمہ نہ ہوگا۔ (1) "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب الثانی في صدقۃ السوائم، ج۱، ص۱۷۶ (عالمگیری)

مسئلہ ۲: تجارت کے لیے خریدا تھا پھر سائمہ کردیا، تو زکاۃ کے لیے ابتدائے سال اس وقت سے ہے خریدنے کے وقت سے نہیں۔ (2) "تنویر الأبصار" و "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب السائمۃ، ج۳، ص۲۳۵ (درمختار)

مسئلہ ۳: سال تمام سے پہلے سائمہ کو کسی چیز کے بدلے بیچ ڈالا، اگر یہ چیز اس قسم کی ہے جس پر زکاۃ واجب ہوتی ہے اور پہلے سے اس کی نصاب اس کے پاس موجود نہیں، تو اب اس کے لیے اُس وقت سے سال شمار کیا جائے گا۔ (3) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب السائمۃ، ج۳، ص۲۳۵ (درمختار)

مسئلہ ٤: وقف کے جانور اور جہاد کے گھوڑے کی زکاۃ نہیں۔ یوہیں اندھے یا ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے جانور کی زکاۃ نہیں، البتہ اندھا اگر چرائی پر رہتا ہے تو واجب ہے۔ (4) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب السائمۃ، ج۳، ص۲۳۶. یوہیں اگر نصاب میں کمی ہے اور اس کے پاس اندھا جانور ہے کہ اس کے ملانے سے نصاب پوری ہو جاتی ہے تو زکاۃ واجب ہے۔ (عالمگیری)

تین قسم کے جانوروں کی زکاۃ واجب ہے، جب کہ سائمہ ہوں۔

(۱) اونٹ۔

(۲) گائے۔

(۳) بکری۔

لہٰذا ان کی نصاب کی تفصیل بیان کرنے کے بعد دیگر احکام بیان کیے جائیں گے۔

اُونٹ کی زکاۃ کا بیان

صحیحین میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''پانچ اونٹ سے کم

میں زکاۃ نہیں۔'' (5) "صحیح مسلم"، کتاب الزکاۃ، باب لیس فیما دون خمسة أوسق صدقة، الحدیث: ۲۲۶۳، ص۸۳۱ اور اُس کی زکاۃ میں تفصیل صحیح بخاری شریف کی اس حدیث میں ہے، جو انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔ (6)

مسئلہ ۱: پانچ اونٹ سے کم میں زکاۃ واجب نہیں اور جب پانچ یا پانچ سے زیادہ ہوں، مگر پچیس سے کم ہوں تو ہر پانچ میں ایک بکری واجب ہے یعنی پانچ ہوں تو ایک بکری، دس ہوں تو دو، وعلیٰ ہذا القیاس۔ (1) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الثاني في صدقة السوائم، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۷۷. (عامۂ کتب)

مسئلہ ۲: زکاۃ میں جو بکری دی جائے وہ سال بھر سے کم کی نہ ہو بکری دیں یا بکرا اس کا اختیار ہے۔ (2)

"ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب نصاب الابل، ج۳، ص۲۳۸. (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۳: دو نصابوں کے درمیان میں جو ہوں وہ عفو ہیں یعنی اُن کی کچھ زکاۃ نہیں، مثلاً سات آٹھ ہوں، جب بھی وہی ایک بکری ہے۔ (3) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب نصاب الابل، ج۳، ص۲۳۸. (درمختار)

مسئلہ ۴: پچیس[۲۵] اونٹ ہوں تو ایک بنت مخاض یعنی اونٹ کا بچہ مادہ جو ایک سال کا ہو چکا، دوسری برس میں ہو۔ پینتیس[۳۵] تک یہی حکم ہے یعنی وہی بنت مخاض دیں گے۔ چھتیس[۳۶] سے پینتالیس[۴۵] تک میں ایک بنت لبون یعنی اونٹ کا مادہ بچہ جو دو سال کا ہو چکا اور تیسری برس میں ہے۔ چھیالیس[۴۶] سے ساٹھ[۶۰] تک میں حِقّہ یعنی اونٹنی جو تین برس کی ہو چکی چوتھی میں ہو۔ اکسٹھ[۶۱] سے پچھتر[۷۵] تک جذعہ یعنی چار سال کی اونٹنی جو پانچویں میں ہو۔ چھہتر[۷۶] سے نوّے[۹۰] تک میں دو بنت لبون۔ اکانوے[۹۱] سے ایک سو بیس[۱۲۰] تک میں دو حِقّہ۔ اس کے بعد ایک سو پینتالیس[۱۴۵] تک دو حِقّہ اور ہر پانچ میں ایک بکری، مثلاً ایک سو پچیس میں دو حِقّہ ایک بکری اور ایک سو تیس[۱۳۰] میں دو حِقّہ دو بکریاں، (4) مزید آسانی کے لیے یہ نقشہ ملاحظہ کیجئے۔

اونٹ کا نصاب

تعداد جن پر زکاۃ واجب ہے	شرح زکاۃ
۵ سے ۹ تک	ایک بکری
۱۰ سے ۱۴ تک	دو بکریاں
۱۵ سے ۱۹ تک	تین بکریاں
۲۰ سے ۲۴ تک	چار بکریاں
۲۵ سے ۳۵ تک	ایک سال کی اونٹنی
۳۶ سے ۴۵ تک	دو سال کی اونٹنی
۴۶ سے ۶۰ تک	تین سال کی اونٹنی
۶۱ سے ۷۵ تک	چار سال کی اونٹنی
۷۶ سے ۹۰ تک	دو دو سال کی دو اونٹنیاں
۹۱ سے ۱۲۰ تک	تین، تین سال کی دو اونٹنیاں

وعلیٰ ہذا القیاس (5) یعنی ایک سو پینتیس[۱۳۵] میں دو حِقّہ تین بکریاں، ایک سو چالیس[۱۴۰] میں دو حِقّہ چار بکریاں اور ایک سو پینتالیس[۱۴۵] میں دو حِقّہ اور ایک بنت مخاض۔ پھر ایک سو پچاس[۱۵۰] میں تین حِقّہ اگر اس سے زیادہ ہوں تو ان میں ویسا ہی کریں جیسا شروع میں کیا تھا یعنی ہر پانچ میں ایک بکری اور پچیس[۲۵] میں بنت مخاض، چھتیس[۳۶] میں بنت لبون، یہ ایک سو چھیاسی[۱۸۶] بلکہ ایک سو پچانوے[۱۹۵] تک کا حکم ہو گیا یعنی اتنے

میں تین حِقّہ اور ایک بنتِ لبون۔ پھر ایک سو چھیانوے [196] سے دو سو تک چار حِقّہ اور یہ بھی اختیار ہے کہ پانچ بنت لبون دے دیں۔ پھر دو سو کے بعد وہی طریقہ برتیں، جو ایک سو پچاس کے بعد ہے یعنی ہر پانچ میں ایک بکری، پچیس [25] میں بنت مخاض، چھتیس [36] میں بنت لبون۔ پھر دو سو چھیالیس [246] سے دو سو پچاس [250] تک پانچ حِقّہ وعلی ہذا القیاس۔ (1) انظر: "تبيين الحقائق"، كتاب الزكاة، باب صدقة السوائم، ج۲، ص۳٤۔ و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب نصاب الابل، ج۳، ص۲۳۸ ـ ۲٤۰.

(عامۂ کتب)

مسئلہ ۵: اونٹ کی زکاۃ میں جس موقع پر ایک یا دو یا تین یا چار سال کا اونٹ کا بچہ دیا جاتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ مادہ ہو، نر دیں تو مادہ کی قیمت کا ہو ورنہ نہیں لیا جائے گا۔ (2) "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب نصاب الابل، ج۳، ص۲٤۰ (درمختار)

گائے کی زکاۃ کا بیان

ابوداود و ترمذی و نسائی و دارمی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو یہ فرمایا: کہ "ہر تیس [30] گائے سے ایک تبیع یا تبیعہ لیں اور ہر چالیس [40] میں ایک مسن یا مسنہ۔" (3) "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب في زكاة السائمة، الحديث: ۱۵۷۶، ص۱۳٤۰ اور اسی کے مثل ابوداود کی دوسری روایت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ کام کرنے والے جانور کی زکاۃ نہیں۔ (4) "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب في زكاة السائمة، الحديث: ۱۵۷۲، ص۱۳۳۹

مسئلہ ۱: تیس سے کم گائیں ہوں تو زکاۃ واجب نہیں، جب تیس [30] پوری ہوں تو ان کی زکاۃ ایک تبیع یعنی سال بھر کا بچھڑا یا تبیعہ یعنی سال بھر کی بچھیا ہے اور چالیس [40] ہوں تو ایک مسن یعنی دو سال کا بچھڑا یا مُسِنّہ یعنی دو سال کی بچھیا، انسٹھ [59] تک یہی حکم ہے۔ پھر ساٹھ [60] میں دو تبیع یا تبیعہ پھر ہر تیس [30] میں ایک تبیع یا تبیعہ اور ہر چالیس [40] میں ایک مُسِن یا مُسِنّہ، مثلاً ستر [70] میں ایک تبیع اور ایک مُسِن اور اسّی [80] میں دو مُسِن (5) مزید آسانی کے لیے یہ نقشہ ملاحظہ کیجئے۔

گائے کا نصاب

تعداد جن پر زکاۃ واجب ہے	شرح زکاۃ
۳۰ سے ۳۹ تک	ایک سال کا بچھڑا یا بچھیا
۴۰ سے ۵۹ تک	پورے دو سال کا بچھڑا یا بچھیا
۶۰ سے ۶۹ تک	ایک ایک سال کے دو بچھڑے یا بچھیاں
۷۰ سے ۷۹ تک	ایک سال کا بچھڑا یا بچھیا اور ایک دو سال کا بچھڑا
۸۰ سے ۸۹ تک	دو سال کے دو بچھڑے

وعلیٰ ہذا القیاس۔ اور جس جگہ تیس [30] اور چالیس [40] دونوں ہو سکتے ہوں وہاں، اختیار ہے کہ تبیع زکاۃ میں دیں یا مُسِن، مثلاً ایک سو بیس [120] میں اختیار ہے کہ چار تبیع دیں یا تین مُسِن۔ (1) "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب زكاة البقر، ج۳، ص۲٤۱. (عامۂ کتب)

مسئلہ ۲: بھینس گائے کے حکم میں ہے اور اگر گائے بھینس دونوں ہوں تو زکاۃ میں ملا دی جائیں گی، مثلاً بیس [20]

گائے ہیں اور دس بھینسیں تو زکاۃ واجب ہوگئی اور زکاۃ میں اس کا بچہ لیا جائے جو زیادہ ہو یعنی گائیں زیادہ ہوں تو گائے کا بچہ اور بھینسیں زیادہ ہوں تو بھینس کا اور اگر کوئی زیادہ نہ ہو تو زکاۃ میں وہ لیں جو اعلیٰ سے کم ہو اور ادنیٰ سے اچھا۔ (2)

"الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثاني في صدقة السوائم، الفصل الثالث، ج ١، ص ١٧٨ (عالمگیری)

مسئلہ ۳: گائے بھینس کی زکاۃ میں اختیار ہے کہ نر لیا جائے یا مادہ، مگر افضل یہ ہے کہ گائیں زیادہ ہوں تو بچھیا اور نر زیادہ ہوں تو بچھڑا۔ (3) المرجع السابق (عالمگیری)

بکریوں کی زکاۃ کا بیان

صحیح بخاری شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب انھیں بحرین بھیجا تو فرائض صدقہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر فرمائے تھے لکھ کر دیے، ان میں بکری کی نصاب کا بھی بیان ہے اور یہ کہ زکاۃ میں نہ بوڑھی بکری دی جائے، نہ عیب والی نہ بکرا۔ (4) "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، الحديث: ١٤٥٤، ص ١١٤

ہاں اگر مصدق (صدقہ وصول کرنے والا) چاہے تو لے سکتا ہے۔ (5) "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، الحديث: ١٤٥٥، ص ١١٤ اور زکاۃ کے خوف سے نہ متفرق کو جمع کریں نہ مجتمع کو متفرق کریں۔

مسئلہ ۱: چالیس سے کم بکریاں ہوں تو زکاۃ واجب نہیں اور چالیس ہوں تو ایک بکری اور یہی حکم ایک سو بیس تک ہے یعنی ان میں بھی وہی ایک بکری ہے اور ایک سو اکیس میں دو اور دو سو ایک میں تین اور چار سو میں چار پھر ہر سو پر ایک (1) مزید آسانی کے لیے یہ نقشہ ملاحظہ کیجئے۔

بکری کا نصاب

تعداد جن پر زکاۃ فرض ہے	شرح زکاۃ
۴۰ سے ۱۲۰ تک	ایک بکری
۱۲۱ سے ۲۰۰ تک	دو بکریاں
۲۰۱ سے ۳۹۹ تک	تین بکریاں
۴۰۰ سے ۴۹۹ تک	چار بکریاں
پھر ہر سو پر	ایک بکری کا اضافہ

اور جو دو نصابوں کے درمیان میں ہے معاف ہے۔ (2) "تنوير الأبصار" و "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، ج ٣، ص ٢٤٣. و "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثاني في صدقة السوائم، الفصل الرابع، ج ١، ص ١٧٨. (عامۂ کتب)

مسئلہ ۲: زکاۃ میں اختیار ہے کہ بکری دے یا بکرا، جو کچھ ہو یہ ضرور ہے کہ سال بھر سے کم کا نہ ہو، اگر کم کا ہو تو قیمت کے حساب سے دیا جا سکتا ہے۔ (3) "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، ج ٣، ص ٢٤٣. (درمختار)

مسئلہ ۳: بھیڑ دُنبہ بکری میں داخل ہیں، کہ ایک سے نصاب پوری نہ ہوتی ہو تو دوسری کو ملا کر پوری کریں اور زکاۃ میں بھی ان کو دے سکتے ہیں مگر سال سے کم کے نہ ہوں۔ (4) المرجع السابق، ص ٢٤٢ (درمختار)

مسئلہ ٤: جانوروں میں نسب ماں سے ہوتا ہے، تو اگر ہرن اور بکری سے بچہ پیدا ہوا تو بکریوں میں شمار ہوگا

اور نصاب میں اگر ایک کی کمی ہے تو اُسے ملا کر پوری کریں گے، بکرے اور ہرنی سے ہے تو نہیں۔ یوہیں نیل گائے اور بیل سے ہے تو گائے نہیں اور نیل گائے نر اور گائے سے ہے تو گائے ہے۔ (5) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاة، الباب الثاني في صدقة السوائم، الفصل الرابع، ج۱، ص۱۷۸. وغیرہ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۵: جن جانوروں کی زکاۃ واجب ہے وہ کم سے کم سال بھر کے ہوں، اگر سب ایک سال سے کم کے بچے ہوں تو زکاۃ واجب نہیں اور اگر ایک بھی اُن میں سال بھر کا ہو تو سب اسی کے تابع ہیں، زکاۃ واجب ہو جائے گی، یعنی مثلاً بکری کے چالیس بچے سال سال بھر سے کم کے خریدے تو وقت خریداری سے ایک سال پر زکاۃ واجب نہیں کہ اس وقت قابلِ نصاب نہ تھے بلکہ اُس وقت سے سال لیا جائے گا کہ ان میں کا کوئی سال بھر کا ہو گیا۔ یوہیں اگر اس کے پاس بقدر نصاب بکریاں تھیں اور چھ مہینے گزرنے کے بعد اُن کے چالیس بچے ہوئے پھر بکریاں جاتی رہیں، بچے باقی رہ گئے تو اب سال تمام پر یہ بچے قابلِ نصاب نہیں، لہٰذا زکاۃ واجب نہیں۔ (1) "الجوهرة النیرة"، کتاب الزکاة، باب زکاة الخیل، ص ۱۵٤ (جوہرہ)

مسئلہ ٦: اگر اُس کے پاس اونٹ، گائیں، بکریاں سب ہیں مگر نصاب سے سب کم ہیں یا بعض تو نصاب پوری کرنے کے لیے خلط نہ کریں گے اور زکاۃ واجب نہ ہوگی۔ (2) "تنویر الأبصار" و "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب زکاة المال، ج۳، ص۲۸۰. وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۷: زکاۃ میں متوسط درجہ کا جانور لیا جائے گا چُن کر عمدہ نہ لیں، ہاں اُس کے پاس سب اچھے ہی ہوں تو وہی لیں اور گابھن اور وہ جانور نہ لیں جسے کھانے کے لیے فربہ کیا ہو، نہ وہ مادہ لیں جو اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے نہ بکرا لیا جائے۔ (3) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، ج۳، ص۲۵۱ (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: جس عمر کا جانور دینا واجب آیا وہ اس کے پاس نہیں اور اس سے بڑھ کر موجود ہے تو وہ دے دے اور جو زیادتی ہو واپس لے، مگر صدقہ وصول کرنے والے پر لے لینا واجب نہیں اگر نہ لے اور اُس جانور کو طلب کرے جو واجب آیا یا اس کی قیمت تو اُسے اس کا اختیار ہے جس عمر کا جانور واجب ہوا وہ نہیں ہے اور اس سے کم عمر کا ہے تو وہی دیدے اور جو کمی پڑے اُس کی قیمت دے یا واجب کی قیمت دیدے دونوں طرح کر سکتا ہے۔ (4) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاة، الباب الثاني في صدقة السوائم، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۷۷. (عالمگیری)

مسئلہ ۹: گھوڑے، گدھے، خچر اگرچہ چرائی پر ہوں ان کی زکاۃ نہیں، ہاں اگر تجارت کے لیے ہوں تو ان کی قیمت لگا کر اُس کا چالیسواں حصہ زکاۃ میں دیں۔ (5) "تنویر الأبصار" و "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، ج۳، ص۲٤٤. وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۰: دو نصابوں کے درمیان جو عفو ہے اس کی زکاۃ نہیں ہوتی یعنی بعد سال تمام اگر وہ عفو ہلاک ہو جائے تو زکاۃ میں کوئی کمی نہ ہوگی اور واجب ہونے کے بعد نصاب ہلاک ہو گئی تو اس کی زکاۃ بھی ساقط ہو گئی اور ہلاک پہلے عفو کی طرف پھیریں گے، اس سے بچے تو اُس کے متصل جو نصاب ہے اس کی طرف پھر بھی بچے تو اسکے بعد وعلیٰ ہذا القیاس۔

مثلاً اسّی ۸۰ بکریاں تھیں چالیس مرگئیں تو اب بھی ایک بکری واجب رہی کہ چالیس کے بعد دوسرا چالیس عفو ہے اور چالیس اونٹ میں پندرہ مرگئے تو بنتِ مخاض واجب ہے کہ چالیس میں چار عفو ہیں وہ نکالے، اس کے بعد چھتیس ۳۶ کی نصاب ہے وہ بھی کافی نہیں، لہٰذا گیارہ اور نکالے، پچیس رہے ان میں بنتِ مخاض کا حکم ہے۔ بس یہی دیں گے۔ (1)

"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الغنم، ج۳، ص۲٤٦. وغیرهما (درمختار، ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۱۱: دو بکریاں زکاۃ میں واجب ہوئیں اور ایک فربہ بکری دی جو قیمت میں دو کی برابر ہے زکاۃ ادا ہوگئی۔ (2) (جوہرہ)

مسئلہ ۱۲: سال تمام کے بعد مالک نصاب نے نصاب خود ہلاک کر دی تو زکاۃ ساقط نہ ہوگی، مثلاً جانور کو چارا پانی نہ دیا گیا کہ مرگیا زکاۃ دینی ہوگی۔ یوہیں اگر اُس کا کسی پر قرض تھا اور وہ مقروض مالدار ہے سال تمام کے بعد اس نے معاف کر دیا تو یہ ہلاک کرنا ہے، لہٰذا زکاۃ دے اور اگر وہ نادار تھا اور اس نے معاف کر دیا تو ساقط ہوگئی۔ (3)

"الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الغنم، ج۳، ص۲٤۷. (درمختار)

مسئلہ ۱۳: مالکِ نصاب نے سال تمام کے بعد قرض دے دیا یا عاریت دی یا مالِ تجارت کو مالِ تجارت کے بدلے بیچا اور جس کو دیا تھا اُس نے انکار کر دیا اور اُس کے پاس ثبوت نہیں یا وہ مرگیا اور ترکہ نہ چھوڑا تو یہ ہلاک کرنا نہیں، لہٰذا زکاۃ ساقط ہوگئی۔ اور اگر سال تمام کے بعد مالِ تجارت کو غیر مالِ تجارت کے عوض بیچ ڈالا یعنی اس کے بدلے میں جو چیز لی اُس سے تجارت مقصود نہیں، مثلاً خدمت کے لیے غلام یا پہننے کے لیے کپڑے خریدے یا سائمہ کو سائمہ کے بدلے بیچا اور جس کے ہاتھ بیچا اُس نے انکار کر دیا اور اس کے پاس گواہ نہیں یا وہ مرگیا اور ترکہ نہ چھوڑا تو یہ ہلاک نہیں بلکہ ہلاک کرنا ہے، لہٰذا زکاۃ واجب ہے۔ سال تمام کے بعد مالِ تجارت کو عورت کے مہر میں دے دیا یا عورت نے اپنی نصاب کے بدلے شوہر سے خلع لیا تو زکاۃ دینی ہوگی۔ (4) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الغنم، ج۳، ص۲٤۸ ـ ۲۵۰ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱٤: اس کے پاس روپے اشرفیاں تھیں جن پر سال گزرا مگر ابھی زکاۃ نہیں دی، ان کے بدلے تجارت کے لیے کوئی چیز خریدی اور یہ چیز ہلاک ہوگئی تو زکاۃ ساقط ہوگئی مگر جب کہ اتنی گراں (5) (مہنگی۔) ریدی کہ اتنے نقصان کے ساتھ لوگ نہ خریدتے ہوں تو اُس کی اصلی قیمت پر جو کچھ زیادہ دیا ہے، اس کی زکاۃ ساقط نہ ہوگی کہ وہ ہلاک کرنا ہے اور اگر تجارت کے لیے نہ ہو، مثلاً خدمت کے لیے غلام خریدا، وہ مرگیا تو اس روپے کی زکاۃ ساقط نہ ہوگی۔ (6)

"ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الغنم، ج۳، ص۲٤۸ (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: بادشاہِ اسلام نے اگرچہ ظالم یا باغی ہو، سائمہ کی زکاۃ لے لی یا عُشر وصول کر لیا اور انھیں محل پر صرف کیا تو اعادہ کی حاجت نہیں اور محل پر صرف نہ کیا تو اعادہ کیا جائے اور خراج لے لیا تو مطلقاً اعادہ کی حاجت نہیں۔ (1)

"الدرالمختار" کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الغنم، ج۳، ص۲۵۵. (درمختار)

مسئلہ ۱٦: مُصدّق (زکاۃ وصول کرنے والے) کے سامنے سائمہ بیچ ڈالا تو مُصدّق کو اختیار ہے چاہے بقدر زکاۃ

اس میں سے قیمت لے لے اور اس صورت میں بیع تمام ہوگئی اور چاہے جو جانور واجب ہوا وہ لے لے اور اس وقت جو لیا اس کے حق میں بیع باطل ہوگی اور اگر مُصدّق وہاں موجود نہ تھا بلکہ اس وقت آیا کہ مجلس عقد سے وہ دونوں جدا ہو گئے تو اب جانور نہیں لے سکتا، جو جانور واجب ہوا، اُس کی قیمت لے لے۔ (2) "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثالث، في زكاة الذهب والفضة والعروض مسائل شتى، ج ١، ص ١٨١. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: جس غلّہ پر عشر واجب ہوا اُسے بیچ ڈالا تو مُصدّق کو اختیار ہے چاہے بائع (3) (فروخت کرنے والے) سے اس کی قیمت لے یا مشتری (4) (خریدنے والے۔) سے اُتنا غلّہ واپس لے، بیع اس کے سامنے ہوئی ہو یا دونوں کے جُدا ہونے کے بعد مُصدّق آیا۔ (5) "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثالث، في زكاة الذهب والفضة والعروض مسائل شتى، ج ١، ص ١٨١. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: اسّی ۸۰ بکریاں ہیں تو ایک بکری زکاۃ کی ہے، یہ نہیں کیا جاسکتا کہ چالیس چالیس کے دوگروہ کر کے دو زکاۃ میں لیں اور اگر دو شخصوں کی چالیس چالیس بکریاں ہیں تو یہ نہیں کر سکتے کہ انھیں جمع کر کے ایک گروہ کر دیں کہ ایک ہی بکری زکاۃ میں دینی پڑے، بلکہ ہر ایک سے ایک ایک لی جائے گی۔ یوہیں اگر ایک کی انتالیس ہیں اور ایک کی چالیس تو انتالیس والے سے کچھ نہ لیں گے، غرض نہ مجتمع کو متفرق کریں گے، نہ متفرق کو مجتمع۔ (6) المرجع السابق. وغيره (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۹: مویشی میں شرکت سے زکاۃ پر کچھ اثر نہیں پڑتا، خواہ وہ کسی قسم کی ہو۔ اگر ہر ایک کا حصہ بقدر نصاب ہے تو دونوں پر پوری پوری زکاۃ واجب اور ایک کا حصہ بقدر نصاب ہے دوسرے کا نہیں تو اس پر واجب ہے، اس پر نہیں مثلاً ایک کی چالیس بکریاں ہیں دوسرے کی تیس تو چالیس والے پر ایک بکری تیس والے پر کچھ نہیں اگر اور کسی کی بقدر نصاب نہ ہوں مگر مجموعہ بقدر نصاب ہے تو کسی پر کچھ نہیں۔ (7) المرجع السابق. (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۰: اسّی ۸۰ بکریوں میں اکیاسی ۸۱ شریک ہیں، یوں کہ ایک شخص ہر بکری میں نصف کا مالک ہے اور ہر بکری کے دوسرے نصف کا ان میں سے ایک ایک شخص مالک ہے تو اُس کے سب حصوں کا مجموعہ چالیس ۴۰ کے برابر ہوا اور یہ سب صرف آدھی آدھی بکری کے حصہ دار ہوئے، مگر زکاۃ کسی پر نہیں۔ (1) "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب زكاة المال، ج ٣، ص ٢٨١. (درمختار)

مسئلہ ۲۱: شرکت کی مویشی میں زکاۃ دی گئی تو ہر ایک پر اُس کے حصہ کی قدر ہے، جو کچھ حصہ سے زائد گیا وہ شریک سے واپس لے، مثلاً ایک کی اکتالیس ۴۱ بکریاں ہیں، دوسرے کی بیاسی ۸۲ کل ایک سو تئیس ۱۲۳ ہوئیں اور دو زکاۃ میں لی گئیں، یعنی ہر ایک سے ایک مگر چونکہ ایک ایک تہائی کا شریک ہے اور دوسرا دو کا، لہٰذا ہر بکری میں دو تہائی والے کی دو تہائیاں گئیں، جن کا مجموعہ ایک تہائی اور ایک بکری ہے اور ایک تہائی والے کی ہر بکری میں ایک ہی تہائی گئی کہ مجموعہ دو تہائیاں ہوا اور اُس پر واجب ایک بکری ہے، لہٰذا دو تہائیوں والا ایک تہائی والے سے تہائی لینے کا مستحق ہے اور اگر کل اسّی ۸۰ بکریاں ہیں، ایک دو تہائی کا شریک ہے، دوسرا ایک تہائی کا اور زکاۃ میں ایک بکری لی گئی تو تہائی کا حصہ دار اپنے

شریک سے تہائی بکری کی قیمت لے کہ اس پر زکاۃ واجب نہیں۔ (2) "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج۳، ص۲۸۰. (ردالمحتار)

سونے چاندی مالِ تجارت کی زکاۃ کا بیان

حدیث ۱: سنن ابی داود و ترمذی میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "گھوڑے اور لونڈی غلام کی زکاۃ میں نے معاف فرمائی تو اب چاندی کی زکاۃ ہر چالیس درہم سے ایک درہم ادا کرو، مگر ایک سو نوے ۱۹۰ میں کچھ نہیں، جب دو سو درہم ہوں تو پانچ درہم دو۔" (3) "جامع الترمذی"، أبواب الزکاۃ، باب ما جاء في زکاۃ الذھب والورق، الحدیث: ٦٢٠، ص١٧٠٧.

حدیث ۲: ابوداود کی دوسری روایت انھیں سے یوں ہے، کہ ہر چالیس درہم سے ایک درہم ہے، مگر جب تک دو ۲۰۰ سو درہم پورے نہ ہوں کچھ نہیں جب دو ۲۰۰ سو پورے ہوں تو پانچ درہم اور اس سے زیادہ ہوں تو اسی حساب سے دیں۔ (4) "سنن أبي داود"، کتاب الزکاۃ، باب في زکاۃ السائمة، الحدیث: ١٥٧٢، ص١٣٣٩.

حدیث ۳: ترمذی شریف میں بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ مروی، کہ دو عورتیں حاضرِ خدمت اقدس ہوئیں، اُن کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے، ارشاد فرمایا: "تم اس کی زکاۃ ادا کرتی ہو؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا: تو کیا تم اُسے پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمھیں آگ کے کنگن پہنائے، عرض کی نہ۔ فرمایا: تو اس کی زکاۃ ادا کرو۔" (5) "جامع الترمذي"، أبواب الزکاۃ، باب ماجاء في زکاۃ الحلي، الحدیث: ٦٣٧، ص١٧٠٩.

حدیث ٤: امام مالک و ابوداود ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں فرماتی ہیں: میں سونے کے زیور پہنا کرتی تھی، میں نے عرض کی یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا یہ کنز ہے (جس کے بارے میں قرآن مجید میں وعید آئی)؟ ارشاد فرمایا: "جو اس حد کو پہنچے کہ اس کی زکاۃ ادا کی جائے اور ادا کر دی گئی تو کنز نہیں۔" (1) "سنن أبي داود"، کتاب الزکاۃ، باب الکنز ما ھو؟ وزکاۃ الحلي، الحدیث: ١٥٦٤، ص١٣٣٨.

حدیث ٥: امام احمد باسناد حسن اسما بنت یزید سے راوی، کہتی ہیں۔ میں اور میری خالہ حاضرِ خدمتِ اقدس ہوئیں اور ہم سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے۔ ارشاد فرمایا: "اس کی زکاۃ دیتی ہو، عرض کی نہیں۔ فرمایا: کیا ڈرتی نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ تمھیں آگ کے کنگن پہنائے، اس کی زکاۃ ادا کرو۔" (2) "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، من حدیث أسماء ابنة یزید، الحدیث: ٢٧٦٨٥، ج١٠، ص٤٤٦.

حدیث ٦: ابوداود سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم دیا کرتے کہ "جس کو ہم بیع (تجارت) کے لیے مہیا کریں، اس کی زکاۃ نکالیں۔" (3) "سنن أبي داود"، کتاب الزکاۃ، باب العروض اذا کانت للتجارۃ ھل فیھا زکاۃ؟، الحدیث: ١٥٦٢، ص١٣٣٨.

مسئلہ ۱: سونے کی نصاب بیس مثقال ہے یعنی ساڑھے سات تولے اور چاندی کی دو ۲۰۰ سو درم یعنی ساڑھے باون تولے یعنی وہ تولہ جس سے یہ رائج روپیہ سوا گیارہ ماشے ہے۔ سونے چاندی کی زکاۃ میں وزن کا اعتبار ہے قیمت کا لحاظ

نہیں، مثلاً سات تولے سونے یا کم کا زیور یا برتن بنا ہو کہ اس کی کاریگری کی وجہ سے دوسو درم سے زائد قیمت ہو جائے یا سونا گراں ہو کہ ساڑھے سات تولے سے کم کی قیمت دوسو درم سے بڑھ جائے، جیسے آج کل کہ ساڑھے سات تولے سونے کی قیمت چاندی کی کئی نصابیں ہوں گی، غرض یہ کہ وزن میں بقدر نصاب نہ ہو تو زکاۃ واجب نہیں قیمت جو کچھ بھی ہو۔ یوہیں سونے کی زکاۃ میں سونے اور چاندی کی زکاۃ میں چاندی کی کوئی چیز دی تو اس کی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا، بلکہ وزن کا اگرچہ اس میں بہت کچھ صنعت ہو جس کی وجہ سے قیمت بڑھ گئی یا فرض کرو دس آنے بھری چاندی بک رہی ہے اور زکاۃ میں ایک روپیہ دیا جو سولہ آنے کا قرار دیا جاتا ہے تو زکاۃ ادا کرنے میں وہ یہی سمجھا جائے گا کہ سوا گیارہ ماشے چاندی دی، یہ چھ آنے بلکہ کچھ اُوپر جو اس کی قیمت میں زائد ہیں لغو ہیں۔ (4) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج۳، ص۲٦۷ ۔ ۲۷۰. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: یہ جو کہا گیا کہ ادائے زکاۃ میں قیمت کا اعتبار نہیں، یہ اسی صورت میں ہے کہ اُس کی جنس کی زکاۃ اُسی جنس سے ادا کی جائے اور اگر سونے کی زکاۃ چاندی سے یا چاندی کی سونے سے ادا کی تو قیمت کا اعتبار ہوگا، مثلاً سونے کی زکاۃ میں چاندی کی کوئی چیز دی جس کی قیمت ایک اشرفی ہے تو ایک اشرفی دینا قرار پائے گا، اگرچہ وزن میں اس کی چاندی پندرہ روپے بھر بھی نہ ہو۔ (1) "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج۳، ص۲۷۰. (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: سونا چاندی جب کہ بقدر نصاب ہوں تو ان کی زکاۃ چالیسواں حصہ ہے، خواہ وہ ویسے ہی ہوں یا اُن کے سکّے جیسے روپے اشرفیاں یا ان کی کوئی چیز بنی ہوئی خواہ اس کا استعمال جائز ہو جیسے عورت کے لیے زیور، مرد کے لیے چاندی کی ایک نگ کی ایک انگوٹھی ساڑھے چار ماشے سے کم کی یا سونے چاندی کے بلا زنجیر کے بٹن یا استعمال ناجائز ہو جیسے چاندی سونے کے برتن، گھڑی، سُرمہ دانی، سلائی کہ ان کا استعمال مرد و عورت سب کے لیے حرام ہے یا مرد کے لیے سونے چاندی کا چھلا یا زیور یا سونے کی انگوٹھی یا ساڑھے چار ماشے سے زیادہ چاندی کی انگوٹھی یا چند انگوٹھیاں یا کئی نگ کی ایک انگوٹھی، غرض جو کچھ ہو زکاۃ سب کی واجب ہے، مثلاً ۷ ½ تولہ سونا ہے تو دو ماشہ زکاۃ واجب ہے یا ۵۲ تولہ ٦ ماشہ چاندی ہے تو ایک تولہ ۳ ماشہ ٦ رتی۔ (2) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج۳، ص۲۷۰. وغیرہ

(درمختار وغیرہ)

مسئلہ ٤: سونے چاندی کے علاوہ تجارت کی کوئی چیز ہو، جس کی قیمت سونے چاندی کی نصاب کو پہنچے تو اس پر بھی زکاۃ واجب ہے یعنی قیمت کا چالیسواں حصہ اور اگر اسباب کی قیمت تو نصاب کو نہیں پہنچتی مگر اس کے پاس ان کے علاوہ سونا چاندی بھی ہے تو اُن کی قیمت سونے چاندی کے ساتھ ملا کر مجموعہ کریں، اگر مجموعہ نصاب کو پہنچا زکاۃ واجب ہے اور اسباب تجارت کی قیمت اُس سکّے سے لگائیں جس کا رواج وہاں زیادہ ہو، جیسے ہندوستان میں روپیہ کا زیادہ چلن ہے، اسی سے قیمت لگائی جائے اور اگر کہیں سونے چاندی دونوں کے سکّوں کا یکساں چلن ہو تو اختیار ہے جس سے چاہیں قیمت لگائیں، مگر جب کہ روپے سے قیمت لگائیں تو نصاب نہیں ہوتی اور اشرفی سے ہو جاتی ہے یا بالعکس تو اُسی سے قیمت لگائی جائے جس سے نصاب پوری ہو اور اگر دونوں سے نصاب پوری ہوتی ہے مگر ایک سے نصاب کے علاوہ

نصاب کا پانچواں حصہ زیادہ ہوتا ہے، دوسرے سے نہیں تو اس سے قیمت لگائیں جس سے ایک نصاب اور نصاب کا پانچواں حصہ ہو۔ (3) المرجع السابق، ص ۲۷۰ ۔ ۲۷۲. وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵: نصاب سے زیادہ مال ہے تو اگر یہ زیادتی نصاب کا پانچواں حصہ ہے تو اس کی زکاۃ بھی واجب ہے، مثلاً دوسو چالیس ۲۴۰ درم یعنی ۶۳ تولہ چاندی ہو تو زکاۃ میں چھ درم واجب، یعنی ایک تولہ ۶ ماشہ ۱/۵ رتی یعنی ۵۲ تولہ ۶ ماشہ کے بعد ہر ۱۰ تولہ ۶ ماشہ پر ۳ ماشہ ۱ ۱/۵ رتی بڑھائیں اور سونا نو تولہ ہو تو دو ۲ ماشہ ۵ ۳/۵ رتی یعنی ۷ تولہ ۶ ماشہ کے بعد ہر ایک تولہ ۶ ماشہ پر ۳ ۳/۵ رتی بڑھائیں اور پانچواں حصہ نہ ہو تو معاف یعنی مثلاً نو تولہ سے ایک رتی کم اگر سونا ہے تو زکاۃ وہی ۷ تولہ ۶ ماشہ کی واجب ہے یعنی ۲ ماشہ۔ یوہیں چاندی اگر ۶۳ تولہ سے ایک رتی بھی کم ہے تو زکاۃ وہی ۵۲ تولہ ۶ ماشہ کی ایک تولہ ۳ ماشہ ۶ رتی واجب۔ یوہیں پانچویں حصہ کے بعد جو زیادتی ہے، اگر وہ بھی پانچواں حصہ ہے تو اُس کا چالیسواں حصہ واجب ورنہ معاف وعلیٰ ہذا القیاس۔ مال تجارت کا بھی یہی حکم ہے۔ (1) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج ۳، ص ۲۷۲. (درمختار)

مسئلہ ۶: اگر سونے چاندی میں کھوٹ ہو اور غالب سونا چاندی ہے تو سونا چاندی قرار دیں اور کل پر زکاۃ واجب ہے۔ یوہیں اگر کھوٹ سونے چاندی کے برابر ہو تو زکاۃ واجب اور اگر کھوٹ غالب ہو تو سونا چاندی نہیں پھر اس کی چند صورتیں ہیں۔ اگر اس میں سونا چاندی اتنی مقدار میں ہو کہ جُدا کریں تو نصاب کو پہنچ جائے یا وہ نصاب کو نہیں پہنچتا مگر اس کے پاس اور مال ہے کہ اس سے مل کر نصاب ہو جائے گی یا وہ ثمن میں چلتا ہے اور اس کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہے تو ان سب صورتوں میں زکاۃ واجب ہے اور اگر ان صورتوں میں کوئی نہ ہو تو اس میں اگر تجارت کی نیّت ہو تو بشرائط تجارت اُسے مالِ تجارت قرار دیں اور اس کی قیمت نصاب کی قدر ہو، خود یا اوروں کے ساتھ مل کر تو زکاۃ واجب ہے ورنہ نہیں۔ (2) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج ۳، ص ۲۷۳ ۔ ۲۷۵. (درمختار)

مسئلہ ۷: سونے چاندی کو باہم خلط کر دیا تو اگر سونا غالب ہو، سونا سمجھا جائے اور دونوں برابر ہوں اور سونا بقدرِ نصاب ہے، تنہا یا چاندی کے ساتھ مل کر جب بھی سونا سمجھا جائے اور چاندی غالب ہو تو چاندی ہے، نصاب کو پہنچے تو چاندی کی زکاۃ دی جائے مگر جب کہ اس میں جتنا سونا ہے وہ چاندی کی قیمت سے زیادہ ہے تو اب بھی کُل سونا ہی قرار دیں۔ (3) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج ۳، ص ۲۷۵ ۔ ۲۷۷. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: کسی کے پاس سونا بھی ہے اور چاندی بھی اور دونوں کی کامل نصابیں ہیں تو یہ ضرور نہیں کہ سونے کو چاندی یا چاندی کو سونا قرار دے کر زکاۃ ادا کرے، بلکہ ہر ایک کی زکاۃ علیحدہ علیحدہ واجب ہے۔ ہاں زکاۃ دینے والا اگر صرف ایک چیز سے دونوں نصابوں کی زکاۃ ادا کرے تو اسے اختیار ہے، مگر اس صورت میں یہ واجب ہوگا کہ قیمت وہ لگائے جس میں فقیروں کا زیادہ نفع ہے مثلاً ہندوستان میں روپے کا چلن بہ نسبت اشرفیوں کے زیادہ ہے تو سونے کی قیمت چاندی سے لگا کر چاندی زکاۃ میں دے اور اگر دونوں میں سے کوئی بقدر نصاب نہیں تو سونے کی قیمت کی چاندی یا چاندی کی قیمت کا سونا فرض کر کے ملائیں پھر اگر ملانے پر بھی نصاب نہیں ہوتی تو کچھ نہیں اور اگر سونے کی قیمت کی

چاندی چاندی میں ملائیں تو نصاب ہو جاتی ہے اور چاندی کی قیمت کا سونا سونے میں ملائیں تو نہیں ہوتی یا بالعکس تو واجب ہے کہ جس میں نصاب پوری ہو وہ کریں اور اگر دونوں صورت میں نصاب ہو جاتی ہے تو اختیار ہے جو چاہیں کریں مگر جب کہ ایک صورت میں نصاب پر پانچواں حصہ بڑھ جاتا ہے تو جس میں پانچواں حصہ بڑھ جائے وہی کرنا واجب ہے، مثلاً سوا چھبیس تولے چاندی ہے اور پونے چار تولے سونا، اگر پونے چار تولے سونے کی چاندی سوا چھبیس تولے آتی ہے اور سوا چھبیس تولے چاندی کا پونے چار تولے سونا آتا ہے تو سونے کو چاندی یا چاندی کو سونا جو چاہیں تصور کریں اور اگر پونے چار تولے سونے کے بدلے ۳۷ تولے چاندی آتی ہے اور سوا چھبیس تولے چاندی کا پونے چار تولے سونا نہیں ملتا تو واجب ہے کہ سونے کو چاندی قرار دیں کہ اس صورت میں نصاب ہو جاتی ہے، بلکہ پانچواں حصہ زیادہ ہوتا ہے اور اُس صورت میں نصاب بھی پوری نہیں ہوتی۔ یوہیں اگر ہر ایک نصاب سے کچھ زیادہ ہے تو اگر زیادتی نصاب کا پانچواں ہے تو اس کی بھی زکاۃ دیں اور اگر ہر ایک میں زیادتی پانچواں حصہ نصاب سے کم ہے تو دونوں ملائیں، اگر مل کر بھی کسی کی نصاب کا پانچواں حصہ نہیں ہوتا تو اس زیادتی پر کچھ نہیں اور اگر دونوں میں نصاب یا نصاب کا پانچواں حصہ ہو تو اختیار ہے، مگر جب کہ ایک میں نصاب ہو اور دوسرے میں پانچواں حصہ تو وہ کریں جس میں نصاب ہو اور اگر ایک میں نصاب یا پانچواں حصہ ہوتا ہے اور دوسرے میں نہیں تو وہی کرنا واجب ہے، جس سے نصاب ہو یا نصاب کا پانچواں حصہ۔ (1) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج۳، ص۲۷۸. وغیرھما (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۹: پیسے جب رائج ہوں اور دو سو درم چاندی (2) (یعنی ساڑھے باون تولے۔) یا بیس مثقال سونے (3) (یعنی ساڑھے سات تولے۔) کی قیمت کے ہوں تو ان کی زکاۃ واجب ہے (4) "فتاوی قارئ الھدایۃ"، ص۲۹. ، اگرچہ تجارت کے لیے نہ ہوں اور اگر چلن اُٹھ گیا ہو تو جب تک تجارت کے لیے نہ ہوں زکاۃ واجب نہیں۔ (فتاویٰ قاری الہدایہ) نوٹ کی زکاۃ بھی واجب ہے، جب تک ان کا رواج اور چلن ہو کہ یہ بھی ثمنِ اصطلاحی (5) وہ ثمن ہے جو در حقیقت متاع (سامان) ہے لیکن لوگوں کی اصطلاح نے اسے ثمن بنا دیا۔ ہیں اور پیسوں کے حکم میں ہیں۔

مسئلہ ۱۰: جو مال کسی پر دَین (6) یہاں دَین سے مراد مطلقاً قرض ہی نہیں، بلکہ ہر وہ مال ہے جو کسی بھی سبب سے کسی شخص کے ذمہ واجب ہو۔ ہو، اس کی زکاۃ کب واجب ہوتی ہے اور ادا کب اس میں تین صورتیں ہیں۔ اگر دَین قوی ہو، جیسے قرض جسے عرف میں دستگرداں کہتے ہیں اور مالِ تجارت کا ثمن مثلاً کوئی مال اُس نے بہ نیّتِ تجارت خریدا، اُسے کسی کے ہاتھ اُدھار بیچ ڈالا یا مالِ تجارت کا کرایہ مثلاً کوئی مکان یا زمین بہ نیّتِ تجارت خریدی، اُسے کسی کو سکونت یا زراعت کے لیے کرایہ پر دے دیا، یہ کرایہ اگر اُس پر دَین ہے تو دَین قوی ہوگا اور دَین قوی کی زکاۃ بحالتِ دَین ہی سال بہ سال واجب ہوتی رہے گی، مگر واجب الادا اُس وقت ہے جب پانچواں حصہ نصاب کا وصول ہو جائے، مگر جتنا وصول ہوا اتنے ہی کی واجب الادا ہے یعنی چالیس درم وصول ہونے سے ایک درم دینا واجب ہوگا اور اسّی ۸۰ وصول ہوئے تو دو، وعلیٰ ہذا القیاس۔ دوسرے دَین متوسط کہ کسی مالِ غیر تجارتی کا بدل ہو مثلاً گھر کا غلّہ یا سواری کا گھوڑا یا خدمت کا غلام یا اور کوئی شے حاجت اصلیہ کی بیچ

ڈالی اور دام خریدار پر باقی ہیں اس صورت میں زکاۃ دینا اس وقت لازم آئے گا کہ دو سو درم پر قبضہ ہو جائے۔ یوہیں اگر مُورث کا دَین اُسے ترکہ میں ملا اگرچہ مالِ تجارت کا عوض ہو، مگر وارث کو دو سو درم وصول ہونے اور مُورث کی موت کو سال گزرنے پر زکاۃ دینا لازم آئے گا۔ تیسرے دَین ضعیف جو غیر مال کا بدل ہو جیسے مہر، بدل خلع، دیت، بدلِ کتابت یا مکان یا دوکان کہ بہ نیت تجارت خریدی نہ تھی اس کا کرایہ کرایہ دار پر چڑھا، اس میں زکاۃ دینا اس وقت واجب ہے کہ نصاب پر قبضہ کرنے کے بعد سال گزر جائے یا اس کے پاس کوئی نصاب اس جنس کی ہے اور اس کا سال تمام ہو جائے تو زکاۃ واجب ہے۔

پھر اگر دَین قوی یا متوسط کئی سال کے بعد وصول ہو تو اگلے سال کی زکاۃ جو اس کے ذمہ دَین ہوتی رہی وہ پچھلے سال کے حساب میں اسی رقم پر ڈالی جائے گی، مثلاً عمرو پر زید کے تین سو درم دَین قوی تھے، پانچ برس بعد چالیس درم سے کم وصول ہوئے تو کچھ نہیں اور چالیس وصول ہوئے تو ایک درم دینا واجب ہوا، اب انتالیس باقی رہے کہ نصاب کے پانچویں حصہ سے کم ہے، لہٰذا باقی برسوں کی ابھی واجب نہیں اور اگر تین سو درم دَین متوسط تھے تو جب تک دو سو درم وصول نہ ہوں کچھ نہیں اور پانچ برس بعد دو سو وصول ہوئے تو اکیس واجب ہوں گے، سال اوّل کے پانچ اب سال دوم میں ایک سو پچانوے رہے ان میں سے پینتیس کہ خمس سے کم ہیں معاف ہو گئے، ایک سو ساٹھ رہے اس کے چار درم واجب لہٰذا سال سوم میں ایک سو اکانوے رہے، ان میں بھی چار درم واجب، چہارم میں ایک سو ستاسی رہے، پنجم میں ایک سو تراسی رہے ان میں بھی چار چار درم واجب، لہٰذا کُل اکیس درم واجب الادا ہوئے۔ (1) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب زكاة المال، مطلب في وجوب الزكاة في دين المرصد، ج۳، ص ۲۸۱ ـ ۲۸۳. وغيرهما (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۱: اگر دَین سے پہلے سال نصاب رواں تھا تو جو دَین اثنائے سال میں کسی پر لازم آیا، اس کا سال بھی وہی قرار دیا جائے گا جو پہلے سے چل رہا ہے، وقت دَین سے نہیں اور اگر دَین سے پہلے اس جنس کی نصاب کا سالِ رواں نہ ہو تو وقتِ دَین سے شمار ہوگا۔ (2) "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في وجوب الزكاة في دين المرصد، ج، ۳ص ۲۸۳. (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: کسی پر دَین قوی یا متوسط ہے اور قرض خواہ کا انتقال ہو گیا تو مرتے وقت اس دَین کی زکاۃ کی وصیت ضرور نہیں کہ اس کی زکاۃ واجب الادا تھی ہی نہیں اور وارث پر زکاۃ اس وقت ہوگی جب مُورث کی موت کو ایک سال گزر جائے اور چالیس درم دَین قوی میں اور دو سو درم دَین متوسط میں وصول ہو جائیں۔ (1) "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب زكاة المال، مطلب في وجوب الزكاة في دين المرصد، ج، ۳ص ۲۸۳. (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: سال تمام کے بعد دائن نے دَین معاف کر دیا یا سال تمام سے پہلے مالِ زکاۃ ہبہ کر دیا تو زکاۃ ساقط ہوگئی۔ (2) "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب زكاة المال، ج۳، ص۲۸۳ ـ ۲۸۵. (درمختار)

مسئلہ ۱۴: عورت نے مہر کا روپیہ وصول کر لیا سال گزرنے کے بعد شوہر نے قبل دخول طلاق دے دی تو نصف مہر واپس کرنا ہوگا اور زکاۃ پورے کی واجب ہے اور شوہر پر واپسی کے بعد سے سال کا اعتبار ہے۔ (3) المرجع السابق، ص۲۸۵. (درمختار)

مسئلہ ۱۵: ایک شخص نے یہ اقرار کیا کہ فلاں کا مجھ پر دَین ہے اور اُسے دے بھی دیا پھر سال بھر بعد دونوں نے کہا دَین نہ تھا تو کسی پر زکاۃ واجب نہ ہوئی۔ (4) "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، في مسائل شتى، ج۱، ص۱۸۲. (عالمگیری) مگر ظاہر یہ ہے کہ یہ اس صورت میں ہے جب کہ اُس کے خیال میں دَین ہو، ورنہ اگر محض زکاۃ ساقط کرنے کے لیے یہ حیلہ کیا تو عنداللہ مواخذہ کا مستحق ہے۔

مسئلہ ۱۶: مالِ تجارت میں سال گزرنے پر جو قیمت ہوگی اس کا اعتبار ہے، مگر شرط یہ ہے کہ شروع سال میں اس کی قیمت دوسو درم سے کم نہ ہو اور اگر مختلف قسم کے اسباب ہوں تو سب کی قیمتوں کا مجموعہ ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونے کی قدر ہو۔ (5) "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثالث في زكاة الذهب والفضة والعروض، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۷۹. (عالمگیری) یعنی جب کہ اس کے پاس یہی مال ہو اور اگر اس کے پاس سونا چاندی اس کے علاوہ ہو تو اسے ملا لیں گے۔

مسئلہ ۱۷: غلّہ یا کوئی مالِ تجارت سال تمام پر دوسو درم کا ہے پھر نرخ بڑھ گھٹ گیا تو اگر اسی میں سے زکاۃ دینا چاہیں تو جتنا اس دن تھا اس کا چالیسواں حصہ دے دیں اور اگر اس قیمت کی کوئی اور چیز دینا چاہیں تو وہ قیمت لی جائے جو سال تمام کے دن تھی اور اگر وہ چیز سال تمام کے دن تر تھی اب خشک ہوگئی، جب بھی وہی قیمت لگائیں جو اس دن تھی اور اگر اس روز خشک تھی، اب بھیگ گئی تو آج کی قیمت لگائیں۔ (6) المرجع السابق، ص۱۷۹۔۱۸۰ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: قیمت اس جگہ کی ہونی چاہیے جہاں مال ہے اور اگر مال جنگل میں ہو تو اُس کے قریب جو آبادی ہے وہاں جو قیمت ہو اس کا اعتبار ہے۔ (1) "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثالث في زكاة الذهب والفضة والعروض، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۸۰. (عالمگیری) ظاہر یہ ہے کہ یہ اس مال میں ہے جس کی جنگل میں خریداری نہ ہوتی ہو اور اگر جنگل میں خریدا جاتا ہو، جیسے لکڑی اور وہ چیزیں جو وہاں پیدا ہوتی ہیں تو جب تک مال وہاں پڑا ہے، وہیں کی قیمت لگائی جائے۔

مسئلہ ۱۹: کرایہ پر اٹھانے کے لیے دیگیں ہوں، اُن کی زکاۃ نہیں۔ یوہیں کرایہ کے مکان کی۔ (2) المرجع السابق (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: گھوڑے کی تجارت کرتا ہے، جُھول (3) (یعنی گھوڑے کے اوپر ڈالنے کا کپڑا۔) اور لگام اور رسیاں وغیرہ اس لیے خریدیں کہ گھوڑوں کی حفاظت میں کام آئیں گی تو اُن کی زکاۃ نہیں اور اگر اس لیے خریدیں کہ گھوڑے ان کے سمیت بیچے جائیں گے تو ان کی بھی زکاۃ دے۔ نان بائی نے روٹی پکانے کے لیے لکڑیاں خریدیں یا روٹی میں ڈالنے کو نمک خریدا تو ان کی زکاۃ نہیں اور روٹی پر چھڑکنے کو تِل خریدے تو تِلوں کی زکاۃ واجب ہے۔ (4) "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثالث في زكاة الذهب والفضة والعروض، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۸۰. (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: ایک شخص نے اپنا مکان تین سال کے لیے تین سو درم سال کے کرایہ پر دیا اور اس کے پاس کچھ نہیں ہے اور جو کرایہ میں آتا ہے، سب کو محفوظ رکھتا ہے تو آٹھ مہینے گزرنے پر نصاب کا مالک ہوگیا کہ آٹھ ماہ میں دوسو درم کرایہ کے ہوئے، لہٰذا آج سے سال زکاۃ شروع ہوگا اور سال پورا ہونے پر پانسو ۵۰۰ درم کی زکاۃ دے کہ بیس ماہ کا کرایہ

پانسو ہوا، اب اس کے بعد ایک سال اور گزرا تو آٹھ سو کی زکاۃ دے، مگر سال اوّل کی زکاۃ کے ساڑھے بارہ درم کم کیے جائیں۔ (5) "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، في مسائل شتى، ج۱، ص ۱۸۱. (عالمگیری) بلکہ آٹھ سو میں چالیس کم کی زکاۃ واجب ہوگی کہ چالیس سے کم کی زکاۃ نہیں بلکہ عفو ہے۔

مسئلہ ۲۲: ایک شخص کے پاس صرف ایک ہزار درم ہیں اور کچھ مال نہیں، اس نے سو درم سالانہ کرایہ پر دس سال کے لیے مکان لیا اور وہ کُل روپے مالک مکان کو دے دیے تو پہلے سال میں نو سو کی زکاۃ دے کہ سو کرایہ میں گئے، دوسرے سال آٹھ سو کی بلکہ پہلے سال کی زکاۃ کے ساڑھے بائیس درم آٹھ سو میں سے کم کر کے باقی کی زکاۃ دے۔ اسی طرح ہر سال میں سو روپے اور سالِ گزشتہ کی زکاۃ کے روپے کم کر کے باقی کی زکاۃ اُس کے ذمہ ہے اور مالک مکان کے پاس بھی اگر اس کرایہ کے ہزار کے سوا کچھ نہ ہو تو دو سال تک کچھ نہیں۔ دو سال گزرنے پر اب دو سو کا مالک ہوا، تین برس پر تین سو کی زکاۃ دے۔ یوہیں ہر سال سو درم کی زکاۃ بڑھتی جائے گی، مگر اگلی برسوں کی مقدار زکاۃ کم کرنے کے بعد باقی کی زکاۃ واجب ہوگی۔ صورت مذکورہ میں اگر اس قیمت کی کنیز کرایہ میں دی تو کرایہ دار پر کچھ واجب نہیں اور مالکِ مکان پر اُسی طرح وجوب ہے، جو درم کی صورت میں ہے۔ (1) "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، في مسائل شتى، ج۱، ص ۱۸۱ ـ ۱۸۲. (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: تجارت کے لیے غلام قیمتی دو سو درم کا دو سو میں خریدا اور ثمن بائع کو دے دیا، مگر غلام پر قبضہ نہ کیا یہاں تک کہ ایک سال گزر گیا، اب وہ بائع کے یہاں مر گیا تو بائع و مشتری دونوں پر دو دو سو کی زکاۃ واجب ہے اور اگر غلام دو سو درم سے کم قیمت کا تھا اور مشتری نے دو سو پر لیا تو بائع دو سو کی زکاۃ دے اور مشتری پر کچھ نہیں۔ (2) المرجع السابق، ص ۱۸۲. (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: خدمت کا غلام ہزار روپے میں بیچا اور ثمن پر قبضہ کر لیا، سال بھر بعد وہ غلام عیب دار نکلا اس بنا پر واپس ہوا، قاضی نے واپسی کا حکم دیا ہو یا اُس نے خود اپنی خوشی سے واپس لے لیا ہو تو ہزار کی زکاۃ دے۔ (3) المرجع السابق (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: روپے کے عوض کھانا غلّہ کپڑا وغیرہ فقیر کو دے کر مالک کر دیا تو زکاۃ ادا ہو جائے گی، مگر اس چیز کی قیمت جو بازار بھاؤ سے ہوگی وہ زکاۃ میں سمجھی جائے، بالائی مصارف مثلاً بازار سے لانے میں جو مزدور کو دیا ہے یا گاؤں سے منگوایا تو کرایہ اور چونگی وضع نہ کریں گے یا پکوا کر دیا تو پکوائی یا لکڑیوں کی قیمت مُجرا نہ کریں، بلکہ اس پکی ہوئی چیز کی جو قیمت بازار میں ہو، اس کا اعتبار ہے۔ (4) المرجع السابق، ص ۱۸۰، "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب العاشر، ج۳، ص ۲۰٤ (درمختار، عالمگیری)

عاشر کا بیان

مسئلہ ۱: عاشر اُس کو کہتے ہیں جسے بادشاہِ اسلام نے راستہ پر مقرر کر دیا ہو کہ تجار (5)(یعنی تجارت کرنے والے۔) جو اموال لے کر گزریں، اُن سے صدقات وصول کرے۔ عاشر کے لیے شرط یہ ہے کہ مسلمان حُر (6)(یعنی جو غلام نہ ہو۔) غیر ہاشمی ہو، چور اور ڈاکوؤں سے مال کی حفاظت پر قادر ہو۔ (7)"البحر الرائق"، کتاب الزکاۃ، باب العاشر، ج۲، ص۴۰۲. (بحر)

مسئلہ ۲: جو راہ گیر یہ کہے کہ میرے اس مال پر نیز گھر میں جو موجود ہے کسی پر سال نہیں گزرا یا کہتا ہے کہ میں نے اس میں تجارت کی نیت نہیں کی یا کہے یہ میرا مال نہیں بلکہ میرے پاس امانت یا بطور مضاربت ہے، بشرطیکہ اس میں اتنا نفع نہ ہو کہ اس کا حصہ نصاب کو پہنچ جائے یا اپنے کو مزدور یا مکاتب یا ماذون بتائے یا اتنا ہی کہے کہ اس مال پر زکاۃ نہیں، اگرچہ وجہ نہ بتائے یا کہے مجھ پر دَین ہے جو مال کے برابر ہے یا اتنا ہے کہ اُسے نکالیں تو نصاب باقی نہ رہے یا کہے دوسرے عاشر کو دے دیا ہے اور جس کو دینا بتاتا ہے واقع میں وہ عاشر ہے اور اس عاشر کو بھی اس کا عاشر ہونا معلوم ہو یا کہے شہر میں فقیروں کو زکاۃ دے دی اور اپنے بیان پر حلف کرے تو اُس کا قول مان لیا جائے گا، اس کی کچھ ضرورت نہیں کہ اس سے رسید طلب کریں کہ رسید کبھی جعلی ہوتی ہے اور کبھی غلطی سے رسید نہیں لی جاتی اور کبھی گم ہو جاتی ہے اور اگر رسید پیش کی اور اس میں اس عاشر کا نام نہیں جسے اُس نے بتایا، جب بھی حلف لے کر اُس کا قول مان لیں گے اور اگر چند سال گزرنے پر معلوم ہوا کہ اُس نے جھوٹ کہا تھا تو اب اُس سے زکاۃ لی جائے گی۔ (1)"الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الرابع فیمن یمر علی العاشر، ج۱، ص۱۸۳. و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب العاشر، مطلب: لاتسقط الزکاۃ... إلخ، ج۳، ص۲۸۹ ۔ ۲۹۱. (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: اگر اس مال پر سال نہیں گزرا مگر اس کے مکان پر جو مال ہے اس پر سال گزر گیا ہے اور اس مال کو اس مال کے ساتھ ملا سکتے ہوں تو اس کا قول نہیں مانا جائے گا۔ یوہیں اگر ایسے عاشر کو دینا بتائے جو اُسے معلوم نہیں یا کہے کسی بدمذہب کو زکاۃ دے دی یا کہے شہر میں فقیر کو نہیں دی بلکہ شہر سے باہر جا کر دی تو ان سب صورتوں میں اس کا قول نہ مانا جائے۔ (2)"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب العاشر، مطلب: لاتسقط الزکاۃ... إلخ، ج۳، ص ۲۹۰ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ٤: سائمہ اور اموالِ باطنہ میں اس کا قول نہیں مانا جائے گا اور جن امور میں مسلمان کا قول مانا جاتا ہے، ذمی کافر کا بھی مان لیا جائے گا، مگر اس صورت میں کہ شہر میں فقیر کو دینا بتائے تو اس کا قول معتبر نہیں۔ (3)"الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب العاشر، ج۳، ص۲۹۱. (درمختار)

مسئلہ ٥: حربی کافر کا قول بالکل معتبر نہیں، اگرچہ جو کچھ کہتا ہے اُس پر گواہ پیش کرے اور اگر کنیز کو ام ولد بتائے یا غلام کو اپنا لڑکا کہے اور اس کی عمر اس قابل ہو کہ یہ اس کا لڑکا ہو سکتا ہے یا کہے میں نے دوسرے کو دے دیا ہے اور جسے بتاتا ہے وہ وہاں موجود ہے تو ان امور میں حربی کا بھی قول مان لیا جائے۔ (4)"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب العاشر، ج۳، ص۲۹۳. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: جو شخص دو سو درم سے کم کا مال لے کر گزرا تو عاشر اُس سے کچھ نہ لے گا، خواہ وہ مسلمان ہو یا ذمّی یا حربی، خواہ اُس کے گھر میں اور مال ہونا معلوم ہو یا نہیں۔(5) "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الرابع فيمن يمر على العاشر، ج١، ص١٨٣. (عالمگیری)

مسئلہ ۷: مسلمان سے چالیسواں حصہ لیا جائے اور ذمّی سے بیسواں اور حربی سے دسواں حصہ۔(1) "تنوير الأبصار"، كتاب الزكاة، باب العاشر، ج٣ ص٢٩٤. (تنویر) حربی سے دسواں حصہ لینا اس وقت ہے جب معلوم نہ ہو کہ حربیوں نے مسلمانوں سے کتنا لیا تھا اور اگر معلوم ہو تو جتنا انہوں نے لیا مسلمان بھی حربیوں سے اتنا ہی لیں، مگر حربیوں نے اگر مسلمانوں کا کُل مال لے لیا ہو تو مسلمان کُل نہ لیں، بلکہ اتنا چھوڑ دیں کہ اپنے ٹھکانے پہنچ جائے اور اگر حربیوں نے مسلمانوں سے کچھ نہ لیا تو مسلمان بھی کچھ نہ لیں۔(2) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب العاشر، ج٣، ص٢٩٥. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: حربی بچے اور مکاتب سے کچھ نہ لیں گے، مگر جب مسلمانوں کے بچوں اور مکاتب سے حربیوں نے لیا ہو تو مسلمان بھی اُن سے لیں۔(3) "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب العاشر، ج٣، ص٢٩٥. (درمختار)

مسئلہ ۹: ایک بار جب حربی سے لے لیا تو دوبارہ اس سال میں نہ لیں، مگر جب لینے کے بعد دارالحرب کو واپس گیا اور اب پھر دارالحرب سے آیا تو دوبارہ لیں گے۔(4) تنوير الأبصار"، كتاب الزكاة، باب العاشر ج٣ ص٢٩٥. (تنویر الابصار)

مسئلہ ۱۰: حربی دارالاسلام میں آیا اور واپس گیا مگر عاشر کو خبر نہ ہوئی پھر دوبارہ دارالحرب سے آیا تو پہلی مرتبہ کا نہ لیں اور اگر مسلمان یا ذمّی کے آنے اور جانے کی خبر نہ ہوئی اور اب دوبارہ آیا تو پہلی بار کا لیں گے۔(5) "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب العاشر، ج٣، ص٢٩٦. (درمختار)

مسئلہ ۱۱: ماذون(6) (یعنی وہ غلام جسے اس کے مالک نے تجارت کی اجازت دے دی ہو۔) کے ساتھ اگر اس کا مالک بھی ہے اور اس پر اتنا دَین نہیں، جو ذات و مال کو مستغرق(7) (یعنی گھیرے ہوئے) ہو تو عاشر اس سے لے گا۔(8) "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب العاشر، ج٣، ص٢٩٩. (درمختار)

مسئلہ ۱۲: عاشر کے پاس ایسی چیز لے کر گزرا جو جلد خراب ہونے والی ہے، جیسے میوہ، ترکاری، خربزہ، تربز، دودھ وغیرہا، اگرچہ اُن کی قیمت نصاب کی قدر ہو مگر عشر نہ لیا جائے، ہاں اگر وہاں فقرا موجود ہوں تو لے کر فقرا کو بانٹ دے۔(9) المرجع السابق. (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۳: عاشر نے مال زیادہ خیال کر کے زکاۃ لی پھر معلوم ہوا کہ اتنے کا مال نہ تھا تو جتنا زیادہ لیا ہے سال آئندہ میں محسوب ہوگا اور اگر قصداً زیادہ لیا تو یہ زکاۃ میں محسوب نہ ہوگا کہ ظلم ہے۔(1) "الفتاوى الخانية"، كتاب الزكاة، فصل في اداء الزكاة، ص١٢٦. (خانیہ)

کان اور دفینہ کا بیان

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''رکاز

(کان) میں خمس ہے۔" (2) "صحيح مسلم"، كتاب الحدود، باب جرح العجماء والمعدن... إلخ، الحديث: ٤٤٦٥، ص ٩٨١.

مسئلہ ۱: کان سے لوہا، سیسہ، تانبا، پیتل، سونا چاندی نکلے، اس میں خمس (پانچواں حصہ) لیا جائے گا اور باقی پانے والے کا ہے۔ خواہ وہ پانے والا آزاد ہو یا غلام، مسلمان ہو یا ذِمّی، مرد ہو یا عورت، بالغ ہو یا نابالغ، وہ زمین جس سے یہ چیزیں نکلیں عشری ہو یا خراجی۔ (3) "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الخامس في المعادن و الركاز، ج ١، ص ١٨٤. (عالمگیری) یہ اُس صورت میں ہے کہ زمین کسی شخص کی مملوک نہ ہو، مثلاً جنگل ہو یا پہاڑ اور اگر مملوک ہے تو کُل مالکِ زمین کو دیا جائے خمس بھی نہ لیا جائے۔ (4) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب الركاز، ج ٣، ص ٣٠٥. (درمختار)

مسئلہ ۲: فیروزہ و یاقوت و زمرد و دیگر جواہر اور سرمہ، پھٹکری، چونا، موتی میں اور نمک وغیرہ بہنے والی چیزوں میں خمس نہیں۔ (5) المرجع السابق، ص ٣٠١. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: مکان یا دکان میں کان نکلی تو خمس نہ لیا جائے، بلکہ کُل مالک کو دیا جائے۔ (6) "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب الركاز، ج ٣، ص ٣٠٥. (درمختار)

مسئلہ ٤: فیروزہ، یاقوت، زمرّد وغیرہ جواہر سلطنت اسلام سے پیشتر کے دفن تھے اور اب نکلے تو خمس لیا جائے گا یہ مالِ غنیمت ہے۔ (7) المرجع السابق، ص ٣٠٦. (درمختار)

مسئلہ ٥: موتی اور اس کے علاوہ جو کچھ دریا سے نکلے، اگرچہ سونا کہ پانی کی تہ میں تھا، سب پانے والے کا ہے بشرطیکہ اس میں کوئی اسلامی نشانی نہ ہو۔ (8) المرجع السابق. (درمختار)

مسئلہ ٦: جس دفینہ (1) (یعنی دفن کیے ہوا مال۔) میں اسلامی نشانی پائی جائے خواہ وہ نقد ہو یا ہتھیار یا خانہ داری کے سامان وغیرہ، وہ پڑے مال کے حکم میں ہے یعنی مسجدوں، بازاروں میں اس کا اعلان اتنے دنوں تک کرے کہ ظن غالب ہو جائے، اب اس کا تلاش کرنے والا نہ ملے گا پھر مساکین کو دے دے اور خود فقیر ہو تو اپنے صرف میں لائے اور اگر اس میں کفر کی علامت ہو، مثلاً بُت کی تصویر ہو یا کافر بادشاہ کا نام اس پر لکھا ہو، اُس میں سے خمس لیا جائے، باقی پانے والے کو دیا جائے، خواہ اپنی زمین میں پائے یا دوسرے کی زمین میں یا مباح زمین میں۔ (2) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب الركاز، ج ٣، ص ٣٠٧. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: حربی کافر نے دفینہ نکالا تو اُسے کچھ نہ دیا جائے اور جو اُس نے لے لیا ہے واپس لیا جائے، ہاں اگر بادشاہِ اسلام کے حکم سے کھود کر نکالا تو جو ٹھہرا ہے وہ دیں گے۔ (3) "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الخامس في المعادن و الركاز، ج ١، ص ١٨٤. (عالمگیری)

مسئلہ ۸: دفینہ نکالنے میں دو شخصوں نے کام کیا تو خمس کے بعد باقی اُسے دیں گے جس نے پایا، اگرچہ دونوں نے شرکت کے ساتھ کام کیا ہے کہ یہ شرکت فاسدہ ہے اور اگر شرکت کی صورت میں دونوں نے پایا اور یہ نہیں معلوم کہ کتنا کس نے پایا تو نصف نصف کے شریک ہیں اور اس صورت میں اگر ایک نے پایا اور دوسرے نے مدد کی تو وہ پانے والے کا ہے اور مددگار کو کام کی مزدوری دی جائے گی اور اگر دفینہ نکالنے پر مزدور رکھا تو جو برآمد ہوگا مزدور کو ملے گا،

مستاجر کو کچھ نہیں کہ یہ اجارۂ فاسد (4) ہے۔ (5) "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب الرکاز، ج۳، ص۳۰۸. (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: دفینہ میں نہ اسلامی علامت ہے، نہ کفر کی تو زمانۂ کفر کا قرار دیا جائے۔ (6) "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب الخامس في المعادن والرکاز، ج۱، ص۱۸۵. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: صحرائے دارالحرب میں سے جو کچھ نکلا معدنی ہو یا دفینہ اُس میں خمس نہیں، بلکہ کُل پانے والے کو ملے گا اور اگر بہت سے لوگ بطور غلبہ کے نکال لائے تو اس میں خمس لیا جائے گا کہ یہ غنیمت ہے۔ (7) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب الرکاز، ج۳، ص۳۰۹. (درمختار)

مسئلہ ۱۱: مسلمان دارالحرب میں امن لے کر گیا اور وہاں کسی کی مملوک زمین سے خزانہ یا کان نکالی تو مالکِ زمین کو واپس دے اور اگر واپس نہ کیا بلکہ دارالاسلام میں لے آیا تو یہی مالک ہے مگر مِلک خبیث ہے، لہٰذا تصدق کرے اور بیچ ڈالا تو بیع صحیح ہے، مگر خریدار کے لیے بھی خبیث ہے اور اگر امان لے کر نہیں گیا تھا تو یہ مال اس کے لیے حلال ہے، نہ واپس کرے نہ اس میں خمس لیا جائے۔ (1) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب الرکاز، ج۳، ص۳۰۹. (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۲: خمس مساکین کا حق ہے کہ بادشاہِ اسلام اُن پر صرف کرے اور اگر اُس نے بطور خود مساکین کو دے دیا جب بھی جائز ہے، بادشاہِ اسلام کو خبر پہنچے تو اُسے برقرار رکھے اور اُس کے تصرف کو نافذ کر دے اور اگر یہ خود مسکین ہے تو بقدرِ حاجت اپنے صرف میں لاسکتا ہے اور اگر خمس نکالنے کے بعد باقی دوسو درم کی قدر ہے تو خمس اپنے صرف میں نہیں لاسکتا کہ اب یہ فقیر نہیں ہاں اگر مدیُون ہو کہ دَین نکالنے کے بعد دوسو درم کی قدر باقی نہیں رہتا تو خمس اپنے صرف میں لاسکتا ہے اور اگر ماں باپ یا اولاد جو مساکین ہیں، اُن کو خمس دیدے تو یہ بھی جائز ہے۔ (2) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب الرکاز، ج۳، ص۳۱۱. (درمختار، ردالمحتار)

زراعت اور پھلوں کی زکاۃ

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ﴾ (3) پ۸، الانعام: ۱۴۱.

"کھیتی کٹنے کے دن اس کا حق ادا کرو۔"

حدیث ۱: صحیح بخاری شریف میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جس زمین کو آسمان یا چشموں نے سیراب کیا یا عشری ہو یعنی نہر کے پانی سے اسے سیراب کرتے ہوں، اُس میں عشر ہے اور جس زمین کے سیراب کرنے کے لیے جانور پر پانی لاد کر لاتے ہوں، اُس میں نصف عشر (4) "صحیح البخاري"، کتاب الزکاۃ، باب في العشر فیما من ماء السماء... إلخ، الحدیث: ۱۴۸۳، ص۱۱۷.) یعنی بیسواں حصہ۔"

حدیث ۲: ابن نجار انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کہ "ہر اُس شے میں جسے زمین نے نکالا، عشر یا نصف عشر ہے۔" (5) "کنز العمال"، کتاب الزکاۃ، زکاۃ النبات والفواکہ، الحدیث: ۱۵۸۷۳،

مسائل فقہیّہ

زمین تین قسم ہے:

(۱) عشری۔ (۲) خراجی۔ (۳) نہ عشری، نہ خراجی۔

اوّل وسوم دونوں کا حکم ایک ہے یعنی عشر دینا۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی زمینیں خراجی نہ سمجھی جائیں گی، جب تک کسی خاص زمین کی نسبت خراجی ہونا دلیل شرعی سے ثابت نہ ہولے۔ عشری ہونے کی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً مسلمانوں نے فتح کیا اور زمین مجاہدین پر تقسیم ہوگئی یا وہاں کے لوگ خود بخود مسلمان ہوگئے، جنگ کی نوبت نہ آئی یا عشری زمین کے قریب پڑتی تھی، اسے کاشت میں لایا یا اُس پڑتی کو کھیت بنایا جو عشری وخراجی دونوں سے قرب و بعد کی یکساں نسبت رکھتی ہے یا اس کھیت کو عشری پانی سے سیراب کیا یا خراجی وعشری دونوں سے یا مسلمان نے اپنے مکان کو باغ یا کھیت بنالیا اور اسے عشری پانی سے سیراب کرتا ہے۔ یا عشری وخراجی دونوں سے یا عشری زمین کا فرذمّی نے خریدی، مسلمان نے شفعہ میں اُسے لے لیا یا بیع فاسد ہوگئی یا خیار شرط یا خیار رویت کی وجہ سے واپس ہوئی یا خیار عیب (1) (بیع فاسد، خیار شرط، خیار رویت اور خیار عیب کی تفصیلی معلومات کے لیے بہار شریعت حصہ ۱۱، ملاحظہ فرمائیں۔) کی وجہ سے قاضی کے حکم سے واپس ہوئی۔

اور بہت صورتوں میں خراجی ہے مثلاً فتح کر کے وہیں والوں کو احسان کے طور پر واپس دی یا دوسرے کافروں کو دے دی یا وہ ملک صلح کے طور پر فتح کیا گیا یا ذمّی نے مسلمان سے عشری زمین خرید لی یا خراجی زمین مسلمان نے خریدی یا ذمّی نے بادشاہِ اسلام کے حکم سے بنجر کو آباد کیا یا بنجر زمین ذمّی کو دے دی گئی یا اسے مسلمان نے آباد کیا اور وہ خراجی زمین کے پاس تھی یا اسے خراجی پانی سے سیراب کیا۔ خراجی زمین اگرچہ عشری پانی سے سیراب کی جائے، خراجی ہی رہے گی

اور خراجی وعشری دونوں نہ ہوں، مثلاً مسلمانوں نے فتح کر کے اپنے لیے قیامت تک کے لیے باقی رکھی یا اس زمین کے مالک مرگئے اور زمین بیت المال کی مِلک ہوگئی۔

مسئلہ ۱: خراج دو قسم ہے:

(۱) خراج مقاسمہ کہ پیداوار کا کوئی حصہ آدھا یا تہائی یا چوتھائی وغیرہا مقرر ہو، جیسے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہودِ خیبر پر مقرر فرمایا تھا۔ اور

(۲) خراج مؤظف کہ ایک مقدار معیّن لازم کردی جائے خواہ روپے، مثلاً سالانہ دو روپے بیگھہ یا کچھ اور جیسے فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر فرمایا تھا۔

مسئلہ ۲: اگر معلوم ہو کہ سلطنت اسلامیہ میں اتنا خراج مقرر تھا تو وہی دیں، بشرطیکہ خراج مؤظف میں جہاں جہاں فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مقدار منقول ہے، اس پر زیادت نہ ہو اور جہاں منقول نہیں اس میں نصف پیداوار سے زیادہ نہ ہو۔ یوہیں خراج مقاسمہ میں نصف سے زیادت نہ ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ زمین اُتنے دینے کی

طاقت بھی رکھتی ہو۔ (1) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجهاد، باب العشر و الخراج و الجزية، مطلب في خراج المقاسمة، ج٦، ص٢٩٢ ـ ٢٩٤. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: اگر معلوم نہ ہو کہ سلطنتِ اسلام میں کیا مقرر تھا تو جہاں جہاں فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر فرمادیا ہے، وہ دیں اور جہاں مقرر نہ فرمایا ہو نصف دیں۔ (2) "الفتاوى الرضوية" (الجديدة)، ج١٠، ص٢٣٨. (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ٤: فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مقرر فرمایا تھا کہ ہر قسم کے غلّہ میں فی جریب ایک درم اور اُس غلّہ کا ایک صاع اور خربوزے، تربوز کی پالیز اور کھیرے، ککڑی، بیگن وغیرہ ترکاریوں میں فی جریب پانچ درم انگور و خرما کے گھنے باغوں میں جن کے اندر زراعت نہ ہوسکے۔ دس درم پھر زمین کی حیثیت اور اس شخص کی قدرت کا اعتبار ہے، اس کا اعتبار نہیں کہ اُس نے کیا بویا یعنی جو زمین جس چیز کے بونے کے لائق ہے اور یہ شخص اُس کے بونے پر قادر ہے تو اس کے اعتبار سے خراج ادا کرے، مثلاً انگور بوسکتا ہے تو انگور کا خراج دے، اگرچہ گیہوں بوئے اور گیہوں کے قابل ہے تو اس کا خراج ادا کرے اگرچہ جَو بوئے۔ جریب کی مقدار انگریزی گز سے ۳۵ گز طول، ۳۵ گز عرض ہے اور صاع دو سو اٹھاسی روپیہ بھر اور دس درم کے ۹ $\frac{3}{5}$ پائی پانچ درم ۴ ر ۴ $\frac{4}{5}$ پائی اور ایک درم ۴ ر ۵ $\frac{19}{25}$ پائی۔ (3) "الدرالمختار"، كتاب الجهاد، باب العشر و الخراج و الجزية، ج٦، ص٢٩٢. (درمختار)

مسئلہ ۵: جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو، وہاں کے لوگ بطورِ خود فقرا وغیرہ جو مصارفِ خراج ہیں، اُن پر صرف کریں۔

مسئلہ ٦: عشری زمین سے ایسی چیز پیدا ہوئی جس کی زراعت سے مقصود زمین سے منافع حاصل کرنا ہے تو اُس پیداوار کی زکاۃ فرض ہے اور اس زکاۃ کا نام عشر ہے یعنی دسواں حصہ کہ اکثر صورتوں میں دسواں حصہ فرض ہے، اگرچہ بعض صورتوں میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ لیا جائے گا۔ (4) "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السادس في زكاة الزرع والثمار، ج١، ص١٨٥. (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: عشر واجب ہونے کے لیے عاقل، بالغ ہونا شرط نہیں، مجنون اور نابالغ کی زمین میں جو کچھ پیدا ہوا اس میں بھی عشر واجب ہے۔ (5) المرجع السابق. وغيره (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۸: خوشی سے عشر نہ دے تو بادشاہِ اسلام جبراً لے سکتا ہے اور اس صورت میں بھی عشر ادا ہو جائے گا، مگر ثواب کا مستحق نہیں اور خوشی سے ادا کرے تو ثواب کا مستحق ہے۔ (1) "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السادس في زكاة الزرع والثمار، ج١، ص١٨٥. وغيره (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۹: جس پر عشر واجب ہوا، اُس کا انتقال ہوگیا اور پیداوار موجود ہے تو اس میں سے عشر لیا جائے گا۔ (2) المرجع السابق. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: عشر میں سال گزرنا بھی شرط نہیں، بلکہ سال میں چند بار ایک کھیت میں زراعت ہوئی تو ہر بار عشر واجب ہے۔ (3) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب العشر، ج٣، ص٣١٣. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: اس میں نصاب بھی شرط نہیں، ایک صاع بھی پیداوار ہو تو عشر واجب ہے اور یہ شرط بھی نہیں کہ وہ چیز باقی رہنے والی ہو اور یہ شرط بھی نہیں کہ کاشتکار زمین کا مالک ہو یہاں تک کہ مکاتب وماذون نے کاشت کی تو اس پیداوار پر بھی عشر واجب ہے، بلکہ وقفی زمین میں زراعت ہوئی تو اس پر بھی عشر واجب ہے، خواہ زراعت کرنے والے اہلِ وقف ہوں یا اُجرت پر کاشت کی۔ (4) المرجع السابق. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: جو چیزیں ایسی ہوں کہ اُن کی پیداوار سے زمین کے منافع حاصل کرنا مقصود نہ ہو اُن میں عشر نہیں، جیسے ایندھن، گھاس، نرکل، سینٹھا، جھاؤ، کھجور کے پتے، خطمی، کپاس، بینگن کا درخت، خربزہ، تربز، کھیرا، ککڑی کے بیج۔ یوہیں ہر قسم کی ترکاریوں کے بیج کہ اُن کی کھیتی سے ترکاریاں مقصود ہوتی ہیں، بیج مقصود نہیں ہوتے۔ یوہیں جو بیج دوا ہیں مثلاً کندر، میتھی، کلونجی اور اگر نرکل، گھاس، بید، جھاؤ وغیرہ سے زمین کے منافع حاصل کرنا مقصود ہو اور زمین ان کے لیے خالی چھوڑ دی تو اُن میں بھی عشر واجب ہے۔ (5) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب العشر، ج۳، ص۳۱۵. وغیرهما (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۳: جو کھیت بارش یا نہر نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے، اس میں عُشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے اور جس کی آبپاشی چرسے (6) (یعنی چمڑے کا بڑا ڈول۔) یا ڈول سے ہو، اس میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب اور پانی خرید کر آبپاشی ہو یعنی وہ پانی کسی کی مِلک ہے، اُس سے خرید کر آبپاشی کی جب بھی نصف عشر واجب ہے اور اگر وہ کھیت کچھ دنوں مینھ کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور کچھ دنوں ڈول چرسے سے تو اگر اکثر مینھ (1) (بارش۔) کے پانی سے کام لیا جاتا ہے اور کبھی کبھی ڈول چرسے سے تو عشر واجب ہے، ورنہ نصف عشر۔ (2) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب العشر، ج۳، ص۳۱۳ ـ ۳۱۶. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: عشری زمین یا پہاڑ یا جنگل میں شہد ہوا، اس پر عشر واجب ہے۔ یوہیں پہاڑ اور جنگل کے پھلوں میں بھی عشر واجب ہے، بشرطیکہ بادشاہِ اسلام نے حربیوں اور ڈاکوؤں اور باغیوں سے اُن کی حفاظت کی ہو، ورنہ کچھ نہیں۔ (3) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب العشر، ج۳، ص۳۱۱ ـ ۳۱۳. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: گیہوں، جَو، جوار، باجرا، دھان (4) (چاول۔) اور ہر قسم کے غلّے اور السی، کسم، اخروٹ، بادام اور ہر قسم کے میوے، روئی، پھول، گنا، خربزہ، تربز، کھیرا، ککڑی، بینگن اور ہر قسم کی ترکاری سب میں عشر واجب ہے (5) تھوڑا پیدا ہو یا زیادہ۔ (6) مثلاً دس مَن میں ایک مَن، دس سیر میں ایک سیر یا دس پھل میں ایک پھل۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: جس چیز میں عشر یا نصف عشر واجب ہوا اس میں کُل پیداوار کا عشر یا نصف عشر لیا جائے گا، یہ نہیں ہوسکتا کہ مصارف زراعت، ہل بیل، حفاظت کرنے والے اور کام کرنے والوں کی اُجرت یا بیج وغیرہ نکال کر باقی کا عشر یا نصف عشر دیا جائے۔ (7) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب العشر، مطلب مهم: في حكم اراضي مصر... إلخ، ج۳، ص۳۱۷. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: عشر صرف مسلمانوں سے لیا جائے گا، یہاں تک کہ عشری زمین مسلمان سے ذمّی نے خرید لی اور قبضہ

بھی کرلیا تو اب ذمّی سے عشر نہیں لیا جائے گا بلکہ خراج لیا جائے گا اور مسلمان نے ذمّی سے خراجی زمین خریدی تو یہ خراجی ہی رہے گی۔ اُس مسلمان سے اس زمین کا عشر نہ لیں گے بلکہ خراج لیا جائے۔ (8) المرجع السابق، ص٣١٨. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: ذمّی نے مسلمان سے عشری زمین خریدی پھر کسی مسلمان نے شفعہ میں وہ زمین لے لی یا کسی وجہ سے بیع فاسد ہوگئی تھی اور بائع کے پاس واپس ہوئی یا بائع کو خیار شرط تھا یا کسی کو خیار رویت تھا اس وجہ سے واپس ہوئی یا مشتری کو خیار عیب تھا اور حکم قاضی سے واپس ہوئی، ان سب صورتوں میں پھر عشری ہی ہے اور اگر خیار عیب میں بغیر حکم قاضی واپس ہوئی تو اب خراجی ہی رہے گی۔ (1) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب العشر، مطلب مھم: في حکم اراضي مصر... إلخ، ج٣، ص٣١٨. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: مسلمان نے اپنے گھر کو باغ بنالیا، اگر اس میں عشری پانی دیتا ہے تو عشری ہے اور خراجی پانی دیتا ہے تو خراجی اور دونوں قسم کے پانی دیتا ہے، جب بھی عشری اور ذمّی نے اپنے گھر کو باغ بنایا تو مطلقاً خراج لیں گے۔ آسمان اور کوئیں اور چشمہ اور دریا کا پانی عشری ہے اور جو نہر عجمیوں نے کھودی اس کا پانی خراجی ہے۔ کافروں نے کوآں کھودا تھا اور اب مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا یا خراجی زمین میں کھودا گیا وہ بھی خراجی ہے۔ (2) المرجع السابق، ص٣١٩، و "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السادس في زکاۃ الزرع والثمار، ج١، ص١٨٦. (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: مکان یا مقبرہ میں جو پیداوار ہو، اُس میں نہ عشر ہے نہ خراج۔ (3) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب العشر، ج٣، ص٣٢٠ (درمختار)

مسئلہ ۲۱: زفت اور لفظ کے چشمے عشری زمین میں ہوں یا خراجی میں اُن میں کچھ نہیں لیا جائے گا، البتہ اگر خراجی زمین میں ہوں اور آس پاس کی زمین قابل زراعت ہو تو اس زمین کا خراج لیا جائے گا، چشمہ کا نہیں اور عشری زمین میں ہوں تو جب تک آس پاس کی زمین میں زراعت نہ ہو کچھ نہیں لیا جائے گا، فقط قابلِ زراعت ہونا کافی نہیں۔ (4) المرجع السابق، ص٣٢١. (درمختار)

مسئلہ ۲۲: جو چیز زمین کی تابع ہو، جیسے درخت اور جو چیز درخت سے نکلے جیسے گوند اس میں عشر نہیں۔ (5) "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السادس في زکاۃ الزرع والثمار، ج١، ص١٨٦. (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: عشر اس وقت لیا جائے جب پھل نکل آئیں اور کام کے قابل ہو جائیں اور فساد کا اندیشہ جاتا رہے، اگرچہ ابھی توڑنے کے لائق نہ ہوئے ہوں۔ (6) "الجوھرۃ النیرۃ"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الزروع و الثمار، ص١٦٢. (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۲۴: خراج ادا کرنے سے پیشتر اُس کی آمدنی کھانا حلال نہیں۔ یوہیں عشر ادا کرنے سے پیشتر مالک کو کھانا حلال نہیں، کھائے گا تو ضمان دے گا۔ یوہیں اگر دوسرے کو کھلایا تو اتنے کے عشر کا تاوان دے اور اگر یہ ارادہ ہے کہ کُل کا عشر ادا کردے گا تو کھانا حلال ہے۔ (7) "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السادس في زکاۃ الزرع والثمار، ج١، ص١٨٧ و

"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب العشر، مطلب مهم: في حكم اراضي مصر... إلخ، ج٣، ص ٣٢١ . (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵ : بادشاہِ اسلام کو اختیار ہے کہ خراج لینے کے لیے غلّہ کو روک لے مالک کو تصرف نہ کرنے دے اور اس نے کئی سال کا خراج نہ دیا ہو اور عاجز ہو تو اگلی برسوں کا معاف ہے اور عاجز نہ ہو تو لیں گے۔ (1) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب العشر، مطلب مهم: في حكم اراضي مصر... إلخ، ج٣، ص٣٢٢. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: زراعت پر قادر ہے اور بویا نہیں تو خراج واجب ہے اور عشر جب تک کاشت نہ کرے اور پیداوار نہ ہو واجب نہیں۔ (2) "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب العشر، ج٣، ص٣٢٣. (درمختار)

مسئلہ ۲۷: کھیت بویا مگر پیداوار ماری گئی مثلاً کھیتی ڈوب گئی یا جل گئی یا ٹیری کھا گئی یا پالے اور لُو سے جاتی رہی تو عشر و خراج دونوں ساقط ہیں، جب کہ کُل جاتی رہی اور اگر کچھ باقی ہے تو اس باقی کا عشر لیں گے اور اگر چوپائے کھا گئے تو ساقط نہیں اور ساقط ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ اس کے بعد اس سال کے اندر اس میں دوسری زراعت طیار نہ ہو سکے اور یہ بھی شرط ہے کہ توڑنے یا کاٹنے سے پہلے ہلاک ہو ورنہ ساقط نہیں۔ (3) "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب العشر، مطلب مهم: في حكم اراضي مصر... إلخ، ج٣، ص٣٢٣. (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: خراجی زمین کسی نے غصب کی اور غصب سے انکار کرتا ہے اور مالک کے پاس گواہ بھی نہیں، تو اگر کاشت کرے خراج غاصب پر ہوگا۔ (4) "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب العشر، ج٣، ص٣٢٣. (درمختار)

مسئلہ ۲۹: بیع وفا یعنی جس بیع میں یہ شرط ہو کہ بائع جب ثمن مشتری کو واپس دے گا تو مشتری مبیع پھیر دے گا تو جب خراجی زمین اس طور پر کسی کے ہاتھ بیچے اور بائع کے قبضہ میں زمین ہے تو خراج بائع پر اور مشتری کے قبضہ میں ہو اور مشتری نے بویا بھی تو خراج مشتری پر۔ (5) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب العشر، مطلب مهم: في حكم اراضي مصر... إلخ، ج٣، ص٣٢٤. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: طیار ہونے سے پیشتر زراعت بیچ ڈالی تو عشر مشتری پر ہے، اگرچہ مشتری نے یہ شرط لگائی کہ پکنے تک زراعت کاٹی نہ جائے بلکہ کھیت میں رہے اور بیچنے کے وقت زراعت طیار تھی تو عشر بائع پر ہے اور اگر زمین و زراعت دونوں یا صرف زمین بیچی اور اس صورت میں سال پورا ہونے میں اتنا زمانہ باقی ہے کہ زراعت ہو سکے، تو خراج مشتری پر ہے ورنہ بائع پر۔ (6) المرجع السابق. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: عشری زمین عاریۃً دی تو عشر کاشتکار پر ہے مالک پر نہیں اور کافر کو عاریت دی تو مالک پر عشر ہے۔ (1) "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السادس في زكاة الزرع والثمار، ج١، ص١٨٧. (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۳۲: عشری زمین بٹائی پر دی تو عشر دونوں پر ہے اور خراجی زمین بٹائی پر دی تو خراج مالک پر ہے۔ (2)

"ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب العشر، مطلب: هل يجب العشرعلى المزارعين في الاراضي السلطانية، ج٣، ص٣٢٧ ـ ٣٢٨.

(ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: زمین جو زراعت کے لیے نقدی پر دی جاتی ہے، امام کے نزدیک اُس کا عشر زمیندار پر ہے اور صاحبین (3)(فقہ حنفی میں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو کہتے ہیں۔) کے نزدیک کاشتکار پر اور علامہ شامی نے یہ تحقیق فرمائی کہ حالت زمانہ کے اعتبار سے اب قول صاحبین پر عمل ہے۔ (4) "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب العشر، مطلب مھم: في حکم اراضي مصر وشام السلطانیۃ، ج۳، ص۳۲۵.

مسئلہ ۳۴: گورنمنٹ کو جو مالگذاری دی جاتی ہے، اس سے خراج شرعی نہیں ادا ہوتا بلکہ وہ مالک کے ذمہ ہے اُس کا ادا کرنا ضروری اور خراج کا مصرف صرف لشکر اسلام نہیں، بلکہ تمام مصالح عامۂ مسلمین ہیں جن میں تعمیر مسجد و خرچ مسجد و وظیفۂ امام و مؤذن و تنخواہ مدرسینِ علمِ دین و خبر گیری طلبۂ علمِ دین و خدمتِ علمائے اہلسنت حامیانِ دین جو وعظ کہتے ہیں اور علمِ دین کی تعلیم کرتے اور فتوے کے کام میں مشغول رہتے ہوں اور پُل و سرا بنانے میں بھی صرف کیا جا سکتا ہے۔ (5) "الفتاوی الرضویۃ" (الجدیدۃ)، کتاب الزکاۃ، رسالہ افصح البیان، ج۱۰، ص۲۲۳. (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۳۵: عشر لینے سے پہلے غلّہ بیچ ڈالا تو مصدق کو اختیار ہے کہ عشر مشتری سے لے یا بائع سے اور اگر جتنی قیمت ہونی چاہیے اُس سے زیادہ پر بیچا تو مصدق کو اختیار ہے کہ غلّہ کا عشر لے یا ثمن کا عشر اور اگر کم قیمت پر بیچا اور اتنی کمی ہے کہ لوگ اتنے نقصان پر نہیں بیچتے تو غلّہ ہی کا عشر لے گا اور وہ غلّہ نہ رہا تو اُس کا عشر قرار دے کر بائع سے لیں یا اُس کی واجبی قیمت۔ (6) "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السادس في زکاۃ الزرع والثمار، ج۱، ص۱۸۷. (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: انگور بیچ ڈالے تو ثمن کا عشر لے اور شیرہ کر کے بیچا تو اسکی قیمت کا عشر لے۔ (7) "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السادس في زکاۃ الزرع والثمار، ج۱، ص۱۸۷. (عالمگیری)

مال زکاۃ کن لوگوں پر صرف کیا جائے

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْعٰمِلِیْنَ عَلَیْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِیْنَ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ؕ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ۝ ﴾ (1) پ۱۰، التوبۃ: ۶۰.

''صدقات فقرا و مساکین کے لیے ہیں اور انکے لیے جو اس کام پر مقرر ہیں اور وہ جن کے قلوب کی تالیف مقصود ہے اور گردن چھڑانے میں اور تاوان والے کے لیے اور اللہ (عزوجل) کی راہ میں اور مسافر کے لیے، یہ اللہ (عزوجل) کی طرف سے مقرر کرنا ہے اور اللہ (عزوجل) علم و حکمت والا ہے۔''

حدیث ۱: سنن ابی داود میں زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''اللہ تعالیٰ نے صدقات کو نبی یا کسی اور کے حکم پر نہیں رکھا بلکہ اُس نے خود اس کا حکم بیان فرمایا اور اُس کے آٹھ حصے کیے۔'' (2) "سنن أبي داود"، کتاب الزکاۃ، باب یعطی من الصدقۃ وحدالغنی، الحدیث: ۱۶۳۰، ص۱۳۴۴.

حدیث ۲: امام احمد و ابوداود و حاکم ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''غنی کے لیے صدقہ حلال نہیں مگر پانچ شخص کے لیے:

(۱) اللہ (عزوجل) کی راہ میں جہاد کرنے والا یا

(۲) صدقہ پر عامل یا

(۳) تاوان والے کے لیے یا

(۴) جس نے اپنے مال سے خرید لیا ہو یا

(۵) مسکین کو صدقہ دیا گیا اور اس مسکین نے اپنے پڑوسی مالدار کو ہدیہ کیا۔" (3)("المستدرك" للحاكم، كتاب الزكاة، باب مقدار الغنى الذي يحرم السؤال، الحديث: ۱۵۲۰، ج۲، ص۲۹.)اور احمد و بیہقی کی دوسری روایت میں مسافر کے لیے بھی جواز آیا ہے۔ (4) انظر: "السنن الكبرى" للبيهقي، كتاب قسم الصدقات، باب العامل على الصدقة يأخذ منها بقدر عمله... إلخ، الحديث: ۱۳۱۶۷، ج۷، ص۲۳.

حدیث ۳: بیہقی نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ فرمایا: "صدقہ مفروضہ میں اولاد اور والد کا حق نہیں۔" (1) "السنن الكبرى"، كتاب قسم الصدقات باب المرأة تصرف من زكاتها في زوجها، الحديث: ۱۳۲۲۹، ج۷، ص۴۵.

حدیث ۴: طبرانی کبیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "اے بنی ہاشم! تم اپنے نفس پر صبر کرو کہ صدقات آدمیوں کے دھوون ہیں۔" (2) "المعجم الكبير"، الحديث: ۱۲۹۸۰، ج۱۲، ص۱۸۲.

حدیث ۵ تا ۷: امام احمد و مسلم مطلب بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: آلِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے صدقہ جائز نہیں کہ یہ تو آدمیوں کے مَیل ہیں۔" (3) "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب ترك استعمال آل النبي على الصدقة، الحديث: ۲۴۸۱، ص۸۴۸.

اور ابن سعد کی روایت امام حسن مجتبےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور میری اہلِ بیت پر صدقہ حرام فرمادیا۔" (4) طبقات الكبرى، ج۱، ص۲۹۷

اور ترمذی و نسائی و حاکم کی روایت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں اور جس قوم کا آزاد کردہ غلام ہو، وہ انھیں میں سے ہے۔" (5) "جامع الترمذي"، أبواب الزكاة، باب ماجاء في كراهية الصدقة للنبي صلى الله عليه وسلم وأهل بيته ومواليه، الحديث: ۶۵۷، ص۱۷۱۱.

حدیث ۸: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدقہ کا خرما لے کر منھ میں رکھ لیا۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "چھی چھی کہ اُسے پھینک دیں، پھر فرمایا: کیا تمھیں نہیں معلوم کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔" (6) "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب مايذكر في الصدقة للنبي صلى الله عليه وسلم وآله، الحديث: ۱۴۹۱، ص۱۱۸. طہمان و بہز بن حکیم و براء و زید بن ارقم و عمرو بن خارجہ و سلمان و عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ و میمون و کیسان و ہرمز و خارجہ بن عمرو و مغیرہ و انس وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی روایتیں ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اہلِ بیت کے لیے صدقات ناجائز ہیں۔ (7) انظر: "كنز العمال"، كتاب الزكاة، ج۶، ص۱۹۵ ـ ۱۹۶.

مسئلہ ۱: زکاۃ کے مصارف سات ہیں:

(۱) فقیر

(۲) مسکین

(۳) عامل

(۴) رقاب

(۵) غارم

(۶) فی سبیل اللہ

(۷) ابن سبیل۔ (1) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص ۳۳۳ ۔ ۳۴۰.

مسئلہ ۲: فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر نہ اتنا کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کی قدر ہو تو اُس کی حاجتِ اصلیہ میں مستغرق ہو، مثلاً رہنے کا مکان پہننے کے کپڑے خدمت کے لیے لونڈی غلام، علمی شغل رکھنے والے کو دینی کتابیں جو اس کی ضرورت سے زیادہ نہ ہوں جس کا بیان گزرا۔ یوہیں اگر مدیُون ہے اور دَین نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے، تو فقیر ہے اگرچہ اُس کے پاس ایک تو کیا کئی نصابیں ہوں۔ (2) "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص۳۳۳. وغیرہ (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۳: فقیر اگر عالم ہو تو اُسے دینا جاہل کو دینے سے افضل ہے۔ (3) "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج۱، ص۱۸۷. (عالمگیری) مگر عالم کو دے تو اس کا لحاظ رکھے کہ اس کا اعزاز مدِّ نظر ہو، ادب کے ساتھ دے جیسے چھوٹے بڑوں کو نذر دیتے ہیں اور معاذ اللہ عالمِ دین کی حقارت اگر قلب میں آئی تو یہ ہلاکت اور بہت سخت ہلاکت ہے۔

مسئلہ ٤: مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لیے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور اسے سوال حلال ہے، فقیر کو سوال ناجائز کہ جس کے پاس کھانے اور بدن چھپانے کو ہو اُسے بغیر ضرورت و مجبوری سوال حرام ہے۔ (4) المرجع السابق، ص۱۸۷ ۔ ۱۸۸. (عالمگیری)

مسئلہ ٥: عامل وہ ہے جسے بادشاہِ اسلام نے زکاۃ اور عشر وصول کرنے کے لیے مقرر کیا، اسے کام کے لحاظ سے اتنا دیا جائے کہ اُس کو اور اُس کے مددگاروں کا متوسط (5) (درمیانہ) طور پر کافی ہو، مگر اتنا نہ دیا جائے کہ جو وصول کر لایا ہے اس کے نصف سے زیادہ ہو جائے۔ (6) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص۳۳٤ ۔ ۳۳٦. وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ٦: عامل اگرچہ غنی ہو اپنے کام کی اُجرت لے سکتا ہے اور ہاشمی ہو تو اس کو مالِ زکاۃ میں سے دینا بھی ناجائز اور اُسے لینا بھی ناجائز ہاں اگر کسی اور مد سے دیں تو لینے میں بھی حرج نہیں۔ (1) الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج۱، ص۱۸۸. (عالمگیری)

مسئلہ ۷: زکاۃ کا مال عامل کے پاس سے جاتا رہا تو اب اسے کچھ نہ ملے گا، مگر دینے والوں کی زکاتیں ادا ہوگئیں۔ (2) "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص۳۳٤. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: کوئی شخص اپنے مال کی زکاۃ خود لے کر بیت المال میں دے آیا تو اُس کا معاوضہ عامل نہیں پائے گا۔ (3) "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع في المصارف، ج۱، ص۱۸۸. (عالمگیری)

مسئلہ ۹: وقت سے پہلے معاوضہ لے لیا یا قاضی نے دے دیا یہ جائز ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ پہلے نہ دیں اور اگر پہلے لے لیا اور وصول کیا ہوا مال ہلاک ہوگیا تو ظاہر یہ کہ واپس نہ لیں گے۔ (4) "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص۳۳٦. (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: رقاب سے مراد مکاتب غلام کو دینا کہ اس مالِ زکاۃ سے بدلِ کتابت ادا کرے اور غلامی سے اپنی گردن رہا کرے۔ (5) "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع في المصارف، ج۱، ص۱۸۸ (عامۂ کتب)

مسئلہ ۱۱: غنی کے مکاتب کو بھی مالِ زکاۃ دے سکتے ہیں اگرچہ معلوم ہے کہ یہ غنی کا مکاتب ہے۔ مکاتب پورا بدلِ کتابت ادا کرنے سے عاجز ہوگیا اور پھر بدستور غلام ہوگیا تو جو کچھ اُس نے مالِ زکاۃ لیا ہے، اس کو مولیٰ تصرف میں لاسکتا ہے اگرچہ غنی ہو۔ (6) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص۳۳۷. وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۲: مکاتب کو جو زکاۃ دی گئی وہ غلامی سے رہائی کے لیے ہے، مگر اب اسے اختیار ہے دیگر مصارف میں بھی خرچ کرسکتا ہے، اگر مکاتب کے پاس بقدرِ نصاب مال ہے اور بدلِ کتابت سے بھی زیادہ ہے، جب بھی زکاۃ دے سکتے ہیں مگر ہاشمی کے مکاتب کو زکاۃ نہیں دے سکتے۔ (7) "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع في المصارف، ج۱، ص۱۸۸. و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص۳۳۷. (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: غارم سے مُراد مدیُون ہے یعنی اس پر اتنا دَین ہو کہ اُسے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے، اگرچہ اس کا اَوروں پر باقی ہو مگر لینے پر قادر نہ ہو، مگر شرط یہ ہے کہ مدیُون ہاشمی نہ ہو۔ (1) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص۳۳۹. وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱٤: فی سبیل اللہ یعنی راہِ خدا میں خرچ کرنا اس کی چند صورتیں ہیں، مثلاً کوئی شخص محتاج ہے کہ جہاد میں جانا چاہتا ہے، سواری اور زادِراہ اُس کے پاس نہیں تو اُسے مالِ زکاۃ دے سکتے ہیں کہ یہ راہِ خدا میں دینا ہے اگرچہ وہ کمانے پر قادر ہو یا کوئی حج کو جانا چاہتا ہے اور اُس کے پاس مال نہیں اُس کو زکاۃ دے سکتے ہیں، مگر اس کو حج کے لیے سوال کرنا جائز نہیں۔

یا طالب علم کہ علمِ دین پڑھتا یا پڑھنا چاہتا ہے، اسے دے سکتے ہیں کہ یہ بھی راہِ خدا میں دینا ہے بلکہ طالبعلم سوال کرکے بھی مالِ زکاۃ لے سکتا ہے، جب کہ اُس نے اپنے آپ کو اسی کام کے لیے فارغ کر رکھا ہو اگرچہ کسب پر قادر ہو۔ یوہیں ہر نیک بات میں زکاۃ صَرف کرنا فی سبیل اللہ ہے، جب کہ بطور تملیک (2) (یعنی جس کو دے، اسے مالک بنادے) ہو کہ بغیر تملیک زکاۃ ادا نہیں ہوسکتی۔ (3) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص۳۳۹. وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۵: بہت سے لوگ مالِ زکاۃ اسلامی مدارس میں بھیج دیتے ہیں ان کو چاہیے کہ متولّی مدرسہ کو اطلاع دیں کہ یہ مالِ زکاۃ ہے تاکہ متولّی اس مال کو جُدا رکھے اور مال میں نہ ملائے اور غریب طلبہ پر صَرف کرے، کسی کام کی اُجرت میں نہ دے ورنہ زکاۃ ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ ۱۶: ابن السّبیل یعنی مسافر جس کے پاس مال نہ رہا زکاۃ لے سکتا ہے، اگرچہ اُس کے گھر مال موجود ہو مگر اُسی قدر لے جس سے حاجت پوری ہو جائے، زیادہ کی اجازت نہیں۔ یوہیں اگر مالک نصاب کا مال کسی میعاد تک کے لیے دوسرے پر دَین ہے اور ہنوز میعاد پوری نہ ہوئی اور اب اُسے ضرورت ہے یا جس پر اُس کا آتا ہے وہ یہاں موجود نہیں یا موجود ہے مگر نادار ہے یا دَین سے منکر ہے، اگرچہ یہ ثبوت رکھتا ہو تو ان سب صورتوں میں بقدرِ ضرورت زکاۃ لے سکتا ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ قرض ملے تو قرض لے کر کام چلائے۔ (4) "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج ۱، ص ۱۸۸. و "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج ۳، ص ۳٤٠. (عالمگیری، درمختار) اور اگر دَین معجّل ہے یا میعاد پوری ہوگئی اور مدیُون غنی حاضر ہے اور اقرار بھی کرتا ہے تو زکاۃ نہیں لے سکتا، کہ اُس سے لے کر اپنی ضرورت میں صَرف کرسکتا ہے لہٰذا حاجت مند نہ ہوا۔ اور یاد رکھنا چاہیے کہ قرض جسے عرف میں لوگ دستگرداں کہتے ہیں، شرعاً ہمیشہ معجّل ہوتا ہے کہ جب چاہے اس کا مطالبہ کرسکتا ہے، اگرچہ ہزار عہد و پیمان و وثیقہ و تمسک کے ذریعہ سے اس میں میعاد مقرر کی ہو کہ اتنی مدت کے بعد دیا جائے گا، اگرچہ یہ لکھ دیا ہو کہ اُس میعاد سے پہلے مطالبہ کا اختیار نہ ہوگا اگر مطالبہ کرے تو باطل و نامسموع ہوگا کہ سب شرطیں باطل ہیں اور قرض دینے والے کو ہر وقت مطالبہ کا اختیار ہے۔ (1)

(درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۷: مسافر یا اس مالکِ نصاب نے جس کا اپنا مال دوسرے پر دَین ہے، بوقتِ ضرورت مالِ زکاۃ بقدرِ ضرورت لیا پھر اپنا مال مِل گیا مثلاً مسافر گھر پہنچ گیا یا مالکِ نصاب کا دَین وصول ہوگیا، تو جو کچھ زکاۃ میں کا باقی ہے اب بھی اپنے صَرف میں لاسکتا ہے۔ (2) "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج ۳، ص ۳٤٠. (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: زکاۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ ان ساتوں قسموں کو دے یا ان میں کسی ایک کو دیدے، خواہ ایک قسم کے چند اشخاص کو یا ایک کو اور مالِ زکاۃ اگر بقدرِ نصاب نہ ہو تو ایک کو دینا افضل ہے اور ایک شخص کو بقدرِ نصاب دے دینا مکروہ، مگر دے دیا تو ادا ہوگئی۔ ایک شخص کو بقدرِ نصاب دینا مکروہ اُس وقت ہے کہ وہ فقیر مدیُون نہ ہو اور مدیُون ہو تو اتنا دے دینا کہ دَین نکال کر کچھ نہ بچے یا نصاب سے کم بچے مکروہ نہیں۔ یوہیں اگر وہ فقیر بال بچوں والا ہے کہ اگرچہ نصاب یا زیادہ ہے، مگر اہل و عیال پر تقسیم کریں تو سب کو نصاب سے کم ملتا ہے تو اس صورت میں بھی حرج نہیں۔ (3) "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج ۱، ص ۱۸۸. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: زکاۃ ادا کرنے میں یہ ضرور ہے کہ جسے دیں مالک بنادیں، اباحت کافی نہیں، لہٰذا مالِ زکاۃ مسجد میں صَرف کرنا یا اُس سے میّت کو کفن دینا یا میّت کا دَین ادا کرنا یا غلام آزاد کرنا، پُل، سرا، سقایہ، سڑک بنوا دینا، نہر یا کوآں کھدوا دینا ان افعال میں خرچ کرنا یا کتاب وغیرہ کوئی چیز خرید کر وقف کردینا ناکافی ہے۔ (4) "الفتاوى الهندية"، كتاب

الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج۱، ص۱۸۸و "تنویر الأبصار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص ۳٤۱ ـ ۳٤۳. . (جوہرہ، تنویر، عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: فقیر پر دَین ہے اس کے کہنے سے مالِ زکاۃ سے وہ دَین ادا کیا گیا زکاۃ ادا ہوگئی اور اگر اُس کے حکم سے نہ ہو تو زکاۃ ادا نہ ہوئی اور اگر فقیر نے اجازت دی مگر ادا سے پہلے مرگیا، تو یہ دَین اگر مالِ زکاۃ سے ادا کریں زکاۃ ادا نہ ہوگی۔ (5) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص۳٤٦. (درمختار) ان چیزوں میں مالِ زکاۃ صَرف کرنے کا حیلہ ہم بیان کر چکے، اگر حیلہ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۱: (۱) اپنی اصل یعنی ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی وغیرہم جن کی اولاد میں یہ ہے (۲) اور اپنی اولاد بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسا نواسی وغیرہم کو زکاۃ نہیں دے سکتا۔ یوہیں صدقۂ فطر و نذر و کفارہ بھی انھیں نہیں دے سکتا۔ رہا صدقۂ نفل وہ دے سکتا ہے بلکہ بہتر ہے۔ (1) "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص۳٤٤. وغیرہ (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۲۲: زنا کا بچہ جو اُس کے نطفہ سے ہو یا وہ بچہ کہ اُس کی منکوحہ سے زمانۂ نکاح میں پیدا ہوا، مگر یہ کہہ چکا کہ میرا نہیں انھیں نہیں دے سکتا۔ (2) "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص۳٤٤. (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: بہو اور داماد اور سوتیلی ماں یا سوتیلے باپ یا زوجہ کی اولاد یا شوہر کی اولاد کو دے سکتا ہے اور رشتہ داروں میں جس کا نفقہ (3) (یعنی روٹی کپڑے وغیرہ کا خرچ۔) اُس کے ذمہ واجب ہے، اُسے زکاۃ دے سکتا ہے جب کہ نفقہ میں محسوب نہ کرے۔ (4) "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص۳٤٤. (ردالمحتار)

مسئلہ ۲٤: ماں باپ محتاج ہوں اور حیلہ کر کے زکاۃ دینا چاہتا ہے کہ یہ فقیر کو دے دے پھر فقیر انھیں دے یہ مکروہ ہے۔ (5) المرجع السابق. (ردالمحتار) یوہیں حیلہ کر کے اپنی اولاد کو دینا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۵: (۳) اپنے یا اپنی اصل یا اپنی فرع یا اپنے زوج یا اپنی زوجہ کے غلام یا مکاتب (6) (یعنی آقا اپنے غلام سے مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہہ دے کہ اتنا ادا کردے تو آزاد ہے اور غلام اس کو قبول بھی کرلے۔) یا مدبّر (7) (یعنی وہ غلام جس کی نسبت مولیٰ نے کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔) یا ام ولد (8) (یعنی وہ لونڈی جس کے بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے۔ نوٹ: ان کی تفصیلی معلومات کے لئے بہارِ شریعت حصہ ۹ میں مدبّر، مکاتب اور ام ولد کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔) یا اُس غلام کو جس کے کسی جُز کا یہ مالک ہو، اگرچہ بعض حصہ آزاد ہو چکا ہو زکاۃ نہیں دے سکتا۔ (9) "الفتاوی الهندية"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع في المصارف، ج۱، ص۱۸۹. (عالمگیری)

مسئلہ ۲٦: (٤) عورت شوہر کو (۵) اور شوہر عورت کو زکاۃ نہیں دے سکتا، اگرچہ طلاق بائن بلکہ تین طلاقیں دے چکا ہو، جب تک عدّت میں ہے اور عدّت پوری ہوگئی تو اب دے سکتا ہے۔ (10) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص۳٤٥ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: (٦) جو شخص مالکِ نصاب ہو (جبکہ وہ چیز حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو یعنی مکان، سامان خانہ داری، پہننے کے کپڑے، خادم، سواری کا جانور، ہتھیار، اہلِ علم کے لیے کتابیں جو اس کے کام میں ہوں کہ یہ سب حاجتِ اصلیہ

سے ہیں اور وہ چیز ان کے علاوہ ہو، اگر چہ اس پر سال نہ گزرا ہو اگر چہ وہ مال نامی نہ ہو) ایسے کو زکاۃ دینا جائز نہیں۔

اور نصاب سے مراد یہاں یہ ہے کہ اُس کی قیمت دوسو ۲۰۰ درم ہو، اگر چہ وہ خود اتنی نہ ہو کہ اُس پر زکاۃ واجب ہو مثلاً چھ تولے سونا جب دوسو ۲۰۰ درم قیمت کا ہو تو جس کے پاس ہے اگر چہ اُس پر زکاۃ واجب نہیں کہ سونے کی نصاب ساڑھے سات تولے ہے مگر اس شخص کو زکاۃ نہیں دے سکتے یا اس کے پاس تیس بکریاں یا بیس گائیں ہوں جن کی قیمت دوسو ۲۰۰ درم ہے اسے زکاۃ نہیں دے سکتا، اگر چہ اس پر زکاۃ واجب نہیں یا اُس کے پاس ضرورت کے سوا اسباب ہیں جو تجارت کے لیے بھی نہیں اور وہ دوسو ۲۰۰ درم کے ہیں تو اسے زکاۃ نہیں دے سکتے۔ (1) "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، مطلب في حوائج الأصلية، ج۳، ص۳٤٦. (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: صحیح تندرست کو زکاۃ دے سکتے ہیں، اگر چہ کمانے پر قدرت رکھتا ہو مگر سوال کرنا اسے جائز نہیں۔ (2) "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج۱، ص۱۸۹. وغيره (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۹: (۷) جو شخص مالک نصاب ہے اُس کے غلام کو بھی زکاۃ نہیں دے سکتے، اگر چہ غلام اپاہج ہو اور اُس کا مولیٰ کھانے کو بھی نہیں دیتا یا اُس کا مالک غائب ہو، مگر مالکِ نصاب کے مکاتب کو اور اُس ماذون کو دے سکتے ہیں جو خود اور اُس کا مال دَین میں مستغرق ہو۔ (۸) یوہیں غنی مرد کے نابالغ بچّے کو بھی نہیں دے سکتے اور غنی کی بالغ اولاد کو دے سکتے ہیں جب کہ فقیر ہوں۔ (3) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص ۳٤۸ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۰: غنی کی بی بی کو دے سکتے ہیں جب کہ مالکِ نصاب نہ ہو۔ یوہیں غنی کے باپ کو دے سکتے ہیں جبکہ فقیر ہے۔ (4) "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج۱، ص۱۸۹ (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: جس عورت کا دَین مہر اس کے شوہر پر باقی ہے، اگر چہ وہ بقدر نصاب ہو اگر چہ شوہر مالدار ہو ادا کرنے پر قادر ہو اُسے زکاۃ دے سکتے ہیں۔ (5) "الجوهرة النيرة"، كتاب الزكاة، باب من يجوز دفع الصدقة اليه ومن لا يجوز، ص۱٦۷.

(جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۳۲: جس بچہ کی ماں مالک نصاب ہے، اگر چہ اس کا باپ زندہ نہ ہو اُسے زکاۃ دے سکتے ہیں۔
(6) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص ۳٤۹. (درمختار)

مسئلہ ۳۳: جس کے پاس مکان یا دکان ہے جسے کرایہ پر اٹھاتا ہے اور اُس کی قیمت مثلاً تین ہزار ہو مگر کرایہ اتنا نہیں جو اُس کی اور بال بچوں کی خورش کو کافی ہو سکے تو اُس کو زکاۃ دے سکتے ہیں۔ یوہیں اس کی مِلک میں کھیت ہیں جن کی کاشت کرتا ہے، مگر پیداوار اتنی نہیں جو سال بھر کی خورش کے لیے کافی ہو اُس کو زکاۃ دے سکتے ہیں، اگر چہ کھیت کی قیمت دوسو ۲۰۰ درم یا زائد ہو۔ (1) "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج۱، ص۱۸۹. (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳٤: جس کے پاس کھانے کے لیے غلّہ ہو جس کی قیمت دوسو ۲۰۰ درم ہو اور وہ غلّہ سال بھر کو کافی ہے، جب بھی اس کو زکاۃ دینا حلال ہے۔ (2) "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، مطلب في حوائج الأصلية، ج۳، ص۳٤٦. (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: جاڑے (3) (سردی۔) کے کپڑے جن کی گرمیوں میں حاجت نہیں پڑتی حاجت اصلیہ میں ہیں، وہ

کپڑے اگرچہ بیش قیمت ہوں زکاۃ لے سکتا ہے، جس کے پاس رہنے کا مکان حاجت سے زیادہ ہو یعنی پورے مکان میں اس کی سکونت نہیں یہ شخص زکاۃ لے سکتا ہے۔ (4) "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج۳، ص ۳٤۷. (ردالمحتار)

مسئلہ ۳٦: عورت کو ماں باپ کے یہاں سے جو جہیز ملتا ہے اس کی مالک عورت ہی ہے، اس میں دو طرح کی چیزیں ہوتی ہیں ایک حاجت کی جیسے خانہ داری کے سامان، پہننے کے کپڑے، استعمال کے برتن اس قسم کی چیزیں کتنی ہی قیمت کی ہوں ان کی وجہ سے عورت غنی نہیں، دوسری وہ چیزیں جو حاجتِ اصلیہ سے زائد ہیں زینت کے لیے دی جاتی ہیں جیسے زیور اور حاجت کے علاوہ اسباب اور برتن اور آنے جانے کے بیش قیمت بھاری جوڑے، ان چیزوں کی قیمت اگر بقدر نصاب ہے عورت غنی ہے زکاۃ نہیں لے سکتی۔ (5) "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، مطلب في جهاز المرأة هل تصير به غنية، ج۳، ص ۳٤۷. (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: موتی وغیرہ جواہر جس کے پاس ہوں اور تجارت کے لیے نہ ہوں تو ان کی زکاۃ واجب نہیں، مگر جب نصاب کی قیمت کے ہوں تو زکاۃ لے نہیں سکتا۔ (6) المرجع السابق. وغيره (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۳۸: جس کے مکان میں نصاب کی قیمت کا باغ ہو اور باغ کے اندر ضروریات مکان باورچی خانہ، غسل خانہ وغیرہ نہیں تو اسے زکاۃ لینا جائز نہیں۔ (7) "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج ۱، ص ۱۸۹. (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: (۹) بنی ہاشم کو زکاۃ نہیں دے سکتے۔ نہ غیر انھیں دے سکے، نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو۔

بنی ہاشم سے مُراد حضرت علی و جعفر و عقیل اور حضرت عباس و حارث بن عبدالمطلب کی اولادیں ہیں۔ ان کے علاوہ جنھوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت نہ کی، مثلاً ابولہب کہ اگرچہ یہ کافر بھی حضرت عبدالمطلب کا بیٹا تھا، مگر اس کی اولادیں بنی ہاشم میں شمار نہ ہوں گی۔ (1) "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج ۱، ص ۱۸۹. وغيره (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ٤۰: بنی ہاشم کے آزاد کیے ہوئے غلاموں کو بھی نہیں دے سکتے تو جو غلام اُن کی مِلک میں ہیں، اُنھیں دینا بطریق اَولیٰ ناجائز۔ (2) "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج۳، ص ۳٥۱. وغيره (درمختار وغیرہ، عامۂ کتب)

مسئلہ ٤۱: ماں ہاشمی بلکہ سیدانی ہو اور باپ ہاشمی نہ ہو تو وہ ہاشمی نہیں کہ شرع میں نسب باپ سے ہے، لہٰذا ایسے شخص کو زکاۃ دے سکتے ہیں اگر کوئی دوسرا مانع نہ ہو۔

مسئلہ ٤۲: صدقۂ نفل اور اوقاف کی آمدنی بنی ہاشم کو دے سکتے ہیں، خواہ وقف کرنے والے نے ان کی تعیین کی ہو یا نہیں۔ (3) مرجع السابق، ص ۳٥۲. (درمختار)

مسئلہ ٤۳: (۱۰) ذمی کافر کو نہ زکاۃ دے سکتے ہیں، نہ کوئی صدقۂ واجبہ جیسے نذر و کفارہ و صدقۂ فطر (4) (فتاویٰ قاضی خان میں ہے، صدقۂ فطر ذمی فقراء کو دینا جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ ("الفتاوى الخانية"، كتاب الصوم، فصل في صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۱۱.) فتاویٰ عالمگیری میں ہے، ذمی کافروں کو زکوۃ دینا بالاتفاق جائز نہیں اور نفلی صدقہ ان کو دینا جائز ہے۔ صدقۂ فطر، نذر اور کفارات میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے

ہیں کہ جائز ہے مگر مسلمان فقراء کو دینا انہیں زیادہ محبوب ہے۔("الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج ١، ص ١٨٨.) انظر: "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، مطلب في حوائج الأصلية، ج ٣، ص ٣٥٢. و "المبسوط"، كتاب الصوم، فصل في صدقة الفطر، ج ٢، ص ١٢٣.) اور حربی کو کسی قسم کا صدقہ دینا جائز نہیں نہ واجبہ نہ نفل، اگرچہ وہ دارالاسلام میں بادشاہِ اسلام سے امان لے کر آیا ہو۔ (5) "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج ٣، ص ٣٥٣. (درمختار) ہندوستان اگرچہ دارالاسلام ہے مگر یہاں کے کفار ذمّی نہیں، انھیں صدقات نفل مثلاً ہدیہ وغیرہ دینا بھی ناجائز ہے۔

فائدہ: جن لوگوں کو زکاۃ دینا ناجائز ہے انھیں اور بھی کوئی صدقۂ واجبہ نذر و کفارہ وفطرہ دینا جائز نہیں، سوا دفینہ اور معدن کے کہ ان کا خمس اپنے والدین واولاد کو بھی دے سکتا ہے، بلکہ بعض صورت میں خود بھی صَرف کر سکتا ہے جس کا بیان گزرا۔ (6) "الجوهرة النيرة"، كتاب الزكاة، ص ١٦٧. (جوہرہ)

مسئلہ ٤٤: جن لوگوں کی نسبت بیان کیا گیا کہ انھیں زکاۃ دے سکتے ہیں، اُن سب کا فقیر ہونا شرط ہے، سوا عامل کے کہ اس کے لیے فقیر ہونا شرط نہیں اور ابن السبیل اگرچہ غنی ہو، اُس وقت حکم فقیر میں ہے، باقی کسی کو جو فقیر نہ ہو زکاۃ نہیں دے سکتے۔ (1) "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج ٣، ص ٣٣٤ ـ ٣٤١. وغيره (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ٤٥: جو شخص مرض الموت میں ہے اس نے زکاۃ اپنے بھائی کو دی اور یہ بھائی اس کا وارث ہے تو زکاۃ عنداللہ ادا ہوگئی، مگر باقی وارثوں کو اختیار ہے کہ اس سے اس زکاۃ کو واپس لیں کہ یہ وصیّت کے حکم میں ہے اور وارث کے لیے بغیر اجازت دیگر ورثہ وصیّت صحیح نہیں۔ (2) "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج ٣، ص ٣٤٤ (ردالمحتار)

مسئلہ ٤٦: جو شخص اس کی خدمت کرتا اور اس کے یہاں کے کام کرتا ہے اسے زکاۃ دی یا اس کو دی جس نے خوشخبری سنائی یا اُسے دی جس نے اُس کے پاس ہدیہ بھیجا یہ سب جائز ہے، ہاں اگر عوض کہہ کر دی تو ادا نہ ہوئی۔ عید، بقر عید میں خدّام مرد وعورت کو عیدی کہہ کر دی تو ادا ہوگئی۔ (3) "الجوهرة النيرة"، كتاب الزكاة، باب من يجوز دفع الصدقة... إلخ، ص ١٦٩. و "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج ١، ص ١٩٠. (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ٤٧: جس نے تحرّی کی یعنی سوچا اور دل میں یہ بات جمی کہ اس کو زکاۃ دے سکتے ہیں اور زکاۃ دے دی بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ مصرف زکاۃ ہے یا کچھ حال نہ کُھلا تو ادا ہوگئی اور اگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ غنی تھا یا اُس کے والدین میں کوئی تھا یا اپنی اولاد تھی یا شوہر تھا یا زوجہ تھی یا ہاشمی یا ہاشمی کا غلام تھا یا ذمّی تھا، جب بھی ادا ہوگئی اور اگر یہ معلوم ہوا کہ اُس کا غلام تھا یا حربی تھا تو ادا نہ ہوئی۔ اب پھر دے اور یہ بھی تحرّی ہی کے حکم میں ہے کہ اُس نے سوال کیا، اس نے اُسے غنی نہ جان کر دے دیا یا وہ فقیروں کی جماعت میں انھیں کی وضع میں تھا اُسے دے دیا۔ (4) "الفتاوى الهندية"، المرجع السابق، ص ١٨٩، و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج ٣، ص ٣٥٣. (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ٤٨: اگر بے سوچے سمجھے دے دی یعنی یہ خیال بھی نہ آیا کہ اُسے دے سکتے ہیں یا نہیں اور بعد میں معلوم ہوا کہ اُسے نہیں دے سکتے تھے تو ادا نہ ہوئی، ورنہ ہوگئی اور اگر دیتے وقت شک تھا اور تحرّی نہ کی یا کی مگر کسی طرف دل نہ جما یا تحرّی کی اور غالب گمان یہ ہوا کہ یہ زکاۃ کا مصرف نہیں اور دے دیا تو ان سب صورتوں میں ادا نہ ہوئی مگر جبکہ دینے کے

بعد یہ ظاہر ہوا کہ واقعی وہ مصرفِ زکاۃ تھا تو ہوگئی۔(5) "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٩٠.

وغیرہ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۴۹: زکاۃ وغیرہ صدقات میں افضل یہ ہے کہ اوّلاً اپنے بھائیوں بہنوں کو دے پھر اُن کی اولاد کو پھر چچا اور پھوپیوں کو پھر ان کی اولاد کو پھر ماموں اور خالہ کو پھر اُن کی اولاد کو پھر ذوی الارحام یعنی رشتہ والوں کو پھر پڑوسیوں کو پھر اپنے پیشہ والوں کو پھر اپنے شہر یا گاؤں کے رہنے والوں کو۔(1) "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف،

ج١، ص١٩٠. (جوہرہ، عالمگیری) حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اُمتِ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! قسم ہے اُس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، اللہ تعالیٰ اس شخص کے صدقہ کو قبول نہیں فرماتا، جس کے رشتہ دار اس کے سلوک کرنے کے محتاج ہوں اور یہ غیروں کو دے، قسم ہے اُس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہ فرمائے گا۔'' (2) "مجمع الزوائد"، كتاب الزكاة، باب الصدقة... إلخ، ج٣،

ص٢٩٧. و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، مطلب في حوائج الأصلية، ج٣، ص٣٥٥. (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۰: دوسرے شہر کو زکاۃ بھیجنا مکروہ ہے، مگر جب کہ وہاں اُس کے رشتے والے ہوں تو اُن کے لیے بھیج سکتا ہے یا وہاں کے لوگوں کو زیادہ حاجت ہے یا زیادہ پرہیزگار ہیں یا مسلمانوں کے حق میں وہاں بھیجنا زیادہ نافع ہے یا طالبِ علم کے لیے بھیجے یا زاہدوں کے لیے یا دارالحرب میں ہے اور زکاۃ دارالاسلام میں بھیجے یا سال تمام سے پہلے ہی بھیج دے، ان سب صورتوں میں دوسرے شہر کو بھیجنا بلا کراہت جائز ہے۔(3) "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع

في المصارف، ج١، ص١٩٠ و "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٥٥. (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۵۱: شہر سے مراد وہ شہر ہے جہاں مال ہو، اگر خود ایک شہر میں ہے اور مال دوسرے شہر میں تو جہاں مال ہو وہاں کے فقرا کو زکاۃ دی جائے اور صدقۂ فطر میں وہ شہر مراد ہے جہاں خود ہے، اگر خود ایک شہر میں ہے اُس کے چھوٹے بچے اور غلام دوسرے شہر میں تو جہاں خود ہے وہاں کے فقرا پر صدقۂ فطر تقسیم کرے۔(4) "الفتاوی الهندية"، المرجع السابق.

(جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۵۲: بدمذہب کو زکاۃ دینا جائز نہیں۔(5) "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٥٦. (درمختار)

جب بدمذہب کا یہ حکم ہے تو وہابیۂ زمانہ کہ توہینِ خدا وتنقیصِ شانِ رسالت کرتے اور شائع کرتے ہیں، جن کو اکابر علمائے حرمین طیبین نے بالاتفاق کافر و مرتد فرمایا۔(6) (اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت، مجدد دین وملت، علامہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے شرعی فریضہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی، اور مرزا غلام احمد قادیانی، حفظ الایمان ص۸، تحذیر الناس ص۲، ۱۴، ۲۸، براہین قاطعہ ص۵۱ اور ازالہ اوہام میں درج شدہ اپنی عبارات کفریہ کی بنا پر کافر ہیں اور جو ان کی کفریات پر یقینی اطلاع پانے کے باوجود انہیں مسلمان سمجھے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ آپ کے مقدس فتویٰ کی تائید کرتے ہوئے 40 سے زائد علمائے حرمین شریفین نے تقاریظ لکھیں ان کے مجموعے کا نام "حُسَامُ الْحَرَمَيْنِ عَلٰى مَنْحَرِ الْكُفْرِ وَالْمَيْنِ" ہے اور پاک و ہند کے 200 سے زائد علمائے کرام نے بھی آپ کے فتویٰ کی تصدیق فرمائی ان کے مجموعے کا نام "اَلصَّوَارِمُ الْهِنْدِيَّه" ہے۔ اور اسی وجہ سے شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں کہ ''مسلمانوں پر حسام الحرمین شریف کے احکام ماننا اور ان

کے مطابق عمل فرض ہے۔" (الصوارم الہندیہ ص ۸۹) "حُسَامُ الْحَرَمَیْن" کی اہمیت کے پیشِ نظر، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: "تَمْہِیْدُ الْاِیْمَان اور حُسَامُ الْحَرَمَیْن کے کیا کہنے! واللہ العظیم جل جلالہ، میرے آقا امام احمد رضا علیہ رحمۃ الرحمٰن نے یہ کتابیں لکھ کر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا۔ تمام اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں سے میری مدنی التجاء ہے کہ پہلی فرصت میں ان کتابوں کا مطالعہ فرمالیں۔" بلکہ دیگر علمائے اہلسنت کی کتابوں کے ساتھ ساتھ اس کا مطالعہ بھی امیرِ اہلسنت مدظلہ العالی کے عطا کردہ مدنی انعامات میں سے ایک مدنی انعام ہے: کہ "کیا آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمٰن کی کُتُب تَمْہِیْدُ الْاِیْمَان اور حُسَامُ الْحَرَمَیْن پڑھ یا سن لی ہیں؟" نوٹ: مدنی انعامات کا کارڈ مکتبۃ المدینہ سے ہدیۃً حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس میں دیئے ہوئے سوالات کے جوابات لکھنے کی عادت بنانا، اصلاحِ عقائد و اعمال کا بہترین ذریعہ ہے۔) اگر چہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں، انھیں زکاۃ دینا حرام وسخت حرام ہے اور دی تو ہرگز ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ ۵۳: جس کے پاس آج کھانے کو ہے یا تندرست ہے کہ کما سکتا ہے اُسے کھانے کے لیے سوال حلال نہیں اور بے مانگے کوئی خود دے دے تو لینا جائز اور کھانے کو اُس کے پاس ہے مگر کپڑا نہیں تو کپڑے کے لیے سوال کر سکتا ہے۔ یوہیں اگر جہاد یا طلبِ علمِ دین میں مشغول ہے تو اگرچہ صحیح تندرست کمانے پر قادر ہو اُسے سوال کی اجازت ہے، جسے سوال جائز نہیں اُس کے سوال پر دینا بھی ناجائز دینے والا بھی گنہگار ہوگا۔ (1) "الدر المختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص۳۵۷. (درمختار)

مسئلہ ۵٤: مستحب یہ ہے کہ ایک شخص کو اتنا دیں کہ اُس دن اُسے سوال کی حاجت نہ پڑے اور یہ اُس فقیر کی حالت کے اعتبار سے مختلف ہے، اُس کے کھانے بال بچوں کی کثرت اور دیگر امور کا لحاظ کر کے دے۔ (2) "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، مطلب فی حوائج الأصلیۃ، ج۳، ص۳۵۸. (درمختار، ردالمحتار)

صدقۂ فطر کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری وصحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زکاۃ فطر ایک صاع خرما یا جو، غلام وآزاد مرد وعورت چھوٹے اور بڑے مسلمانوں پر مقرر کی اور یہ حکم فرمایا: کہ ''نماز کو جانے سے پیشتر ادا کردیں۔'' (3) "صحيح البخاري"، أبواب صدقة الفطر، باب فرض صدقة الفطر، الحديث: ۱۵۰۳، ص۱۱۹.

حدیث ۲: ابوداود ونسائی کی روایت میں ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آخر رمضان میں فرمایا: اپنے روزے کا صدقہ ادا کرو، اس صدقہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا، ایک صاع خُرما یا جو یا نصف صاع گیہوں۔ (4) "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب من روى نصف صاع من قمح، الحديث: ۱۶۲۲، ص۱۳۴۴.

حدیث ۳: ترمذی شریف میں بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ مروی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ کے کوچوں میں اعلان کردے کہ صدقۂ فطر واجب ہے۔ (1) "جامع الترمذي"، أبواب الزكاة، باب ماجاء في صدقة الفطر، الحديث: ۶۷۴، ص۱۷۱۳.

حدیث ۴: ابوداود وابن ماجہ وحاکم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زکاۃ فطر مقرر فرمائی کہ لغو اور بیہودہ کلام سے روزہ کی طہارت ہو جائے اور مساکین کی خورش (2) (یعنی خوراک۔) ہو جائے۔ (3) "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب زكاة الفطر، الحديث: ۱۶۰۹، ص۱۳۴۳.

حدیث ۵: دیلمی وخطیب وابن عساکر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''بندہ کا روزہ آسمان وزمین کے درمیان معلّق رہتا ہے، جب تک صدقۂ فطر ادا نہ کرے۔'' (4) "تاريخ بغداد"، رقم: ۴۷۳۵، ج۹، ص۱۲۲

مسئلہ ۱: صدقۂ فطر واجب ہے، عمر بھر اس کا وقت ہے یعنی اگر ادا نہ کیا ہو تو اب ادا کردے۔ ادا نہ کرنے سے ساقط نہ ہوگا، نہ اب ادا کرنا قضا ہے بلکہ اب بھی ادا ہی ہے اگرچہ مسنون قبل نمازِ عید ادا کر دینا ہے۔ (5) "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج۳، ص۳۶۲. وغيره (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: صدقۂ فطر شخص پر واجب ہے مال پر نہیں، لہٰذا مر گیا تو اس کے مال سے ادا نہیں کیا جائے گا۔ ہاں اگر ورثہ بطورِ احسان اپنی طرف سے ادا کریں تو ہو سکتا ہے کچھ اُن پر جبر نہیں اور اگر وصیّت کر گیا ہے تو تہائی مال سے ضرور ادا کیا جائے گا اگرچہ ورثہ اجازت نہ دیں۔ (6) ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ص۱۷۴. وغيره (جوہرہ وغیرہ)

مسئلہ ۳: عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے، لہٰذا جو شخص صبح ہونے سے پہلے مر گیا یا غنی تھا فقیر ہو گیا یا صبح طلوع ہونے کے بعد کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب نہ ہوا اور اگر صبح طلوع ہونے کے بعد مرا یا صبح طلوع ہونے سے پہلے کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب ہے۔ (7)

"الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج۱، ص۱۹۲. (عالمگیری)

مسئلہ ٤: صدقۂ فطر ہر مسلمان آزاد مالکِ نصاب پر جس کی نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو واجب ہے۔ اس میں عاقل بالغ اور مال نامی ہونے کی شرط نہیں۔ (8) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج٣، ص ٣٦٢ ـ ٣٦٥. (درمختار) مال نامی اور حاجت اصلیہ کا بیان گزر چکا، اس کی صورتیں وہیں سے معلوم کریں۔

مسئلہ ٥: نابالغ یا مجنون اگر مالکِ نصاب ہیں تو ان پر صدقۂ فطر واجب ہے، اُن کا ولی اُن کے مال سے ادا کرے، اگر ولی نے ادا نہ کیا اور نابالغ بالغ ہوگیا یا مجنون کا جنون جاتا رہا تو اب یہ خود ادا کر دیں اور اگر خود مالکِ نصاب نہ تھے اور ولی نے ادا نہ کیا تو بالغ ہونے یا ہوش میں آنے پر اُن کے ذمہ ادا کرنا نہیں۔ (1) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج٣، ص ٣٦٥ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ٦: صدقۂ فطر ادا کرنے کے لیے مال کا باقی رہنا بھی شرط نہیں، مال ہلاک ہونے کے بعد بھی صدقہ واجب رہے گا ساقط نہ ہوگا، بخلاف زکاۃ وعشر کہ یہ دونوں مال ہلاک ہو جانے سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ (2) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج٣، ص ٣٦٦. (درمختار)

مسئلہ ٧: مرد مالکِ نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچہ کی طرف سے واجب ہے، جبکہ بچہ خود مالکِ نصاب نہ ہو، ورنہ اس کا صدقہ اسی کے مال سے ادا کیا جائے اور مجنون اولاد اگرچہ بالغ ہو جبکہ غنی نہ ہو تو اُس کا صدقہ اُس کے باپ پر واجب ہے اور غنی ہو تو خود اس کے مال سے ادا کیا جائے، جنون خواہ اصلی ہو یعنی اسی حالت میں بالغ ہوا یا بعد کو عارض ہوا دونوں کا ایک حکم ہے۔ (3) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج٣، ص ٣٦٧. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ٨: صدقۂ فطر واجب ہونے کے لیے روزہ رکھنا شرط نہیں، اگر کسی عذر، سفر، مرض، بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی واجب ہے۔ (4) "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج٣، ص ٣٦٧. (ردالمحتار)

مسئلہ ٩: نابالغ لڑکی جو اس قابل ہے کہ شوہر کی خدمت کر سکے اس کا نکاح کر دیا اور شوہر کے یہاں اُسے بھیج بھی دیا تو کسی پر اس کی طرف سے صدقہ واجب نہیں، نہ شوہر پر نہ باپ پر اور اگر قابل خدمت نہیں یا شوہر کے یہاں اُسے بھیجا نہیں تو بدستور باپ پر ہے پھر یہ سب اس وقت ہے کہ لڑکی خود مالکِ نصاب نہ ہو، ورنہ بہر حال اُس کا صدقۂ فطر اس کے مال سے ادا کیا جائے۔ (5) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج٣، ص ٣٦٨ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ١٠: باپ نہ ہو تو دادا باپ کی جگہ ہے یعنی اپنے فقیر و یتیم پوتے پوتی کی طرف سے اس پر صدقہ دینا واجب ہے۔ (6) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج٣، ص ٣٦٨. (درمختار)

مسئلہ ١١: ماں پر اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقہ دینا واجب نہیں۔ (1) "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج٣، ص ٣٦٨ (ردالمحتار)

مسئلہ ١٢: خدمت کے غلام اور مدبر و ام ولد کی طرف سے ان کے مالک پر صدقۂ فطر واجب ہے، اگرچہ غلام

مدیُون ہو، اگرچہ دَین میں مستغرق ہو اور اگر غلام گروی ہو اور مالک کے پاس حاجتِ اصلیہ کے سوا اتنا ہو کہ دَین ادا کر دے اور پھر نصاب کا مالک رہے تو مالک پر اُس کی طرف سے بھی صدقہ واجب ہے۔ (2) "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج۳، ص۳۶۹ و "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج۱، ص۱۹۲. وغيرهما (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۱۳: تجارت کے غلام کا فطرہ مالک پر واجب نہیں اگرچہ اس کی قیمت بقدرِ نصاب نہ ہو۔ (3) "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج۳، ص۳۶۹. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: غلام عاریۃً (4) (یعنی ادھار۔) دے دیا یا کسی کے پاس امانۃً رکھا تو مالک پر فطرہ واجب ہے اور اگر یہ وصیّت کر گیا کہ یہ غلام فلاں کا کام کرے اور میرے بعد اس کا مالک فلاں ہے تو فطرہ مالک پر ہے، اُس پر نہیں جس کے قبضہ میں ہے۔ (5) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج۳، ص۳۶۹. (درمختار)

مسئلہ ۱۵: بھاگا ہوا غلام اور وہ جسے حربیوں نے قید کر لیا ان کی طرف سے صدقہ مالک پر نہیں۔ یوہیں اگر کسی نے غصب کر لیا اور غاصب انکار کرتا ہے اور اس کے پاس گواہ نہیں تو اس کا فطرہ بھی واجب نہیں، مگر جب کہ واپس مل جائیں تو اب ان کی طرف سے سالہائے گزشتہ کا فطرہ دے، مگر حربی اگر غلام کے مالک ہو گئے تو واپسی کے بعد بھی اس کا فطرہ نہیں۔ (6) المرجع السابق، ص۳۷۰. (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: مکاتب کا فطرہ نہ مکاتب پر ہے، نہ اس کے مالک پر۔ یوہیں مکاتب اور ماذُون کے غلام کا اور مکاتب اگر بدلِ کتابت ادا کرنے سے عاجز آیا تو مالک پر سالہائے گزشتہ کا فطرہ نہیں۔ (7) "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج۱، ص۱۹۳. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: دو یا چند شخصوں میں غلام مشترک ہے تو اُس کا فطرہ کسی پر نہیں۔ (8) المرجع السابق (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: غلام بیچ ڈالا اور بائع یا مشتری یا دونوں نے واپسی کا اختیار رکھا عید الفطر آگئی اور میعادِ اختیار ختم نہ ہوئی تو اُس کا فطرہ موقوف ہے، اگر بیع قائم رہی تو مشتری دے ورنہ بائع۔ (1) "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج۱، ص۱۹۳ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: اگر مشتری نے خیارِ عیب یا خیارِ رویت کے سبب واپس کیا تو اگر قبضہ کر لیا تھا تو مشتری پر ہے، ورنہ بائع پر۔ (2) المرجع السابق. (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: غلام کو بیچا مگر وہ بیع فاسد ہوئی اور مشتری نے قبضہ کر کے واپس کر دیا یا عید کے بعد قبضہ کر کے آزاد کر دیا تو بائع پر ہے اور اگر عید سے پہلے قبضہ کیا اور بعد عید آزاد کیا تو مشتری پر۔ (3) المرجع السابق. (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: مالک نے غلام سے کہا جب عید کا دن آئے تو تُو آزاد ہے۔ عید کے دن غلام آزاد ہو جائے گا اور مالک پر اس کا فطرہ واجب۔ (4) المرجع السابق. (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: اپنی عورت اور اولاد عاقل بالغ کا فطرہ اُس کے ذمہ نہیں اگرچہ اپاہج ہو، اگرچہ اس کے نفقات اس کے

ذمہ ہوں۔[5] (درمختار وغیرہ)

[5] "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳، ص۳۷۰. وغیرہ

مسئلہ ۲۳: عورت یا بالغ اولاد کا فطرہ ان کے بغیر اِذن ادا کر دیا تو ادا ہوگیا، بشرطیکہ اولاد اس کے عیال میں ہو یعنی اس کا نفقہ وغیرہ اُس کے ذمہ ہو، ورنہ اولاد کی طرف سے بلا اِذن[6] ادا نہ ہوگا اور عورت نے اگر شوہر کا فطرہ بغیر حکم ادا کر دیا ادا نہ ہوا۔[7] (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما)

[6] بغیر اجازت۔

[7] "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج۱، ص۱۹۳ و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقة الفطر، ج۳، ص۳۷۰. وغیرهما

مسئلہ ۲۴: ماں باپ، دادا دادی، نابالغ بھائی اور دیگر رشتہ داروں کا فطرہ اس کے ذمہ نہیں اور بغیر حکم ادا بھی نہیں کر سکتا۔[8] (عالمگیری، جوہرہ)

[8] و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقة الفطر، ج۳، ص۳۷۰. وغیرهما

مسئلہ ۲۵: صدقۂ فطر کی مقدار یہ ہے گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو نصف صاع، کھجور یا منقے یا جَو یا اس کا آٹا یا ستو ایک صاع۔[9] (درمختار، عالمگیری)

[9] المرجع السابق، ص۱۹۱، و "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقة الفطر، ج۳، ص۳۷۲.

مسئلہ ۲۶: گیہوں، جَو، کھجوریں، منقے دیے جائیں تو ان کی قیمت کا اعتبار نہیں، مثلاً نصف صاع عمدہ جَو جن کی قیمت ایک صاع جَو کے برابر ہے یا چہارم صاع کھرے گیہوں جو قیمت میں آدھے صاع گیہوں کے برابر ہیں یا نصف صاع کھجوریں دیں جو ایک صاع جَو یا نصف صاع گیہوں کی قیمت کی ہوں یہ سب ناجائز ہے جتنا دیا اُتنا ہی ادا ہوا، باقی اس کے ذمہ باقی ہے ادا کرے۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

[1] "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج۱، ص۱۹۲. وغیرہ

مسئلہ ۲۷: نصف صاع جَو اور چہارم صاع گیہوں دیے یا نصف صاع جَو اور نصف صاع کھجور تو بھی جائز ہے۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

[2] "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج۱، ص۱۹۲.

مسئلہ ۲۸: گیہوں اور جَو ملے ہوئے ہوں اور گیہوں زیادہ ہیں تو نصف صاع دے ورنہ ایک صاع۔[3] (ردالمحتار)

[3] "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقة الفطر، ج۳، ص۳۷۳.

مسئلہ ۲۹: گیہوں اور جَو کے دینے سے اُن کا آٹا دینا افضل ہے اور اس سے افضل یہ کہ قیمت دیدے، خواہ گیہوں کی قیمت دے یا جَو کی یا کھجور کی مگر گرانی میں خود ان کا دینا قیمت دینے سے افضل ہے اور اگر خراب گیہوں یا جَو کی قیمت دی تو اچھے کی قیمت سے جو کمی پڑے پوری کرے۔[4] (ردالمحتار)

[4] المرجع السابق، ص۳۷۶، و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج۱، ص۱۹۱ ـ ۱۹۲.

مسئلہ ۳۰: ان چار چیزوں کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہے، مثلاً چاول، جوار، باجرہ یا اور کوئی غلّہ یا اور کوئی چیز دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا یعنی وہ چیز آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جَو کی قیمت کی ہو، یہاں تک کہ روٹی دیں تو اس میں بھی قیمت کا لحاظ کیا جائے گا اگرچہ گیہوں یا جَو کی ہو۔[5] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

[5] "الفتاوی الهندیة"، المرجع السابق، ص۱۹۱، و "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقة الفطر، ج۳، ص۳۷۳. وغیرهما

مسئلہ ۳۱: اعلیٰ درجہ کی تحقیق اور احتیاط یہ ہے، کہ صاع کا وزن تین سو اکاون روپے بھر ہے اور نصف صاع ایک سو

پچھتر روپے اٹھنی بھر اوپر۔(6) "الفتاوی الرضویة" (الجدیدة)، ج۱۰، ص۲۹۵. (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۳۲: فطرہ کا مقدم کرنا مطلقاً جائز ہے جب کہ وہ شخص موجود ہو، جس کی طرف سے ادا کرتا ہو اگرچہ رمضان سے پیشتر ادا کر دے اور اگر فطرہ ادا کرتے وقت مالک نصاب نہ تھا پھر ہوگیا تو فطرہ صحیح ہے اور بہتر یہ ہے کہ عید کی صبح صادق ہونے کے بعد اور عیدگاہ جانے سے پہلے ادا کر دے۔(1) "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج۳، ص۳۷٦.

و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج۱، ص۱۹۲. (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: ایک شخص کا فطرہ ایک مسکین کو دینا بہتر ہے اور چند مساکین کو دے دیا جب بھی جائز ہے۔ یوہیں ایک مسکین کو چند شخصوں کا فطرہ دینا بھی بلا خلاف جائز ہے اگرچہ سب فطرے ملے ہوئے ہوں۔(2) "الدرالمختار" و

"ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، مطلب في مقدار الفطرة بالمد الشامي، ج۳، ص۳۷۷. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳٤: شوہر نے عورت کو اپنا فطرہ ادا کرنے کا حکم دیا، اُس نے شوہر کے فطرہ کے گیہوں اپنے فطرہ کے گیہوؤں میں ملا کر فقیر کو دے دیے اور شوہر نے ملانے کا حکم نہ دیا تھا تو عورت کا فطرہ ادا ہوگیا شوہر کا نہیں مگر جب کہ ملا دینے پر عرف جاری ہو تو شوہر کا بھی ادا ہو جائے گا۔(3) المرجع السابق، ص۳۷۸ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: عورت نے شوہر کو اپنا فطرہ ادا کرنے کا اذن دیا، اس نے عورت کے گیہوں اپنے گیہوؤں میں ملا کر سب کی نیت سے فقیر کو دے دیے جائز ہے۔(4) "الفتاوی الهندیة". (عالمگیری)

مسئلہ ۳٦: صدقۂ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکاۃ کے ہیں یعنی جن کو زکاۃ دے سکتے ہیں، انھیں فطرہ بھی دے سکتے ہیں اور جنھیں زکاۃ نہیں دے سکتے، انھیں فطرہ بھی نہیں سوا عامل کے کہ اس کے لیے زکاۃ ہے فطرہ نہیں۔(5)

"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، مطلب في مقدار الفطرة بالمد الشامي، ج۳، ص۳۷۹. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: اپنے غلام کی عورت کو فطرہ دے سکتے ہیں، اگرچہ اُس کا نفقہ اُسی پر ہو۔(6) "الدرالمختار"، کتاب الزکاة،

باب صدقة الفطر، ج۳، ص۳۸۰. (درمختار)

سوال کسے حلال ہے اور کسے نہیں

آج کل ایک عام بلا یہ پھیلی ہوئی ہے کہ اچھے خاصے تندرست چاہیں تو کما کر اوروں کو کھلائیں، مگر انہوں نے اپنے وجود کو بیکار قرار دے رکھا ہے، کون محنت کرے مصیبت جھیلے، بے مشقت جو مل جائے تو تکلیف کیوں برداشت کرے۔ ناجائز طور پر سوال کرتے اور بھیک مانگ کر پیٹ بھرتے ہیں اور بہتیرے ایسے ہیں کہ مزدوری، تو مزدوری، چھوٹی موٹی تجارت کو ننگ و عار خیال کرتے اور بھیک مانگنا کہ حقیقۃً ایسوں کے لیے بے عزتی و بے غیرتی ہے مایۂ عزت جانتے ہیں اور بہتوں نے تو بھیک مانگنا اپنا پیشہ ہی بنا رکھا ہے، گھر میں ہزاروں روپے ہیں سود کا لین دین کرتے زراعت وغیرہ کرتے ہیں مگر بھیک مانگنا نہیں چھوڑتے، اُن سے کہا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ یہ ہمارا پیشہ ہے واہ صاحب واہ! کیا ہم اپنا پیشہ چھوڑ دیں۔ حالانکہ ایسوں کو سوال حرام ہے اور جسے اُن کی حالت معلوم ہو، اُسے جائز نہیں کہ ان کو دے۔

اب چند حدیثیں سنیے! دیکھیے کہ آقائے دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے سائلوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

حدیث ۱: بخاری و مسلم عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''آدمی سوال کرتا رہے گا، یہاں تک کہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اُس کے چہرہ پر گوشت کا ٹکڑا نہ ہوگا۔'' (1) "صحیح مسلم"، کتاب الزکاۃ، باب کراھۃ المسألۃ للناس، الحدیث: ۲۳۹۸، ص ۸۴۱. یعنی نہایت بے آبرو ہو کر۔

حدیث ۲ تا ۴: ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن حبان سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''سوال ایک قسم کی خراش ہے کہ آدمی سوال کرکے اپنے مونھ کو نوچتا ہے، جو چاہے اپنے مونھ پر اس خراش کو باقی رکھے اور جو چاہے چھوڑ دے، ہاں اگر آدمی صاحبِ سلطنت سے اپنا حق مانگے یا ایسے امر میں سوال کرے کہ اُس سے چارہ نہ ہو (2) "سنن أبي داود"، کتاب الزکاۃ، باب ماتجوز فیه المسألة، الحدیث: ۱۶۳۹، ص ۱۳۴۵. (تو جائز ہے)۔'' اور اسی کے مثل امام احمد نے عبداللہ بن عمرو اور طبرانی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی۔

حدیث ۵: بیہقی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں سے سوال کرے، حالانکہ نہ اُسے فاقہ پہنچا، نہ اتنے بال بچے ہیں جن کی طاقت نہیں رکھتا تو قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اُس کے مونھ پر گوشت نہ ہوگا۔'' اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جس پر نہ فاقہ گزرا اور نہ اتنے بال بچے ہیں جن کی طاقت نہیں اور سوال کا دروازہ کھولے اللہ تعالیٰ اُس پر فاقہ کا دروازہ کھول دے گا، ایسی جگہ سے جو اس کے دل میں بھی نہیں۔'' (3) "شعب الإیمان"، باب في الزکاۃ، فصل في الاستعفاف عن المسألة، الحدیث:

۳۵۲۶، ج ۳، ۲۷۴.

حدیث ۶ و ۷: نسائی نے عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ سوال کرنے میں کیا ہے تو کوئی کسی کے پاس سوال کرنے نہ جاتا۔'' (4) "سنن النسائي"، کتاب الزکاۃ، باب المسألة، الحدیث: ۲۵۸۷، ص ۲۲۵۵. اسی کی مثل طبرانی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔

حدیث ۸ و ۹: امام احمد بہ سند جید و طبرانی و بزار عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''غنی کا سوال کرنا، قیامت کے دن اس کے چہرہ میں عیب ہوگا۔'' (1) "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حدیث عمران بن حصین، الحدیث: ۱۹۸۴۲، ج ۷، ص ۱۹۳. اور بزار کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ''غنی کا سوال آگ ہے، اگر تھوڑا دیا گیا تو تھوڑی اور زیادہ دیا تو زیادہ۔'' (2) "مسند البزار"، مسند عمران بن حصین، الحدیث: ۳۵۷۲، ص ۴۹. اور اسی کے مثل امام احمد و بزار و طبرانی نے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۱۰: طبرانی کبیر میں اور ابن خزیمہ اپنی صحیح میں اور ترمذی اور بیہقی حبشی بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص بغیر حاجت سوال کرتا ہے، گویا وہ انگارا کھاتا ہے۔'' (3)

"المعجم الکبیر"، باب الحاء، الحدیث: ۳۵۰۶، ج ۴، ص ۱۵.

حدیث ۱۱: مسلم و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا: ''جو مال بڑھانے کے لیے سوال کرتا ہے، وہ انگارے کا سوال کرتا ہے تو چاہے زیادہ مانگے یا کم کا سوال کرے۔'' (4) "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب كراهة المسألة للناس، الحديث: ٢٣٩٩، ص ٨٤١.

حدیث ۱۲: ابوداود وابن حبان وابن خزیمہ سہل بن حنظلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص سوال کرے اور اس کے پاس اتنا ہے جو اُسے بے پرواہ کرے، وہ آگ کی زیادتی چاہتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی، وہ کیا مقدار ہے، جس کے ہوتے سوال جائز نہیں؟ فرمایا: صبح وشام کا کھانا۔'' (5) "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب من يعطي من الصدقة وحدالغنى، الحديث: ١٦٢٩، ص ١٣٤٤.

حدیث ۱۳: ابن حبان اپنی صحیح میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں سے سوال کرے، اس لیے کہ اپنے مال کو بڑھائے تو وہ جہنم کا گرم پتھر ہے، اب اسے اختیار ہے، چاہے تھوڑا مانگے یا زیادہ طلب کرے۔'' (6) "الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب الزكاة، باب المسألة... إلخ، الحديث: ٣٣٨٢، ج٥، ص ١٦٦.

حدیث ۱۴و۱۵: امام احمد وابویعلیٰ وبزار نے عبدالرحمٰن بن عوف اور طبرانی نے صغیر میں اُم المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا اور حق معاف کرنے سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندہ کی عزت بڑھائے گا اور بندہ سوال کا دروازہ نہ کھولے گا، مگر اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی کا دروازہ کھولے گا۔'' (7) "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث عبدالرحمن بن عوف، الحديث: ١٦٧٤، ج١، ص ٤١٠.

حدیث ۱۶: مسلم وابوداود ونسائی قبیصہ بن مخارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں: مجھ پر ایک مرتبہ تاوان لازم آیا۔ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا، فرمایا: ''ٹھہرو ہمارے پاس صدقہ کا مال آئے گا تو تمھارے لیے حکم فرمائیں گے، پھر فرمایا: اے قبیصہ! سوال حلال نہیں، مگر تین باتوں میں کسی نے ضمانت کی ہو (یعنی کسی قوم کی طرف سے دیت کا ضامن ہوا یا آپس کی جنگ میں صلح کرائی اور اس پر کسی مال کا ضامن ہوا) تو اسے سوال حلال ہے، یہاں تک کہ وہ مقدار پائے پھر باز رہے یا کسی شخص پر آفت آئی کہ اُس کے مال کو تباہ کر دیا تو اسے سوال حلال ہے، یہاں تک کہ بسر اوقات کے لیے پا جائے یا کسی کو فاقہ پہنچا اور اُس کی قوم کے تین عقلمند شخص گواہی دیں (1) (تین شخصوں کی گواہی جمہور کے نزدیک بطور استحباب ہے اور یہ حکم اس شخص کے لیے ہے جس کا مالدار ہونا معلوم ومشہور ہے تو بغیر گواہ اس کا قول مسلم نہیں اور جس کا مالدار ہونا معلوم نہ ہو تو فقط اس کا کہہ دینا کافی ہے۔ ۱۲ منہ) کہ فلاں کو فاقہ پہنچا ہے تو اسے سوال حلال ہے، یہاں تک کہ بسر اوقات کے لیے حاصل کر لے اور ان تین باتوں کے سوا اے قبیصہ سوال کرنا حرام ہے کہ سوال کرنے والا حرام کھاتا ہے۔'' (2) "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب من تحل له المسألة، الحديث: ٢٤٠٤، ص ٨٤٢.

حدیث ۱۷و۱۸: امام بخاری وابن ماجہ زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شخص رسّی لے کر جائے اور اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لاکر بیچے اور سوال کی ذلت سے اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو بچائے یہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے کہ لوگ اُسے دیں یا نہ دیں۔'' (3) "صحيح البخاري"،

كتاب الزكاة، باب الاستعفاف عن المسألة، الحديث: ١٤٧١، ص١١٦. اسی کے مثل امام بخاری ومسلم وامام مالک وترمذی ونسائی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۱۹: امام مالک وبخاری ومسلم وابوداود ونسائی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے، صدقہ کا اور سوال سے بچنے کا ذکر فرما رہے تھے، یہ فرمایا: کہ ''اوپر والا ہاتھ، نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا مانگنے والا۔'' (4) "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب بيان ان اليد العليا خيرٌ من اليد السفلى... إلخ، الحديث: ٢٣٨٥، ص٨٤١.

حدیث ۲۰: امام مالک وبخاری ومسلم وابوداود وترمذی ونسائی ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے سوال کیا، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے عطا فرمایا، پھر مانگا حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے عطا فرمایا، پھر مانگا حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے عطا فرمایا، یہاں تک وہ مال جو حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے پاس تھا ختم ہوگیا پھر فرمایا: ''جو کچھ میرے پاس مال ہوگا، اُسے میں تم سے اُٹھا نہ رکھوں گا اور جو سوال سے بچنا چاہے گا، اللہ تعالٰی اُسے بچائے گا اور جو غنی بننا چاہے گا، اللہ (عزوجل) اُسے غنی کردے گا اور جو صبر کرنا چاہے گا، اللہ تعالٰی اُسے صبر دے گا اور صبر سے بڑھ کر اور اس سے زیادہ وسیع عطا کسی کو نہ ملی۔'' (1)

"صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب التعفف والصبر... إلخ، الحديث: ٢٤٢٤، ص٨٤٣.

حدیث ۲۱: حضرت امیر المومنین فاروقِ اعظم عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: کہ لالچ محتاجی ہے اور ناامیدی تونگری۔ آدمی جب کسی چیز سے ناامید ہوجاتا ہے تو اس کی پرواہ نہیں رہتی۔ (2) "حلية الأولياء و طبقات الأصفياء"، رقم: ١٢٥، ج١، ص٨٧.

حدیث ۲۲: امام بخاری ومسلم فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، فرماتے ہیں: کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مجھے عطا فرماتے تو میں عرض کرتا، کسی ایسے کو دیجیے جو مجھ سے زیادہ حاجت مند ہو، ارشاد فرمایا: ''اسے لو اور اپنا کرلو اور خیرات کردو، جو مال تمھارے پاس بے طمع اور بے مانگے آجائے، اسے لے لو اور جو نہ آئے تو اُس کے پیچھے اپنے نفس کو نہ ڈالو۔'' (3) "صحيح البخاري"، كتاب الأحكام، باب رزق الحكام والعاملين عليها، الحديث: ٧١٦٤، ص٥٩٧.

حدیث ۲۳: ابوداود انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ ایک انصاری نے حاضرِ خدمت اقدس ہوکر سوال کیا، ارشاد فرمایا: ''کیا تمھارے گھر میں کچھ نہیں ہے؟ عرض کی، ہے تو، ایک ٹاٹ ہے جس کا ایک حصہ ہم اوڑھتے ہیں اور ایک حصہ بچھاتے ہیں اور ایک لکڑی کا پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں، ارشاد فرمایا: میرے حضور دونوں چیزوں کو حاضر کرو، وہ حاضر لائے، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے اپنے دستِ مبارک میں لے کر ارشاد فرمایا: انھیں کون خریدتا ہے؟ ایک صاحب نے عرض کی، ایک درہم کے عوض میں خریدتا ہوں، ارشاد فرمایا: ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟ دو یا تین بار فرمایا، کسی اور صاحب نے عرض کی، میں دو درہم پر لیتا ہوں، انھیں یہ دونوں چیزیں دے دیں اور درہم لے لیے اور انصاری کو دونوں درہم دے کر ارشاد فرمایا: ایک کا غلّہ خرید کر گھر ڈال آؤ اور ایک کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ، وہ

حاضر لائے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنے دستِ مبارک سے اُس میں بنیٹ ڈالا اور فرمایا: جاؤ لکڑیاں کاٹو اور بیچو اور پندرہ دن تک تمھیں نہ دیکھوں (یعنی اتنے دنوں تک یہاں حاضر نہ ہونا) وہ گئے، لکڑیاں کاٹ کر بیچتے رہے، اب حاضر ہوئے تو اُنکے پاس دس درہم تھے، چند درہم کا کپڑا خریدا اور چند کا غلّہ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ اس سے بہتر ہے کہ قیامت کے دن سوال تمھارے مونھ پر چھالا ہو کر آتا۔ سوال درست نہیں، مگر تین شخص کے لیے، ایسی محتاجی والے کے لیے جو اُسے زمین پر لٹادے یا تاوان والے کے لیے جو رسوا کردے یا خون والے (دیت) کے لیے جو اُسے تکلیف پہنچائے۔'' (4) "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب ماتجوز فيه المسألة، الحديث: ١٦٤١، ص١٣٤٥.

حدیث ۲۴، ۲۵: ابوداود و ترمذی بافادۂ تصحیح و تحسین و حاکم بافادۂ تصحیح عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جسے فاقہ پہنچا اور اُس نے لوگوں کے سامنے بیان کیا تو اُس کا فاقہ بند نہ کیا جائے گا اور اگر اس نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی تو اللہ عزوجل جلد اُسے بے نیاز کردے گا، خواہ جلد موت دے دے یا جلد مالدار کردے۔'' (1) "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب في الاستعفاف، الحديث: ١٦٤٥، ص١٣٤٦. اور طبرانی کی روایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ''حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو بھوکا یا محتاج ہوا اور اس نے آدمیوں سے چھپایا اور اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ ایک سال کی حلال روزی اس پر کشادہ فرمائے۔'' (2) "المعجم الصغير"، الحديث: ٢١٤، ج١، ص١٤١ بعض سائل کہہ دیا کرتے ہیں کہ اللہ (عزوجل) کے لیے دو، خدا کے واسطے دو، حالانکہ اس کی بہت سخت ممانعت آئی ہے۔ ایک حدیث میں اُسے ملعون فرمایا گیا ہے۔ اور ایک حدیث میں بدترین خلائق اور اگر کسی نے اس طرح سوال کیا تو جب تک بُری بات کا سوال نہ ہو یا خود سوال بُرا نہ ہو (جیسے مالدار یا ایسے شخص کا بھیک مانگنا جو قوی تندرست کمانے پر قادر ہو) اور یہ سوال کو بلادقت پورا کرسکتا ہے تو پورا کرنا ہی ادب ہے کہ کہیں بروئے ظاہر حدیث یہ بھی اُسی وعید کا مستحق نہ ہو (3) (طبرانی معجم کبیر میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((ملعون من سال بوجه الله و ملعون من سئل بوجه الله ثم منع سائله مالم يسال هجرا.)) ("الترغيب و الترهيب"، كتاب الصدقات، ترهيب السائل أن يسأل بوجه الله غير الجنة... إلخ، الحديث: ١، ج١، ص٣٤٠.) تجنیس ناصری پھر تاتارخانیہ پھر ہندیہ میں ہے۔ اذا قال السائل بحق الله تعالیٰ او بحق محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلّم ان تعطینی کذا لا یجب علیه فی الحکم، والاحسن فی المروءة ان یعطیه. وعن ابن المبارك قال یعجبنی اذا سأل سائل بوجه الله تعالیٰ ان لا یعطی ۔ ۱۲ منہ (انظر: "ردالمحتار"، كتاب الهبة، مطلب في معنى التمليك، ج١٢، ص٦٤٩.)) ہاں اگر سائل مُتعنّت ہو (4) (سوال کرنے والا خود اپنی ذلت کے درپے ہو یعنی پیشہ ور بھکاری ہو۔) تو نہ دے۔ نیز یہ بھی لحاظ رہے کہ مسجد میں سوال نہ کرے، خصوصاً جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر کہ یہ حرام ہے، بلکہ بعض علما فرماتے ہیں: کہ ''مسجد کے سائل کو اگر ایک پیسہ دیا تو ستّر پیسے اور خیرات کرے کہ اس ایک پیسہ کا کفارہ ہو۔'' (5) "ردالمحتار"، كتاب الهبة، مطلب في معنى التمليك، ج١٢، ص٦٤٩ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک شخص کو عرفہ کے دن عرفات میں سوال کرتے دیکھا، اُسے دُرّے لگائے اور فرمایا: کہ اس دن میں اور ایسی جگہ غیر خدا سے سوال کرتا ہے۔

(6) "مشکاۃ المصابیح"، کتاب الزکاۃ، باب من لا تحل له المسألة ومن تحل له، الحدیث: ١٨٥٥، ج١، ص٥١٤. ان چند احادیث کے دیکھنے سے معلوم ہوا ہوگا کہ بھیک مانگنا بہت ذلّت کی بات ہے بغیر ضرورت سوال نہ کرے اور حالت ضرورت میں بھی اُن امور کا لحاظ رکھے، جن سے ممانعت وارد ہے اور سوال کی اگر حاجت ہی پڑ جائے تو مبالغہ ہرگز نہ کرے کہ بے لیے پیچھا نہ چھوڑے کہ اس کی بھی ممانعت آئی ہے۔

صدقات نفل کا بیان

اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینا نہایت اچھا کام ہے، مال سے تم کو فائدہ نہ پہنچا تو تمھارے کیا کام آیا اور اپنے کام کا وہی ہے جو کھا پہن لیا یا آخرت کے لیے خرچ کیا، نہ وہ کہ جمع کیا اور دوسروں کے لیے چھوڑ گئے۔ اس کے فضائل میں چند حدیثیں سُنیے اور اُن پر عمل کیجیے، اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''بندہ کہتا ہے، میرا مال ہے، میرا مال ہے اور اُسے تو اس کے مال سے تین ہی قسم کا فائدہ ہے، جو کھا کر فنا کر دیا، یا پہن کر پُرانا کر دیا، یا عطا کر کے آخرت کے لیے جمع کیا اور اُس کے سوا جانے والا ہے کہ اوروں کے لیے چھوڑ جائے گا۔'' (1)"صحیح مسلم"، کتاب الزهد و الرقائق، باب الدنیا سجن للمؤمن و جنة للکافر، الحدیث: ٧٤٢٢، ص ١١٩١.

حدیث ۲: بخاری و نسائی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''تم میں کون ہے کہ اُسے اپنے وارث کا مال، اپنے مال سے زیادہ محبوب ہے؟ صحابہ نے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ہم میں کوئی ایسا نہیں، جسے اپنا مال زیادہ محبوب نہ ہو۔ فرمایا: اپنا مال تو وہ ہے، جو آگے روانہ کر چکا اور جو پیچھے چھوڑ گیا، وہ وارث کا مال ہے۔'' (2)"صحیح البخاري"، کتاب الرقائق، باب ماقدم من ماله فهو له، الحدیث: ٦٤٤٢، ص ٥٤١.

حدیث ۳: امام بخاری ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''اگر میرے پاس اُحد برابر سونا ہو تو مجھے یہی پسند آتا ہے کہ تین راتیں نہ گزرنے پائیں اور اُس میں کا میرے پاس کچھ رہ جائے، ہاں اگر مجھ پر دَین ہو تو اُس کے لیے کچھ رکھ لوں گا۔'' (3)"صحیح البخاري"، کتاب الرقائق، باب قول النبي صلی اللہ علیه و سلم ما یسرني أن عندي مثل احد هذا ذهبا، الحدیث: ٦٤٤٥، ص ٥٤١.

حدیث ٤و٥: صحیح مسلم میں انھیں سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی دن ایسا نہیں کہ صبح ہوتی ہے، مگر دو فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان میں ایک کہتا ہے، اے اللہ (عزوجل)! خرچ کرنے والے کو بدلہ دے اور دوسرا کہتا ہے، اے اللہ (عزوجل)! روکنے والے کے مال کو تلف کر۔'' (1)"صحیح مسلم"، کتاب الزکاة، باب في المنفق و الممسك، الحدیث: ٢٣٣٦، ص ٨٣٧. اور اسی کے مثل امام احمد و ابن حبان و حاکم نے ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ٦: صحیحین میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: ''خرچ کر اور شمار نہ کر کہ اللہ تعالیٰ شمار کر کے دے گا اور بند نہ کر کہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ پر بند کر دے گا۔ کچھ دے جو تجھے استطاعت ہو۔'' (2)"صحیح البخاري"، کتاب الزکاة، باب الصدقة فیما استطاع، الحدیث: ١٤٣٤، ص ١١٣. کتاب الهبة، باب هبة المرأة لغیر زوجها... إلخ، الحدیث: ٢٥٩١، ص ٢٠٤

حدیث ۷: نیز صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا: اے ابنِ آدم! خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔" (3) "صحیح البخاري"، کتاب النفقات، باب فضل النفقة

علی الأهل، الحدیث: ٥٣٥٢، ص٤٦٢.

حدیث ۸: صحیح مسلم و سنن ترمذی میں ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ابنِ آدم! بچے ہوئے کا خرچ کرنا، تیرے لیے بہتر ہے اور اُس کا روکنا، تیرے لیے بُرا ہے اور بقدر ضرورت روکنے پر ملامت نہیں اور اُن سے شروع کر جو تیری پرورش میں ہیں۔" (4) "صحیح مسلم"، کتاب الزکاة، باب بیان أن الید

العلیا خیر من الید السفلی... إلخ، الحدیث: ٢٣٨٨، ص٨٤١.

حدیث ۹: صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال ان دو شخصوں کی ہے جو لوہے کی زرہ پہنے ہوئے ہیں، جن کے ہاتھ سینے اور گلے سے جکڑے ہوئے ہیں تو صدقہ دینے والے نے جب صدقہ دیا وہ زرہ کشادہ ہوگئی اور بخیل جب صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے، ہر کڑی اپنی جگہ کو پکڑ لیتی ہے وہ کشادہ کرنا بھی چاہتا ہے تو کشادہ نہیں ہوتی۔" (5) "صحیح مسلم"، کتاب الزکاة، باب

مثل المنفق و البخیل، ٢٣٦٠، ص٨٣٩.

حدیث ۱۰: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "ظلم سے بچو کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہے اور بخل سے بچو کہ بخل نے اگلوں کو ہلاک کیا، اسی بخل نے اُنھیں خون بہانے اور حرام کو حلال کرنے پر آمادہ کیا۔" (6) "صحیح مسلم"، کتاب البر والصلة والأدب، باب تحریم الظلم، الحدیث: ٦٥٧٦، ص١١٢٩.

حدیث ۱۱: نیز اُسی میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کس صدقہ کا زیادہ اجر ہے؟ فرمایا: اس کا کہ صحت کی حالت میں ہو اور لالچ ہو، محتاجی کا ڈر ہو اور تونگری کی آرزو، یہ نہیں کہ چھوڑے رہے اور جب جان گلے کو آجائے تو کہے اتنا فلاں کو اور اتنا فلاں کو دینا اور یہ تو فلاں کا ہو چکا یعنی وارث کا۔" (1) "صحیح مسلم"، کتاب الزکاة، باب بیان ان افضل الصدقة صدقة الصحیح الشحیح، الحدیث: ٢٣٨٢، ص٨٤٠.

حدیث ۱۲: صحیحین میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کعبہ معظمہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے، مجھے دیکھ کر فرمایا: "قسم ہے ربِ کعبہ کی! وہ ٹوٹے میں ہیں۔ میں نے عرض کی، میرے باپ ماں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر قربان وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: زیادہ مال والے، مگر جو اس طرح اور اس طرح کرے آگے پیچھے دہنے بائیں یعنی ہر موقع پر خرچ کرے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔" (2) "صحیح مسلم"، کتاب الزکاة، باب تغلیظ عقوبة من لا یؤدي الزکاة، الحدیث:

٢٣٠٠، ص٨٣٤.

حدیث ۱۳: سنن ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "سخی قریب ہے اللہ (عزوجل) سے، قریب ہے جنت سے، قریب ہے آدمیوں سے، دُور ہے جہنم سے اور بخیل دور ہے اللہ (عزوجل) سے، دور ہے جنت سے، دور ہے آدمیوں سے، قریب ہے جہنم سے اور جاہل سخی اللہ (عزوجل)

کے نزدیک زیادہ پیارا ہے، بخیل عابد سے۔" (3) "جامع الترمذي"، أبواب البر والصلة، باب ماجاء في السخاء، الحديث: ١٩٦١، ص١٨٤٩.

حدیث ۱۴: سُنن ابوداود میں ابوسعید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "آدمی کا اپنی زندگی (یعنی صحت) میں ایک درم صدقہ کرنا، مرتے وقت کے سو درہم صدقہ کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔" (4) "سنن أبي داود"، كتاب الوصايا، باب ماجاء في كراهية الإضرار في الوصية، الحديث: ٢٨٦٦، ص١٤٣٧.

حدیث ۱۵: امام احمد ونسائی ودارمی وترمذی ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص مرتے وقت صدقہ دیتا یا آزاد کرتا ہے، اُس کی مثال اُس شخص کی ہے کہ جب آسودہ ہولیا تو ہدیہ کرتا ہے۔" (5) "سنن الدارمي"، كتاب الوصايا، باب من أحب الوصية ومن كره، الحديث: ٣٢٢٦، ج٢، ص٥٠٥. و "جامع الترمذي"، ابواب الوراء... الخ، باب ماجاء في الرجل يتصدق ... الخ، الحديث: ٢١٢٣، ص١٨٦٤.

حدیث ۱۶: صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: "ایک شخص جنگل میں تھا، اُس نے اَبر میں ایک آواز سُنی کہ فلاں کے باغ کو سیراب کر، وہ اَبر ایک کنارہ کو ہوگیا اور اُس نے پانی سنگستان میں گرایا اور ایک نالی نے وہ سارا پانی لے لیا، وہ شخص پانی کے پیچھے ہولیا، ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے باغ میں کھڑا ہوا کُھرپیا سے پانی پھیر رہا ہے۔ اُس نے کہا، اے اللہ (عزوجل) کے بندے! تیرا کیا نام ہے؟ اُس نے کہا، فلاں نام، وہی نام جو اُس نے اَبر میں سے سُنا۔ اُس نے کہا، اے اللہ (عزوجل) کے بندے! تُو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟ اُس نے کہا، میں نے اُس اَبر میں سے جس کا یہ پانی ہے، ایک آواز سُنی کہ وہ تیرا نام لے کر کہتا ہے، فلاں کے باغ کو سیراب کر، تو تُو کیا کرتا ہے (کہ تیرا نام لے کر پانی بھیجا جاتا ہے)؟ جواب دیا کہ جو کچھ پیدا ہوتا اس میں سے ایک تہائی خیرات کرتا ہوں اور ایک تہائی میں اور میرے بال بچے کھاتے ہیں اور ایک تہائی بونے کے لیے رکھتا ہوں۔" (1) "صحيح مسلم"، كتاب الزهد و الرقائق، باب فضل الانفاق على المساكين وابن السبيل، الحديث: ٧٤٧٣، ص١١٩٤.

حدیث ۱۷: صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: "بنی اسرائیل میں تین شخص تھے۔ ایک برص والا، دوسرا گنجا، تیسرا اندھا۔ اللہ عزوجل نے ان کا امتحان لینا چاہا، ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا، وہ فرشتہ برص والے کے پاس آیا۔ اس سے پوچھا، تجھے کیا چیز زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے کہا: اچھا رنگ اور اچھا چمڑا اور یہ بات جاتی رہے، جس سے لوگ گھن کرتے ہیں۔ فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیرا، وہ گھن کی چیز جاتی رہی اور اچھا رنگ اور اچھی کھال اسے دی گئی، فرشتے نے کہا: تجھے کونسا مال زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے اونٹ کہا یا گائے (راوی کا شک ہے، مگر برص والے اور گنجے میں سے ایک نے اونٹ کہا، دوسرے نے گائے)۔ اُسے دس مہینے کی حاملہ اونٹنی دی اور کہا کہ اللہ تعالٰی تیرے لیے اس میں برکت دے۔

پھر گنجے کے پاس آیا، اُس سے کہا: تجھے کیا شے زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے کہا: خوبصورت بال اور یہ جاتا رہے، جس سے لوگ مجھ سے گھن کرتے ہیں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا، وہ بات جاتی رہی اور خوبصورت بال اُسے دیے گئے،

اُس سے کہا: تجھے کون سا مال محبوب ہے؟ اُس نے گائے بتائی۔ ایک گابھن گائے اُسے دی گئی اور کہا اللہ تعالیٰ تیرے لیے اس میں برکت دے۔

پھر اندھے کے پاس آیا اور کہا: تجھے کیا چیز زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے کہا: یہ کہ اللہ تعالیٰ میری نگاہ واپس دے کہ میں لوگوں کو دیکھوں۔ فرشتہ نے ہاتھ پھیرا، اللہ تعالیٰ نے اُس کی نگاہ واپس دی۔ فرشتہ نے پوچھا، تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے؟ اُس نے کہا: بکری۔ اُسے ایک گابھن بکری دی۔ اب اونٹنی اور گائے اور بکری سب کے بچے ہوئے، ایک کے لیے اونٹوں سے جنگل بھر گیا۔ دوسرے کے لیے گائے سے، تیسرے کے لیے بکریوں سے۔

پھر وہ فرشتہ برص والے کے پاس اُس کی صورت اور ہیأت میں ہوکر آیا (یعنی برص والا بن کر) اور کہا: میں مرد مسکین ہوں، میرے سفر میں وسائل منقطع ہوگئے، پہنچنے کی صورت میرے لیے آج نظر نہیں آتی، مگر اللہ (عزوجل) کی مدد سے پھر تیری مدد سے، میں اُس کے واسطے سے جس نے تجھے خوبصورت رنگ اور اچھا چمڑا اور مال دیا ہے۔ ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں، جس سے میں سفر میں مقصد تک پہنچ جاؤں۔ اُس نے جواب دیا: حقوق بہت ہیں۔ فرشتے نے کہا: گویا میں تجھے پہچانتا ہوں، کیا تو کوڑھی نہ تھا کہ لوگ تجھ سے گھن کرتے تھے، فقیر نہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تجھے مال دیا، اُس نے کہا: میں تو اس مال کا نسلاً بعد نسلٍ وارث کیا گیا ہوں۔ فرشتہ نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کردے جیسا تُو تھا۔

پھر گنجے کے پاس اُسی کی صورت بن کر آیا، اُس سے بھی وہی کہا: اُس نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کردے، جیسا تُو تھا۔

پھر اندھے کے پاس اس کی صورت وہیأت بن کر آیا اور کہا: میں مسکین شخص اور مسافر ہوں، میرے سفر میں وسائل منقطع ہوگئے، آج پہنچنے کی صورت نہیں، مگر اللہ (عزوجل) کی مدد سے پھر تیری مدد سے میں اس کے وسیلہ سے جس نے تجھے نگاہ واپس دی، ایک بکری کا سوال کرتا ہوں جس کی وجہ سے میں اپنے سفر میں مقصد تک پہنچ جاؤں۔ اُس نے کہا: میں اندھا تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے آنکھیں دیں تُو جو چاہے لے لے اور جتنا چاہے چھوڑ دے۔ خدا کی قسم! اللہ (عزوجل) کے لیے تُو جو کچھ لے گا، میں تجھ پر مشقت نہ ڈالوں گا۔ فرشتے نے کہا: تُو اپنا مال اپنے قبضہ میں رکھ، بات یہ ہے کہ تم تینوں شخصوں کا امتحان تھا، تیرے لیے اللہ (عزوجل) کی رضا ہے اور ان دونوں پر ناراضی۔" (1)

"صحيح مسلم"، كتاب الزهد... الخ، باب الدنيا سجن للمؤمن... إلخ، الحديث: ٧٤٣١، ص ١١٩١. و "صحيح البخاري"، كتاب احاديث الأنبياء، باب حديث أبرص وأعمى وأقرع في بني إسرائيل، الحديث: ٣٤٦٤، ص ٢٨٦.

حدیث ۱۸: امام احمد وابوداود و ترمذی ام بجید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہتی ہیں: میں نے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! مسکین دروازہ پر کھڑا ہوتا ہے اور مجھے شرم آتی ہے کہ گھر میں کچھ نہیں ہوتا کہ اُسے دوں، ارشاد فرمایا: "اُسے کچھ دیدے، اگرچہ کُھر جلا ہوا۔" (2)

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أم بجيد، الحديث: ٢٧٢١٨، ج١٠، ص٣٢٨.

حدیث ۱۹: بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کی، کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں گوشت کا ٹکڑا ہدیہ میں آیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گوشت پسند تھا۔ انہوں نے خادمہ سے کہا: اسے گھر میں رکھ دے، شاید حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تناول فرمائیں، اُس نے طاق میں رکھ دیا۔ ایک سائل آکر دروازہ پر کھڑا ہوا اور کہا صدقہ کرو، اللہ تعالیٰ تم میں برکت دے گا۔ لوگوں نے کہا، اللہ (عزوجل) تجھ میں برکت دے۔ (3) (سائل کو واپس کرنا ہوتا تو یہ لفظ بولتے۔ ۱۲ منہ) سائل چلا گیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تشریف لائے اور فرمایا: تمھارے یہاں کچھ کھانے کی چیز ہے؟ اُم المومنین نے عرض کی، ہاں اور خادمہ سے فرمایا: جا وہ گوشت لے آ۔ وہ گئی تو طاق میں ایک پتھر کا ایک ٹکڑا پایا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''چونکہ تم نے سائل کو نہ دیا، لہٰذا وہ گوشت پتھر ہو گیا۔'' (1)

"دلائل النبوة" للبيهقي، باب ماجاء في اللحم الذى صا رحجرا... إلخ، ج٦، ص ٣٠٠. و "مشكاة المصابيح"، كتاب الزكاة، باب الانفاق و كراهية الامساك، الحديث: ١٨٨٠، ج١، ص ٥٢١.

حدیث ۲۰: بیہقی شعب الایمان میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سخاوت جنت میں ایک درخت ہے، جو سخی ہے، اُس نے اُسکی ٹہنی پکڑ لی ہے، وہ ٹہنی اُس کو نہ چھوڑے گی جب تک جنت میں داخل نہ کرلے اور بخل جہنم میں ایک درخت ہے، جو بخیل ہے، اُس نے اس کی ٹہنی پکڑ لی ہے، وہ ٹہنی اُسے جہنم میں داخل کیے بغیر نہ چھوڑے گی۔'' (2) "شعب الإيمان"، باب في الجود والسخاء، الحديث: ١٠٨٧٧، ج٧، ص ٤٣٥.

حدیث ۲۱: رزین نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''صدقہ میں جلدی کرو کہ بلا صدقہ کو نہیں پھلانگتی۔'' (3) "مشكلة المصابيح"، كتاب الزكاة، باب الانفاق و كراهية الأمساك، الحديث: ١٨٨٧، ج١، ص ٥٢٢.

حدیث ۲۲: صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ہر مسلمان پر صدقہ ہے۔ لوگوں نے عرض کی، اگر نہ پائے؟ فرمایا: اپنے ہاتھ سے کام کرے، اپنے کو نفع پہنچائے اور صدقہ بھی دے۔ عرض کی، اگر اس کی استطاعت نہ ہو یا نہ کرے؟ فرمایا: صاحبِ حاجت پریشان کی اعانت کرے۔ عرض کی، اگر یہ بھی نہ کرے؟ فرمایا: نیکی کا حکم کرے۔ عرض کی، اگر یہ بھی نہ کرے؟ فرمایا: شر سے باز رہے کہ یہی اُس کے لیے صدقہ ہے۔'' (4) "صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب كل معروف صدقة، الحديث: ٦٠٢٢، ص ٥٠٩.

حدیث ۲۳: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''دو شخصوں میں عدل کرنا صدقہ ہے، کسی کو جانور پر سوار ہونے میں مدد دینا یا اُس کا اسباب اُٹھا دینا صدقہ ہے اور اچھی بات صدقہ ہے اور جو قدم نماز کی طرف چلے گا صدقہ ہے، راستہ سے اذیت کی چیز دور کرنا صدقہ ہے۔'' (5) "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع... إلخ، الحديث: ٢٣٣٥، ص ٨٣٧

حدیث ۲۴: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو مسلمان پیڑ لگائے یا کھیت بوئے، اُس میں سے کسی آدمی یا پرند یا چوپایہ نے کھایا، وہ سب اُس کے لیے صدقہ ہے۔''

(6)"صحيح مسلم"، كتاب المساقاة والمزارعة، باب فضل الغرس والزرع، الحديث: ٣٩٧٣، ص٩٤٨.

حدیث ۲۵ و ۲۶: سنن ترمذی ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا بھی صدقہ ہے، نیک بات کا حکم کرنا بھی صدقہ ہے، بری بات سے منع کرنا صدقہ ہے، راہ بھولے ہوئے کو راہ بتانا صدقہ ہے، کمزور نگاہ والے کی مدد کرنا صدقہ ہے، راستہ سے پتھر، کانٹا، ہڈی دور کرنا صدقہ ہے، اپنے ڈول میں سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا صدقہ ہے۔'' (1) "جامع الترمذي"، أبواب البر والصلة، باب ماجاء في صنائع المعروف، الحديث: ١٩٥٦، ص١٨٤٨. اسی کے مثل امام احمد و ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۲۷: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ایک درخت کی شاخ بیچ راستہ پر تھی، ایک شخص گیا اور کہا: میں اُس کو مسلمانوں کے راستہ سے دُور کر دوں گا کہ اُن کو ایذا نہ دے، وہ جنت میں داخل کر دیا گیا۔'' (2) "صحيح مسلم"، كتاب البر والصلةو الأدب، باب فضل إزالة الأذى عن الطريق، الحديث:

٦٦٧٠، ٦٦٧٣، ص١١٣٥.

حدیث ۲۸: ابوداود و ترمذی ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو مسلمان کسی مسلمان ننگے کو کپڑا پہنا دے، اللہ تعالیٰ اُسے جنت کے سبز کپڑے پہنائے گا اور جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے، اللہ تعالیٰ اُسے جنت کے پھل کھلائے گا اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے، اللہ تعالیٰ اُسے رحیق مختوم (یعنی جنت کی شراب سر بند) پلائے گا۔'' (3) "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب في فضل سقي الماء،

الحديث: ١٦٨٢، ص١٣٤٨.

حدیث ۲۹: امام احمد و ترمذی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو مسلمان کسی مسلمان کو کپڑا پہنا دے تو جب تک اُس میں کا اُس شخص پر ایک پیوند بھی رہے گا، یہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا۔'' (4) "جامع الترمذي"، أبواب صفة القيامة، باب ماجاء في ثواب من كسا مسلما، الحديث: ٢٤٨٤، ص١٩٠١

حدیث ۳۰ و ۳۱: ترمذی و ابن حبان انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''صدقہ رب عزوجل کے غضب کو بجھاتا ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے۔'' (5) "جامع الترمذي"، أبواب الزكاة، باب ماجاء في فضل الصدقة، الحديث: ٦٦٤، ص١٧١٢. نیز اس کے مثل ابو بکر صدیق و دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۳۲: ترمذی نے بافادۂ تصحیح ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، لوگوں نے ایک بکری ذبح کی تھی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''اس میں سے کیا باقی رہا؟ عرض کی، سوا شانہ کے کچھ باقی نہیں، ارشاد فرمایا: شانہ کے سوا سب باقی ہے۔'' (1) "جامع الترمذي"، أبواب صفة القيامة... إلخ، باب قوله صلى الله عليه وسلم في الشاة،

الحديث: ٢٤٧٠، ص١٩٠٠.

حدیث ۳۳: ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن خزیمہ و ابن حبان ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''تین شخصوں کو اللہ (عزوجل) محبوب رکھتا ہے اور تین شخصوں کو مبغوض۔ جن کو اللہ (عزوجل) محبوب رکھتا ہے، ان میں ایک یہ ہے کہ ایک شخص کسی قوم کے پاس آیا اور اُن سے اللہ (عزوجل) کے نام پر سوال کیا، اس قرابت کے واسطے سے سوال نہ کیا، جو سائل اور قوم کے درمیان ہے، انہوں نے نہ دیا، اُن میں سے ایک شخص چلا گیا اور سائل کو چھپا کر دیا کہ اس کو اللہ (عزوجل) جانتا ہے اور وہ شخص جس کو دیا اور کسی نے نہ جانا۔ اور ایک قوم رات بھر چلی، یہاں تک کہ جب اُنھیں نیند ہر چیز سے زیادہ پیاری ہوگئی، سب نے سر رکھ دیے (یعنی سو گئے)، اُن میں سے ایک شخص کھڑا ہو کر دُعا کرنے لگا اور اللہ (عزوجل) کی آیتیں پڑھنے لگا۔ اور ایک شخص لشکر میں تھا، دشمن سے مقابلہ ہوا اور ان کو شکست ہوئی، اُس شخص نے اپنا سینہ آگے کر دیا، یہاں تک کہ قتل کیا جائے یا فتح ہو۔ اور وہ تین جنھیں اللہ (عزوجل) ناپسند فرماتا ہے۔ ایک بوڑھا زناکار، دوسرا فقیر متکبر، تیسرا مالدار ظالم۔'' (2) "سنن النسائي"، كتاب الزكاة، باب ثواب من يعطي، الحديث: ٢٥٧١، ص٢٢٥٤.

حدیث ۳۴: ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب اللہ (عزوجل) نے زمین پیدا فرمائی تو اُس نے ہلنا شروع کیا تو پہاڑ پیدا فرما کر اس پر نصب فرما دیے اب زمین ٹھہر گئی، فرشتوں کو پہاڑ کی سختی دیکھ کر تعجب ہوا، عرض کی، اے پروردگار! تیری مخلوق میں کوئی ایسی شے ہے کہ وہ پہاڑ سے زیادہ سخت ہے؟ فرمایا: ہاں، لوہا۔ عرض کی، اے رب (عزوجل)! لوہے سے زیادہ سخت کوئی چیز ہے؟ فرمایا: ہاں، آگ۔ عرض کی، آگ سے بھی زیادہ کوئی سخت ہے؟ فرمایا: ہاں، پانی۔ عرض کی، پانی سے بھی زیادہ سخت کچھ ہے؟ فرمایا: ہاں ہَوا۔ عرض کی، ہَوا سے بھی زیادہ سخت کوئی شے ہے؟ فرمایا: ہاں، ابنِ آدم کہ دہنے ہاتھ سے صدقہ کرتا ہے اور اُسے بائیں ہاتھ سے چھپاتا ہے۔'' (3) "جامع الترمذي"، أبواب تفسير القرآن، باب في حكمة خلق الجبال... إلخ، الحديث: ٣٣٦٩، ص١٩٩٨.

حدیث ۳۵: نسائی نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مسلمان اپنے کُل مال سے اللہ (عزوجل) کی راہ میں جوڑا خرچ کرے، جنت کے دربان اس کا استقبال کریں گے۔ ہر ایک اُسے اُس کی طرف بلائے گا، جو اُس کے پاس ہے۔ میں نے عرض کی، اس کی کیا صورت ہے؟ فرمایا: ''اگر اُونٹ دے تو دو اُونٹ اور گائے دے تو دو گائیں۔'' (4) "سنن النسائي"، كتاب الجهاد، باب فضل النفقة في سبيل الله تعالى، الحديث: ٣١٨٧، ص٢٢٩٣.

حدیث ۳۶: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صدقہ خطا کو ایسے دور کرتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھاتا ہے۔'' (1) "جامع الترمذي"، أبواب الإيمان، باب ماجاء في حرمة الصلاة، الحديث: ٢٦١٦، ص١٩١٥.

حدیث ۳۷: امام احمد بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ ''مسلمان کا سایہ قیامت کے دن اُس کا صدقہ ہوگا۔'' (2) "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث رجل من أصحاب النبي

صلى اللّٰه عليه وسلم، الحديث: ١٨٠٦٥، ج٦، ص٣٠٢.

حدیث ۳۸: صحیح بخاری میں ابوہریرہ وحکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''بہتر صدقہ وہ ہے کہ پُشتِ غنیٰ سے ہو یعنی اُس کے بعد تونگری باقی رہے اور ان سے شروع کرو جو تمھاری عیال میں ہیں یعنی پہلے اُن کو دو پھر اوروں کو۔'' (3) "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب لاصدقة إلا عن ظهر غنى، الحديث: ١٤٢٦، ص١١٢.

حدیث ۳۹: ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیحین میں مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''مسلمان جو کچھ اپنے اہل پر خرچ کرتا ہے، اگر ثواب کے لیے ہے تو یہ بھی صدقہ ہے۔'' (4) "صحيح البخاري"، كتاب النفقات، باب فضل النفقة على الأهل... إلخ، الحديث: ٥٣٥١، ص٤٦٢.

حدیث ۴۰: زینب زوجۂ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صحیحین میں مروی، انہوں نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کرایا، شوہر اور یتیم بچے جو پرورش میں ہیں ان کو صدقہ دینا کافی ہوسکتا ہے؟ ارشاد فرمایا: ان کو دینے میں دُونا اجر ہے، ایک اجر قرابت اور ایک اجر صدقہ۔'' (5) "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب فضل النفقة و الصدقة... إلخ، الحديث: ٢٣١٨، ص٨٣٦.

حدیث ۴۱: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی سلیمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسکین کو صدقہ دینا، صرف صدقہ ہے اور رشتہ والے کو دینا، صدقہ بھی ہے اور صلۂ رحمی بھی۔'' (6) "جامع الترمذي"، ابواب الزكاة، باب ماجاء في الصدقة على ذي القرابة، الحديث: ٦٥٨، ص١٧١١.

حدیث ۴۲: امام بخاری و مسلم ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: گھر میں جو کھانے کی چیز ہے، اگر عورت اُس میں سے کچھ دیدے مگر ضائع کرنے کے طور پر نہ ہو تو اُسے دینے کا ثواب ملے گا اور شوہر کو کمانے کا ثواب ملے گا اور خازن (بھنڈاری) کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔ ایک کا اجر دوسرے کے اجر کو کم نہ کرے گا (7) "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب من أمر خادمه... إلخ، الحديث: ١٤٢٥، ص١١٢. (یعنی اس صورت میں کہ جہاں ایسی عادت جاری ہو کہ عورتیں دیا کرتی ہوں اور شوہر منع نہ کرتے ہوں اور اُسی حد تک جو عادت کے موافق ہے مثلاً روٹی دو روٹی، جیسا کہ ہندوستان میں عموماً رواج ہے اور اگر شوہر نے منع کر دیا ہو یا وہاں کی ایسی عادت نہ ہو تو بغیر اجازت عورت کو دینا جائز نہیں۔ ترمذی میں ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا: عورت شوہر کے گھر سے بغیر اجازت کچھ نہ خرچ کرے۔ عرض کی گئی، کھانا بھی نہیں؟ فرمایا: یہ تو بہت اچھا مال ہے۔ (1) "جامع الترمذي"، أبواب الزكاة، باب ماجاء في نفقة المرأة من بيت زوجها، الحديث: ٦٧٠، ص١٧١٢.

حدیث ۴۳: صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خازن مسلمان امانت دار کہ جو اُسے حکم دیا گیا، پورا پورا اُس کو دے دیتا ہے، وہ دو صدقہ دینے والوں میں کا ایک ہے۔''

(2) "صحیح البخاري"، کتاب الزکاۃ، باب اجر الخادم... إلخ، الحدیث: ۱٤۳۸، ص۱۱۳.

حدیث ٤٤: حاکم اور طبرانی اوسط میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ ''ایک لقمہ روٹی اور ایک مٹھی خرما اور اس کی مثل کوئی اور چیز جس سے مسکین کو نفع پہنچے۔ اُن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تین شخصوں کو جنت میں داخل فرماتا ہے۔ ایک صاحب خانہ جس نے حکم دیا، دوسری زوجہ کہ اسے تیار کرتی ہے، تیسرے خادم جو مسکین کو دے آتا ہے پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جس نے ہمارے خادموں کو بھی نہ چھوڑا۔'' (3) "المعجم الأوسط"، باب المیم، الحدیث: ۵۳۰۹، ج٤، ص۸۹.

حدیث ٤۵: ابن ماجہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے خطبہ میں فرمایا: ''اے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ (عزوجل) کی طرف رجوع کرو اور مشغولی سے پہلے اعمال صالحہ کی طرف سبقت کرو اور پوشیدہ وعلانیہ صدقہ دے کر اپنے اور اپنے رب کے درمیان تعلقات کو ملاؤ تو تمھیں روزی دی جائے گی اور تمھاری مدد کی جائے گی اور تمھاری شکستگی دُور کی جائے گی۔'' (4) "سنن ابن ماجہ"، أبواب إقامۃ الصلوات، باب في

فرض الجمعۃ، الحدیث: ۱۰۸۱، ص۲۵٤۰.

حدیث ٤٦: صحیحین میں عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''تم میں ہر شخص سے اللہ عزوجل کلام فرمائے گا، اس کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین کوئی ترجمان نہ ہوگا، وہ اپنی دہنی طرف نظر کرے گا تو جو کچھ پہلے کر چکا ہے، دکھائی دے گا، پھر بائیں طرف دیکھے گا تو وہی دیکھے گا، جو پہلے کر چکا ہے، پھر اپنے سامنے نظر کرے گا تو مونھ کے سامنے آگ دکھائی دے گی تو آگ سے بچو، اگرچہ خرمے کا ایک ٹکڑا دے کر۔'' (5)

"صحیح مسلم"، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ... إلخ، الحدیث: ۲۳٤۸، ص۸۳۸. اور اسی کے مثل عبداللہ بن مسعود وصدیق اکبر واُم المومنین صدیقہ وانس وابوہریرہ وابوامامہ ونعمان بن بشیر وغیرہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ٤۷: ابویعلیٰ جابر اور ترمذی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''صدقہ خطا کو ایسے بجھاتا ہے جیسے پانی آگ کو۔'' (1) "جامع الترمذي"، أبواب الإیمان، باب ماجاء في حرمۃ الصلاۃ،

الحدیث: ۲٦۱٦، ص۱۹۱۵.

حدیث ٤۸: امام احمد وابن خزیمہ وابن حبان وحاکم عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ہر شخص قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا، اُس وقت تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہوجائے۔'' (2) "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الشامیین، حدیث عقبۃ بن عامر، الحدیث: ۱۷۳۳۵ ج٦، ص۱۲٦. وطبرانی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ صدقہ قبر کی حرارت کو دفع کرتا ہے۔'' (3) "المعجم الکبیر"، الحدیث: ۷۸۷، ج۱۷، ص۲۸٦.

حدیث ٤۹: طبرانی وبیہقی حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلاً راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: رب عزوجل فرماتا ہے: ''اے ابنِ آدم! اپنے خزانہ میں سے میرے پاس کچھ جمع کردے، نہ جلے گا، نہ ڈوبے گا، نہ چوری جائے گا۔ تجھے میں پورا دوں گا، اُس وقت کہ تو اُس کا زیادہ محتاج ہوگا۔'' (4) "شعب الإیمان"، باب في الزکاۃ،

التحريض على صدقة التطوع، الحديث: ٣٣٤٢، ج٣، ص ٢١١.

حدیث ٥٠ و ٥١: امام احمد و بزار و طبرانی و ابن خزیمہ و حاکم و بیہقی بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور بیہقی ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ''آدمی جب کچھ بھی صدقہ نکالتا ہے تو ستر شیطان کے جبڑے چیر کر نکلتا ہے۔'' (5) "المسند"

للإمام أحمد بن حنبل، حديث بريدة الأسلمي، الحديث: ٢٣٠٢٣، ج٩، ص ١٢.

حدیث ٥٢: طبرانی نے عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ ''مسلمان کا صدقہ عمر میں زیادتی کا سبب ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے تکبر و فخر کو دور فرما دیتا ہے۔'' (6) "المعجم الكبير"، الحديث: ٣١، ج١٧، ص ٢٢.

حدیث ٥٣: طبرانی کبیر میں رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ ''صدقہ بُرائی کے ستر دروازوں کو بند کر دیتا ہے۔'' (7) "المعجم الكبير"، الحديث: ٤٤٠٢، ج٤، ص ٢٧٤.

حدیث ٥٤: ترمذی و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم حارث اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ ''اللہ عزوجل نے یحییٰ بن زکریا علیہما الصلوۃ والسلام کو پانچ باتوں کی وحی بھیجی کہ خود عمل کریں اور بنی اسرائیل کو حکم فرمائیں کہ وہ ان پر عمل کریں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ اس نے تمھیں صدقہ کا حکم فرمایا ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کو دشمن نے قید کیا اور اس کا ہاتھ گردن سے ملا کر باندھ دیا اور اُسے مارنے کے لیے لائے، اُس وقت تھوڑا بہت جو کچھ تھا، سب کو دے کر اپنی جان بچائی۔'' (1) "جامع الترمذي"، أبواب الأمثال، باب ماجاء في مثل الصلاة

والصيام والصدقة، الحديث: ٢٨٦٣، ص ١٩٣٩.

حدیث ٥٥: ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جس نے حرام مال جمع کیا پھر اُسے صدقہ کیا تو اُس میں اُس کے لیے کچھ ثواب نہیں، بلکہ گناہ ہے۔'' (2)

"الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب الزكاة، باب التطوع، الحديث: ٣٣٥٦، ج٥، ص ١٥١.

حدیث ٥٦: ابوداود و ابن خزیمہ و حاکم اُنھیں سے راوی، عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! کونسا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: ''کم مایہ شخص کا کوشش کر کے صدقہ دینا۔'' (3) "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب الرخصة في

ذلك، الحديث: ١٦٧٧، ص ١٣٤٨.

حدیث ٥٧: نسائی و ابن خزیمہ و ابن حبان اُنھیں سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک درہم لاکھ درہم سے بڑھ گیا۔'' کسی نے عرض کی، یہ کیونکر یارسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)؟ فرمایا: ''ایک شخص کے پاس مالِ کثیر ہے، اُس نے اُس میں لاکھ درہم لے کر صدقہ کیے اور ایک شخص کے پاس صرف دو ۲ ہیں، اُس نے اُن میں سے ایک کو صدقہ کر دیا۔'' (4) "الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب الزكاة، باب صدقة التطوع، الحديث: ٣٣٣٦،

ج٥، ص ١٤٤.

روزہ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ۝ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ وَ عَلَى الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْكِیْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ ؕ وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ؕ وَ مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ٘ وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَ لْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝ اُحِلَّ لَكُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآىٕكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَیْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَ ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى یَتَبَیَّنَ لَكُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَى الَّیْلِ ۚ وَ لَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِی الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ اٰیٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ۝ ﴾ (1) پ۲، البقرۃ: ۱۸۳ ـ ۱۸۷.

''اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسا ان پر فرض ہوا تھا جو تم سے پہلے ہوئے، تا کہ تم گناہوں سے بچو چند دنوں کا۔ پھر تم میں جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو، وہ اور دنوں میں گنتی پوری کرلے اور جو طاقت نہیں رکھتے، وہ فدیہ دیں۔ ایک مسکین کا کھانا پھر جو زیادہ بھلائی کرے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔ ماہِ رمضان جس میں قرآن اُتارا گیا۔ لوگوں کی ہدایت کو اور ہدایت اور حق و باطل میں جدائی بیان کرنے کے لیے تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے تو اس کا روزہ رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرلے۔ اللہ (عزوجل) تمھارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے، سختی کا ارادہ نہیں فرماتا اور تمھیں چاہیے کہ گنتی پوری کرو اور اللہ (عزوجل) کی بڑائی بولو، کہ اُس نے تمھیں ہدایت کی اور اس امید پر کہ اس کے شکر گزار ہو جاؤ۔ اور اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو میں نزدیک ہوں، دُعا کرنے والے کی دُعا سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارے تو اُنھیں چاہیے کہ میری بات قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں، اس اُمید پر کہ راہ پائیں۔ تمھارے لیے روزہ کی رات میں عورتوں سے جماع حلال کیا گیا، وہ تمھارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس۔ اللہ (عزوجل) کو معلوم ہے کہ تم اپنی جانوں پر خیانت کرتے ہو تو تمھاری توبہ قبول کی اور تم سے معاف فرمایا تو اب اُن سے جماع کرو اور اسے چاہو جو اللہ (عزوجل) نے تمھارے لیے لکھا اور کھاؤ اور پیو اس وقت تک کہ فجر کا سُپید ڈورا سیاہ ڈورے سے ممتاز ہو جائے پھر رات تک روزہ پورا کرو اور ان سے جماع نہ کرو اس حال میں کہ تم مسجدوں میں

معتکف ہو۔ یہ اللہ (عزوجل) کی حدیں ہیں، اُن کے قریب نہ جاؤ، اللہ (عزوجل) اپنی نشانیاں یوہیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں وہ بچیں۔"

روزہ بہت عمدہ عبادت ہے، اس کی فضیلت میں بہت حدیثیں آئیں۔ ان میں سے بعض ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جب رمضان آتا ہے، آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔" (2) "صحیح البخاري"، کتاب الصوم، باب هل یقال رمضان أو شهر رمضان... إلخ، الحدیث: ۱۸۹۹، ص ۱۴۸.

ایک روایت میں ہے، کہ "جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔" (1) "صحیح البخاري"، کتاب الصوم، باب هل یقال رمضان أو شهر رمضان... إلخ، الحدیث: ۱۸۹۸، ص ۱۴۸.

ایک روایت میں ہے، "رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیے جاتے ہیں۔" (2) "صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب فضل شهر رمضان، الحدیث: ۲۴۹۶، ص ۸۵۰.

اور امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ کی روایت میں ہے، "جب ماہِ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر لیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں تو اُن میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں تو اُن میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور منادی پکارتا ہے، اے خیر طلب کرنے والے! متوجہ ہو اور اے شر کے چاہنے والے! باز رہ اور کچھ لوگ جہنم سے آزاد ہوتے ہیں اور یہ ہر رات میں ہوتا ہے۔"
(3) "جامع الترمذي"، أبواب الصوم، باب ماجاء في فضل شهر رمضان، الحدیث: ۶۸۲، ص ۱۷۱۴.

امام احمد و نسائی کی روایت انھیں سے ہے، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "رمضان آیا، یہ برکت کا مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کیے، اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کے طوق ڈال دیے جاتے ہیں اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس کی بھلائی سے محروم رہا، وہ بیشک محروم ہے۔" (4) "سنن النسائي"، کتاب الصیام، باب ذکر الاختلاف علی معمر فیه، الحدیث: ۲۱۰۸، ص ۲۲۲۵.

حدیث ۲: ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں۔ رمضان آیا تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "یہ مہینہ آیا، اس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس سے محروم رہا، وہ ہر چیز سے محروم رہا اور اس کی خیر سے وہی محروم ہوگا، جو پورا محروم ہے۔" (5) "سنن ابن ماجه"، أبواب ماجاء في الصیام، باب ماجاء في فضل شهر رمضان، الحدیث: ۱۶۴۴، ص ۲۵۷۵.

حدیث ۳: بیہقی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہتے ہیں: جب رمضان کا مہینہ آتا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب قیدیوں کو رہا فرما دیتے اور ہر سائل کو عطا فرماتے۔" (6) "شعب الإیمان"، باب في الصیام، فضائل شهر رمضان،

الحدیث: ۳٦۲۹، ج۳، ص ۳۱۱.

حدیث ٤: بیہقی شعب الایمان میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت ابتدائے سال سے سال آئندہ تک رمضان کے لیے آراستہ کی جاتی ہے، جب رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتوں سے عرش کے نیچے ایک ہوا حور عین پر چلتی ہے، وہ کہتی ہیں، اے رب! تُو اپنے بندوں سے ہمارے لیے ان کو شوہر بنا، جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اُن کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔'' (1)

(1) "شعب الإيمان"، باب في الصيام، فضائل شهر رمضان، الحديث: ۳٦۳۳، ج۳، ص ۳۱۲ ـ ۳۱۳.

حدیث ٥: امام احمد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''رمضان کی آخر شب میں اِس اُمت کی مغفرت ہوتی ہے۔ عرض کی گئی، کیا وہ شبِ قدر ہے؟ فرمایا: نہیں ولیکن کام کرنے والے کو اس وقت مزدوری پوری دی جاتی ہے، جب کام پورا کرلے۔'' (2)

(2) "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ۷۹۲۲، ج۳، ص ۱٤٤.

حدیث ٦: بیہقی شعب الایمان میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے شعبان کے آخر دن میں وعظ فرمایا۔ فرمایا: ''اے لوگو! تمھارے پاس عظمت والا، برکت والا مہینہ آیا، وہ مہینہ جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس کے روزے اللہ تعالٰی نے فرض کیے اور اس کی رات میں قیام (نماز پڑھنا) تطوع (یعنی سنت) جو اس میں نیکی کا کوئی کام کرے تو ایسا ہے جیسے اور کسی مہینے میں فرض ادا کیا اور اس میں جس نے فرض ادا کیا تو ایسا ہے جیسے اور دنوں میں ستر فرض ادا کیے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ مہینہ مواسات (3) (یعنی غمخواری اور بھلائی۔) کا ہے اور اس مہینے میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے، جو اس میں روزہ دار کو افطار کرائے، اُس کے گناہوں کے لیے مغفرت ہے اور اس کی گردن آگ سے آزاد کر دی جائے گی اور اس افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا بغیر اس کے کہ اُس کے اجر میں سے کچھ کم ہو۔'' ہم نے عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)! ہم میں کا ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا، جس سے روزہ افطار کرائے؟ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''اللہ تعالٰی یہ ثواب اس شخص کو دے گا، جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک خرما یا ایک گھونٹ پانی سے روزہ افطار کرائے اور جس نے روزہ دار کو بھر پیٹ کھانا کھلایا، اُس کو اللہ تعالٰی میرے حوض سے پلائے گا کہ کبھی پیاسا نہ ہوگا یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ اُس کا اوّل رحمت ہے اور اس کا اوسط مغفرت ہے اور اس کا آخر جہنم سے آزادی ہے جو اپنے غلام پر اس مہینے میں تخفیف کرے یعنی کام میں کمی کرے، اللہ تعالٰی اُسے بخش دے گا اور جہنم سے آزاد فرما دے گا۔'' (4)

(4) "شعب الإيمان"، باب في الصيام، فضائل شهر رمضان، الحديث: ۳٦۰۸، ج۳، ص ۳۰٥. و "صحيح ابن خزيمة"، كتاب الصيام، باب فضائل شهر رمضان... إلخ، الحديث: ۱۸۸۷، ج۳، ص ۱۹۱.

حدیث ۷: صحیحین و ترمذی و نسائی و صحیح ابن خزیمہ میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جنت میں آٹھ دروازے ہیں، ان میں ایک دروازہ کا نام ریان ہے، اس دروازہ سے وہی جائیں

گے جوروزہ رکھتے ہیں۔'' (1) "صحيح البخاري"، كتاب بدء الخلق، باب صفة أبواب الجنة، الحديث: ٣٢٥٧، ص ٢٦٣.

حدیث ۸: بخاری ومسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لیے رمضان کا روزہ رکھے گا، اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لیے رمضان کی راتوں کا قیام کرے گا، اُس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لیے شب قدر کا قیام کرے، اُس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں۔'' (2) "صحيح البخاري"، كتاب صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، الحديث: ٢٠٠٩، ص ١٥٦. و "صحيح البخاري"، كتاب فضل ليلة القدر، باب فضل ليلة القدر، الحديث: ٢٠١٤، ص ١٥٧.

حدیث ۹: امام احمد وحاکم اور طبرانی کبیر میں اور ابن ابی الدُّنیا اور بیہقی شعب الایمان میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''روزہ وقرآن بندہ کے لیے شفاعت کریں گے، روزہ کہے گا، اے رب (عزوجل)! میں نے کھانے اور خواہشوں سے دن میں اسے روک دیا، میری شفاعت اُس کے حق میں قبول فرما۔ قرآن کہے گا، اے رب (عزوجل)! میں نے اسے رات میں سونے سے باز رکھا، میری شفاعت اُس کے بارے میں قبول کر۔ دونوں کی شفاعتیں قبول ہوں گی۔'' (3) "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمرو بن العاص، الحديث: ٦٦٣٧، ج٢، ص ٥٨٦.

حدیث ۱۰: صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''آدمی کے ہر نیک کام کا بدلہ دس سے سات سو تک دیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''مگر روزہ کہ وہ میرے لیے ہے اور اُس کی جزا میں دوں گا۔ بندہ اپنی خواہش اور کھانے کو میری وجہ سے ترک کرتا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب (عزوجل) سے ملنے کے وقت اور روزہ دار کے مونھ کی بُو اللہ عزوجل کے نزدیک مُشک سے زیادہ پاکیزہ ہے اور روزہ سپر ہے اور جب کسی کے روزہ کا دن ہو تو نہ بے ہودہ بکے اور نہ چیخے پھر اگر اِس سے کوئی گالی گلوچ کرے یا لڑنے پر آمادہ ہو تو کہہ دے، میں روزہ دار ہوں۔'' (4) "مشكاة المصابيح"، كتاب الصوم، الفصل الأول، الحديث: ١٩٥٩، ج١، ص ٥٤١. اسی کے مثل امام مالک وابوداود وترمذی ونسائی اور ابن خزیمہ نے روایت کی۔

حدیث ۱۱: طبرانی اوسط میں اور بیہقی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل کے نزدیک اعمال سات قسم کے ہیں۔ دو عمل واجب کرنے والے اور دو کا بدلہ ان کے برابر ہے اور ایک عمل کا بدلا دس گنا اور ایک عمل کا معاوضہ سات سو ہے اور ایک وہ عمل ہے، جس کا ثواب اللہ (عزوجل) ہی جانے۔ وہ دو جو واجب کرنے والے ہیں ان میں:

(۱) ایک یہ کہ جو خدا سے اس حال میں ملے کہ خالص اسی کی عبادت کرتا تھا، کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرتا تھا، اُس کے لیے جنت واجب۔

(۲) دوسرا یہ کہ جو خدا سے ملا اس حال میں کہ اُس نے شرک کیا ہے تو اس کے لیے جہنم واجب اور

(۳) جس نے برائی کی، اس کو اسی قدر سزا دی جائے گی اور

(۴) جس نے نیکی کا ارادہ کیا، مگر عمل نہ کیا تو اُس کو ایک نیکی کا بدلا دیا جائے گا اور

(۵) جس نے نیکی کی، اُسے دس گنا ثواب ملے گا اور

(۶) جس نے اللہ (عزوجل) کی راہ میں خرچ کیا، اُس کو سات سوگنا ثواب ملے گا۔ ایک درہم کا سات سو درہم اور ایک دینار کا ثواب سات سو دینار اور روزہ اللہ عزوجل کے لیے ہے، اس کا ثواب اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا۔" (1)

"شعب الإيمان"، باب في الصيام، فضائل الصوم، الحديث: ۳۵۸۹، ج۳، ص۲۹۸. و "الترغيب و الترهيب"، كتاب الصوم، الحديث: ۸، ج۲، ص۴۹.

حدیث ۱۲ تا ۱۵: امام احمد باسناد حسن اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "روزہ سپر ہے اور دوزخ سے حفاظت کا مضبوط قلعہ۔" (2) "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسندأبي هريرة، الحديث: ۹۲۳۶، ج۳، ص۳۶۷. اُسی کے قریب جابر وعثمان بن ابی العاص ومعاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۱۶ و ۱۷: ابو یعلیٰ وبیہقی سلمہ بن قیس اور احمد و بزار ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے اللہ عزوجل کی رضا کے لیے ایک دن کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے اتنا دور کردے گا جیسے کوا کہ جب بچہ تھا، اس وقت سے اُڑتا رہا یہاں تک کہ بوڑھا ہو کر مرا۔" (3) "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسندأبي هريرة، الحديث: ۱۰۸۱۰، ج۳، ص۶۱۹.

حدیث ۱۸: ابو یعلیٰ وطبرانی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر کسی نے ایک دن نفل روزہ رکھا اور زمین بھر اُسے سونا دیا جائے، جب بھی اس کا ثواب پورا نہ ہوگا۔ اس کا ثواب تو قیامت ہی کے دن ملے گا۔" (4) "مسند أبي يعلى"، مسند أبي هريرة، الحديث: ۶۱۰۴، ج۵، ص۳۵۳.

حدیث ۱۹: ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر شے کے لیے زکاۃ ہے اور بدن کی زکاۃ روزہ ہے اور روزہ نصف صبر ہے۔" (1) "سنن ابن ماجه"، أبواب ماجاء في الصيام، باب في الصوم زكاة الجسد، الحديث: ۱۷۴۵، ص۲۵۸۱.

حدیث ۲۰: نسائی وابن خزیمہ وحاکم ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! "مجھے کسی عمل کا حکم فرمائیے؟ ارشاد فرمایا: "روزہ کو لازم کرلو کہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔ میں نے عرض کی، مجھے کسی عمل کا حکم فرمائیے؟ ارشاد فرمایا: روزہ کو لازم کرلو کہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔ انہوں نے پھر وہی عرض کی، وہی جواب ارشاد ہوا۔" (2) "سنن النسائي"، كتاب الصيام، باب ذكر الاختلاف... إلخ، الحديث: ۲۲۲۵، ص۲۲۳۲. و "الترغيب و الترهيب"، كتاب الصوم، الحديث: ۲۱، ج۲، ص۵۲.

حدیث ۲۱ تا ۲۶: بخاری ومسلم وترمذی ونسائی ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ اللہ (عزوجل) کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے، اللہ تعالیٰ اُس کے مونھ کو دوزخ سے ستر برس کی راہ

دور فرما دے گا۔'' (3) "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب فضل الصيام في سبيل الله... إلخ، الحديث: ٢٧١٣، ص ٨٦٢. اور اسی کی مثل نسائی و ترمذی و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، اور طبرانی ابو درداء اور ترمذی ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: کہ ''اُس کے اور جہنم کے درمیان اللہ تعالیٰ اتنی بڑی خندق کر دے گا، جتنا آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔'' (4) "جامع الترمذي"، أبواب فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل الصوم... إلخ، الحديث: ١٦٢٤، ص ١٨١٩.

اور طبرانی کی روایت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ''دوزخ اس سے سو برس کی راہ دُور ہوگی۔'' (5) "المعجم الأوسط"، باب الياء، الحديث: ٣٢٤٩، ج٢، ص٢٦٨. اور ابو یعلیٰ کی روایت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ''غیر رمضان میں اللہ (عزوجل) کی راہ میں روزہ رکھا تو تیز گھوڑے کی رفتار سے سو برس کی مسافت پر جہنم سے دور ہوگا۔'' (6) "مسند أبي يعلى"، مسندمعاذ بن أنس، الحديث: ١٤٨٤، ج٢، ص٣٦.

حدیث ۲۷: بیہقی عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: روزہ دار کی دُعا، افطار کے وقت رد نہیں کی جاتی۔'' (7) "شعب الإيمان"، باب في الصيام، فصل فيما يفطر الصائم عليه، الحديث: ٣٩٠٤، ج٣، ص٤٠٧.

حدیث ۲۸: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے: ''تین شخص کی دُعا رد نہیں کی جاتی۔ روزہ دار جس وقت افطار کرتا ہے اور بادشاہ عادل اور مظلوم کی دُعا، اِس کو اللہ تعالیٰ ابر سے اوپر بلند کرتا ہے اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔'' اور رب عزوجل فرماتا ہے: ''مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! ضرور تیری مدد کروں گا، اگرچہ تھوڑے زمانہ بعد۔'' (1) "سنن ابن ماجه"، أبواب ماجاء في الصيام، باب في الصائم لاتردد عوته، الحديث: ١٧٥٢، ص ٢٥٨١.

حدیث ۲۹: ابن حبان و بیہقی ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس نے رمضان کا روزہ رکھا اور اُس کی حدود کو پہچانا اور جس چیز سے بچنا چاہیے اُس سے بچا تو جو پہلے کر چکا ہے اُس کا کفارہ ہو گیا۔'' (2) "الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب الصوم، باب فضل رمضان، الحديث: ٣٤٢٤، ج٥، ص١٨٢-١٨٣.

حدیث ۳۰: ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس نے مکّہ میں ماہِ رمضان پایا اور روزہ رکھا اور رات میں جتنا میسّر آیا قیام کیا تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے اور جگہ کے ایک لاکھ رمضان کا ثواب لکھے گا اور ہر دن ایک گردن آزاد کرنے کا ثواب اور ہر رات ایک گردن آزاد کرنے کا ثواب اور ہر روز جہاد میں گھوڑے پر سوار کر دینے کا ثواب اور ہر دن میں حسنہ اور ہر رات میں حسنہ لکھے گا۔'' (3) "سنن ابن ماجه"، أبواب المناسك، باب الصوم شهر رمضان بمكة، الحديث: ٣١١٧، ص٢٦٦٦.

حدیث ۳۱: بیہقی جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''میری اُمت کو ماہِ رمضان میں پانچ باتیں دی گئیں، کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں۔ اوّل یہ کہ جب رمضان کی پہلی

رات ہوتی ہے، اللہ عزوجل ان کی طرف نظر فرماتا ہے اور جس کی طرف نظر فرمائے گا، اُسے کبھی عذاب نہ کرے گا۔ دوسری یہ کہ شام کے وقت اُن کے مونھ کی بُو اللہ (عزوجل) کے نزدیک مُشک سے زیادہ اچھی ہے۔ تیسری یہ ہے کہ ہر دن اور ہر رات میں فرشتے ان کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ چوتھی یہ کہ اللہ عزوجل جنت کو حکم فرماتا ہے، کہتا ہے: مستعد ہو جا اور میرے بندوں کے لیے مزیّن ہو جا قریب ہے کہ دنیا کی تعب سے یہاں آکر آرام کریں۔ پانچویں یہ کہ جب آخر رات ہوتی ہے تو ان سب کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ کسی نے عرض کی، کیا وہ شب قدر ہے؟ فرمایا: نہیں کیا تو نہیں دیکھتا کہ کام کرنے والے کام کرتے ہیں، جب کام سے فارغ ہوتے ہیں اُس وقت مزدوری پاتے ہیں۔'' (4) ''شعب

الایمان''، باب في الصیام، فضائل شهر رمضان، الحدیث: ٣٦٠٢، ج٣، ص٣٠٣.

حدیث ۳۲ تا ۳۴: حاکم نے کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب لوگ منبر کے پاس حاضر ہوں، ہم حاضر ہوئے، جب حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) منبر کے پہلے درجہ پر چڑھے، کہا: آمین۔ دوسرے پر چڑھے، کہا: آمین۔ تیسرے پر چڑھے، کہا: آمین'' جب منبر سے تشریف لائے، ہم نے عرض کی، آج ہم نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے ایسی بات سُنی کہ کبھی نہ سُنتے تھے۔ فرمایا: جبرئیل نے آکر عرض کی، ''وہ شخص دور ہو، جس نے رمضان پایا اور اپنی مغفرت نہ کرائی۔ میں نے کہا آمین۔ جب دوسرے درجہ پر چڑھا تو کہا وہ شخص دور ہو، جس کے پاس میرا ذکر ہو اور مجھ پر درود نہ بھیجے۔ میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا کہا وہ شخص دور ہو، جس کے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپا آئے اور اُن کی خدمت کر کے جنت میں نہ جائے۔ میں نے کہا آمین۔'' (1) ''المستدرک''، کتاب البر والصلة، باب لعن اللہ العاق لوالدیہ...إلخ، الحدیث: ۷۳۳۸، ج۵، ص۲۱۲. اسی کے مثل ابو ہریرہ و حسن بن مالک بن حویرث رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ابن حبان نے روایت کی۔

حدیث ۳۵: اصبہانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے، اللہ عزوجل اپنی مخلوق کی طرف نظر فرماتا ہے اور جب اللہ (عزوجل) کسی بندہ کی طرف نظر فرمائے تو اُسے کبھی عذاب نہ دے گا اور ہر روز دس لاکھ کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب انتیسویں[۲۹] رات ہوتی ہے تو مہینے بھر میں جتنے آزاد کیے، اُن کے مجموعہ کے برابر اُس ایک رات میں آزاد کرتا ہے پھر جب عید الفطر کی رات آتی ہے، ملائکہ خوشی کرتے ہیں اور اللہ عزوجل اپنے نور کی خاص تجلّی فرماتا ہے، فرشتوں سے فرماتا ہے: ''اے گروہ ملائکہ! اُس مزدور کا کیا بدلہ ہے، جس نے کام پورا کرلیا۔'' فرشتے عرض کرتے ہیں، اُس کو پورا اجر دیا جائے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''میں تمھیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔'' (2) ''کنز العمال''، کتاب الصوم، الحدیث:

٢٣٧٠٢، ج٨، ص٢١٩.

حدیث ۳۶: ابن خزیمہ نے ابو مسعود غفاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کی، اُس میں یہ بھی ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''اگر بندوں کو معلوم ہوتا کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری اُمت تمنا کرتی کہ پورا سال رمضان ہی ہو۔'' (3) ''صحیح ابن خزیمة''، کتاب الصیام، باب ذکر تزیین الجنة لشهر رمضان... إلخ، الحدیث: ١٨٨٦،

ج۳، ص۱۹۰.

حدیث ۳۷: بزار وابن خزیمہ وابن حبان عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ ایک شخص نے عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)! فرمایئے تو اگر میں اُس کی گواہی دوں کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) اللہ (عزوجل) کے رسول ہیں اور پانچوں نمازیں پڑھوں اور زکاۃ ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور اس کی راتوں کا قیام کروں تو میں کن لوگوں میں سے ہوں گا؟ فرمایا: ''صدیقین اور شہدا میں سے۔'' (4)

"الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب الصوم، باب فضل رمضان، الحديث: ۳۴۲۹، ج۵، ص۱۸۴.

مسائلِ فقہیّہ

روزہ عرف شرع میں مسلمان کا بہ نیت عبادت صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے کو قصداً کھانے پینے جماع سے باز رکھنا، عورت کا حیض ونفاس سے خالی ہونا شرط ہے۔ (1) "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الأول، ج١، ص١٩٤. (عامۂ کتب)

مسئلہ ۱: روزے کے تین درجے ہیں۔ ایک عام لوگوں کا روزہ کہ یہی پیٹ اور شرم گاہ کو کھانے پینے جماع سے روکنا۔ دوسرا خواص کا روزہ کہ انکے علاوہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ پاؤں اور تمام اعضا کو گناہ سے باز رکھنا۔ تیسرا خاص الخاص کا کہ جمیع ماسوا اللہ (2) (یعنی اللہ عزوجل کے سوا کائنات کی ہر چیز۔) سے اپنے کو بالکلیہ جُدا کر کے صرف اسی کی طرف متوجہ رہنا۔ (3) "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٧٥ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۲: روزے کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) فرض۔

(۲) واجب۔

(۳) نفل۔

(۴) مکروہِ تنزیہی۔

(۵) مکروہِ تحریمی۔

فرض وواجب کی دو قسمیں ہیں: معیّن وغیر معیّن۔ فرض معیّن جیسے ادائے رمضان۔ فرض غیر معیّن جیسے قضائے رمضان اور روزۂ کفارہ۔ واجب معیّن جیسے نذر معیّن۔ واجب غیر معیّن جیسے نذر مطلق۔

نفل دو ہیں: نفل مسنون، نفل مستحب جیسے عاشورا یعنی دسویں محرم کا روزہ اور اس کے ساتھ نویں کا بھی اور ہر مہینے میں تیرھویں، چودھویں، پندرھویں اور عرفہ کا روزہ، پیر اور جمعرات کا روزہ، شش عید کے روزے صوم داود علیہ السلام، یعنی ایک دن روزہ ایک دن افطار۔

مکروہِ تنزیہی جیسے صرف ہفتہ کے دن روزہ رکھنا۔ نیروز ومہرگان کے دن روزہ۔ صومِ دہر (یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا)، صومِ سکوت (یعنی ایسا روزہ جس میں کچھ بات نہ کرے)، صومِ وصال کہ روزہ رکھ کر افطار نہ کرے اور دوسرے دن پھر روزہ رکھے، یہ سب مکروہِ تنزیہی ہیں۔ مکروہِ تحریمی جیسے عید اور ایام تشریق (1) (یعنی عیدالفطر، عیدالاضحیٰ اور گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ، ان پانچ دنوں۔) کے روزے۔ (2) "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الأول، ج١، ص١٩٤ و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، ج٣، ص ٣٨٨ ـ ٣٩٢. (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: روزے کے مختلف اسباب ہیں، روزۂ رمضان کا سبب ماہِ رمضان کا آنا، روزۂ نذر کا سبب منت ماننا، روزۂ کفارہ کا سبب قسم توڑنا یا قتل یا ظہار وغیرہ۔ (3) "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الأول، ج١، ص١٩٤. (عالمگیری)

مسئلہ ٤: ماہِ رمضان کا روزہ فرض جب ہوگا کہ وہ وقت جس میں روزہ کی ابتدا کر سکے پالے یعنی صبح صادق سے ضحوۂ

کبریٰ تک کہ اُس کے بعد روزہ کی نیّت نہیں ہوسکتی، لہٰذا روزہ نہیں ہوسکتا اور رات میں نیّت ہوسکتی ہے مگر روزہ کی محل نہیں، لہٰذا اگر مجنون کو رمضان کی کسی رات میں ہوش آیا اور صبح جنون کی حالت میں ہوئی یا ضحوۂ کبریٰ کے بعد کسی دن ہوش آیا تو اُس پر رمضان کے روزے کی قضا نہیں، جبکہ پورا رمضان اسی جنون میں گزر جائے اور ایک دن بھی ایسا وقت مل گیا، جس میں نیّت کرسکتا ہے تو سارے رمضان کی قضا لازم ہے۔(4) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج۳، ص ۳۸۵ ـ ۳۸۷ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: رات میں روزہ کی نیّت کی اور صبح غشی کی حالت میں ہوئی اور یہ غشی کئی دن تک رہی تو صرف پہلے دن کا روزہ ہوا باقی دنوں کی قضا رکھے، اگرچہ پورے رمضان بھر غشی رہی اگرچہ نیّت کا وقت نہ ملا۔(5) "الجوھرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص۱۷۵. و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۳۸۸. (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ٦: ادائے روزۂ رمضان اور نذر معین اور نفل کے روزوں کے لیے نیّت کا وقت غروب آفتاب سے ضحوۂ کبریٰ تک ہے، اس وقت میں جب نیّت کرلے، یہ روزے ہوجائیں گے۔ لہٰذا آفتاب ڈوبنے سے پہلے نیّت کی کہ کل روزہ رکھوں گا پھر بے ہوش ہوگیا اور ضحوۂ کبریٰ کے بعد ہوش آیا تو یہ روزہ نہ ہوا اور آفتاب ڈوبنے کے بعد نیّت کی تھی تو ہوگیا۔(6) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج۳، ص ۳۹۳. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: ضحوۂ کبریٰ نیّت کا وقت نہیں، بلکہ اس سے پیشتر نیّت ہوجانا ضرور ہے اور اگر خاص اس وقت یعنی جس وقت آفتاب خطِ نصف النہار شرعی پر پہنچ گیا، نیّت کی تو روزہ نہ ہوا۔(7) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص ۳۹٤.

(درمختار)

مسئلہ ۸: نیّت کے بارے میں نفل عام ہے، سنت و مستحب و مکروہ سب کو شامل ہے کہ ان سب کے لیے نیّت کا وہی وقت ہے۔(1) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج۳، ص ۳۹۳. (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: جس طرح اور جگہ بتایا گیا کہ نیّت دل کے ارادہ کا نام ہے، زبان سے کہنا شرط نہیں۔ یہاں بھی وہی مراد ہے مگر زبان سے کہہ لینا مستحب ہے، اگر رات میں نیّت کرے تو یوں کہے:

نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ غَدًا لِلّٰهِ تَعَالٰی مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ هٰذَا .

''یعنی میں نے نیّت کی کہ اللہ عزوجل کے لیے اس رمضان کا فرض روزہ کل رکھوں گا۔''

اور اگر دن میں نیّت کرے تو یہ کہے:

نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ هٰذَا الْیَوْمَ لِلّٰهِ تَعَالٰی مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ .

''میں نے نیّت کی کہ اللہ تعالیٰ کے لیے آج رمضان کا فرض روزہ رکھوں گا۔''

اور اگر تبرک و طلب توفیق کے لیے نیّت کے الفاظ میں انشاء اللہ تعالیٰ بھی ملا لیا تو حرج نہیں اور اگر پکا ارادہ نہ ہو، مذبذب ہو تو نیّت ہی کہاں ہوئی۔(2) "الجوھرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص۱۷۵. (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۱۰: دن میں نیّت کرے تو ضرور ہے کہ یہ نیّت کرے کہ میں صبح صادق سے روزہ دار ہوں اور اگر یہ نیّت

ہے کہ اب سے روزہ دار ہوں، صبح سے نہیں تو روزہ نہ ہوا۔ (3) "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص ۱۷۵ و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹٤. (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: اگرچہ ان تین قسم کے روزوں کی نیّت دن میں بھی ہوسکتی ہے، مگر رات میں نیّت کرلینا مستحب ہے۔ (4) "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص ۱۷۵. (جوہرہ)

مسئلہ ۱۲: یوں نیّت کی کہ کل کہیں دعوت ہوئی تو روزہ نہیں اور نہ ہوئی تو روزہ ہے یہ نیّت صحیح نہیں، بہرحال وہ روزہ دار نہیں۔ (5) "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الأول في تعريفه... إلخ، ج ۱، ص ۱۹۵. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: رمضان کے دن میں نہ روزہ کی نیّت ہے نہ یہ کہ روزہ نہیں، اگرچہ معلوم ہے کہ یہ مہینہ رمضان کا ہے تو روزہ نہ ہوا۔ (1) "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الأول في تعريفه... إلخ، ج ۱، ص ۱۹۵. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: رات میں نیّت کی پھر اس کے بعد رات ہی میں کھایا پیا، تو نیّت جاتی نہ رہی وہی پہلی کافی ہے پھر سے نیّت کرنا ضرور نہیں۔ (2) "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص ۱۷۵. (جوہرہ)

مسئلہ ۱۵: عورت حیض و نفاس والی تھی، اُس نے رات میں کل روزہ رکھنے کی نیّت کی اور صبح صادق سے پہلے حیض و نفاس سے پاک ہوگئی تو روزہ صحیح ہوگیا۔ (3) "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص ۱۷۵. (جوہرہ)

مسئلہ ۱۶: دن میں وہ نیّت کام کی ہے کہ صبح صادق سے نیّت کرتے وقت تک روزہ کے خلاف کوئی امر نہ پایا گیا ہو، لہٰذا اگر صبح صادق کے بعد بھول کر بھی کھا پی لیا ہو یا جماع کرلیا تو اب نیّت نہیں ہوسکتی۔ (4) "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص ۱۷٦ (جوہرہ) مگر معتمد یہ ہے کہ بھولنے کی حالت میں اب بھی نیّت صحیح ہے۔ (5) "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده، ج ۳، ص ٤١٩ (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: جس طرح نماز میں کلام کی نیّت کی، مگر بات نہ کی تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ یوہیں روزہ میں توڑنے کی نیّت سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، جب تک توڑنے والی چیز نہ کرے۔ (6) "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص ۱۷۵. (جوہرہ)

مسئلہ ۱۸: اگر رات میں روزہ کی نیّت کی پھر پکا ارادہ کرلیا کہ نہیں رکھے گا تو وہ نیّت جاتی رہی۔ اگر نئی نیّت نہ کی اور دن بھر بھوکا پیاسا رہا اور جماع سے بچا تو روزہ نہ ہوا۔ (7) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۸. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: سحری کھانا بھی نیّت ہے، خواہ رمضان کے روزے کے لیے ہو یا کسی اور روزہ کے لیے، مگر جب سحری کھاتے وقت یہ ارادہ ہے کہ صبح کو روزہ نہ ہوگا تو یہ سحری کھانا نیّت نہیں۔ (8) "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص ۱۷٦. (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: رمضان کے ہر روزہ کے لیے نئی نیّت کی ضرورت ہے۔ پہلی یا کسی تاریخ میں پورے رمضان کے روزہ کی نیّت کرلی تو یہ نیّت صرف اُسی ایک دن کے حق میں ہے، باقی دنوں کے لیے نہیں۔ (9) "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص ۱۷٦. (جوہرہ)

مسئلہ ۲۱: یہ تینوں یعنی رمضان کی ادا اور نفل و نذر معین مطلقاً روزہ کی نیّت سے ہو جاتے ہیں، خاص انھیں کی نیّت ضروری نہیں۔ یوہیں نفل کی نیّت سے بھی ادا ہو جاتے ہیں، بلکہ غیر مریض و مسافر نے رمضان میں کسی اور واجب کی نیّت کی جب بھی اسی رمضان کا ہوگا۔[1] "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۳۹۳. وغیرہ **(درمختار وغیرہ)**

مسئلہ ۲۲: مسافر اور مریض اگر رمضان شریف میں نفل یا کسی دوسرے واجب کی نیّت کریں تو جس کی نیّت کریں گے، وہی ہوگا رمضان کا نہیں۔[2] "تنویر الأبصار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۳۹۵. **(تنویرالابصار)** اور مطلق روزے کی نیّت کریں تو رمضان کا ہوگا۔[3] "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج۱، ص۱۹۵ ـ ۱۹۶. **(عالمگیری)**

مسئلہ ۲۳: نذر معین یعنی فلاں دن روزہ رکھوں گا، اس میں اگر اُس دن کسی اور واجب کی نیّت سے روزہ رکھا تو جس کی نیّت سے روزہ رکھا، وہ ہوا منت کی قضا دے۔[4] المرجع السابق، ص۱۹۶ **(عالمگیری)**

مسئلہ ۲۴: رمضان کے مہینے میں کوئی اور روزہ رکھا اور اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ ماہِ رمضان ہے، جب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوا۔[5] "الدرالمختار"، **(درمختار)**

مسئلہ ۲۵: کوئی مسلمان دارالحرب میں قید تھا اور ہر سال یہ سوچ کر کہ رمضان کا مہینہ آگیا، رمضان کے روزے رکھے بعد کو معلوم ہوا کہ کسی سال بھی رمضان میں نہ ہوئے بلکہ ہر سال رمضان سے پیشتر ہوئے تو پہلے سال کا تو ہوا ہی نہیں کہ رمضان سے پیشتر رمضان کا روزہ ہو نہیں سکتا اور دوسرے تیسرے سال کی نسبت یہ ہے کہ اگر مطلق رمضان کی نیّت کی تھی تو ہر سال کے روزے سال گزشتہ کے روزوں کی قضا ہیں اور اگر اس سال کے رمضان کی نیت سے رکھے تو کسی سال کے نہ ہوئے۔[6] "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۳۹۷. **(ردالمحتار)**

مسئلہ ۲۶: اگر صورت مذکورہ میں تحرّی کی یعنی سوچا اور دل میں یہ بات جمی کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے اور روزہ رکھا، مگر واقع میں روزے شوال کے مہینے میں ہوئے تو اگر رات سے نیت کی تو ہو گئے، کیونکہ قضا میں قضا کی نیت شرط نہیں، بلکہ ادا کی نیت سے بھی قضا ہو جاتی ہے پھر اگر رمضان و شوال دونوں تیس ۳۰ تیس ۳۰ دن یا انتیس ۲۹ انتیس ۲۹ دن کے ہیں تو ایک روزہ اور رکھے کہ عید کا روزہ ممنوع ہے اور اگر رمضان تیس ۳۰ کا اور شوال انتیس ۲۹ کا تو دو اور رکھے اور رمضان انتیس ۲۹ کا تھا اور یہ تیس ۳۰ کا تو پورے ہو گئے اور اگر وہ مہینہ ذی الحجہ کا تھا تو اگر دونوں تیس ۳۰ یا انتیس ۲۹ کے ہیں تو چار روزے اور رکھے اور رمضان تیس کا تھا یہ انتیس کا تو پانچ اور بالعکس تو تین رکھے۔ غرض ممنوع روزے نکال کر وہ تعداد پوری کرنی ہوگی جتنے رمضان کے دن تھے۔[1] "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج۱، ص۱۹۶. **(عالمگیری)**

مسئلہ ۲۷: ادائے رمضان اور نذر معیّن اور نفل کے علاوہ باقی روزے، مثلاً قضائے رمضان اور نذر غیر معیّن اور نفل کی قضا (یعنی نفلی روزہ رکھ کر توڑ دیا تھا اس کی قضا) اور نذر معیّن کی قضا اور کفارہ کا روزہ اور حرم میں شکار کرنے کی وجہ سے جو روزہ واجب ہوا وہ اور حج میں وقت سے پہلے سر منڈانے کا روزہ اور تمتع کا روزہ، ان سب میں عین صبح چمکتے وقت یا رات میں نیّت کرنا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ جو روزہ رکھنا ہے، خاص اس معیّن کی نیّت کرے اور اُن روزوں کی نیّت اگر دن میں کی تو نفل ہوئے پھر بھی ان کا پورا کرنا ضرور ہے توڑے گا تو قضا واجب ہوگی۔ اگر چہ یہ اس

کے علم میں ہو کہ جو روزہ رکھنا چاہتا ہے یہ وہ نہیں ہوگا بلکہ نفل ہوگا۔ (2) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۳۹۳. وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۸: یہ گمان کرکے کہ اس کے ذمہ روزے کی قضا ہے روزہ رکھا۔ اب معلوم ہوا کہ گمان غلط تھا تو اگر فوراً توڑ دے تو توڑ سکتا ہے، اگرچہ بہتر یہ ہے کہ پورا کرلے اور فوراً نہ توڑا تو اب نہیں توڑ سکتا، توڑے گا تو قضا واجب ہے۔ (3) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج۳ ص۳۹۹. (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: رات میں قضا روزے کی نیّت کی، صبح کو اُسے نفل کرنا چاہتا ہے تو نہیں کر سکتا۔ (4) المرجع السابق، ص۳۹۸. (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: نماز پڑھتے میں روزہ کی نیّت کی تو نیّت صحیح ہے۔ (5) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۳۹۸ (درمختار)

مسئلہ ۳۱: کئی روزے قضا ہوگئے تو نیّت میں یہ ہونا چاہیے کہ اس رمضان کے پہلے روزے کی قضا، دوسرے کی قضا اور اگر کچھ اس سال کے قضا ہوگئے، کچھ اگلے سال کے باقی ہیں تو یہ نیّت ہونی چاہیے کہ اس رمضان کی اور اُس رمضان کی قضا اور اگر دن اور سال کو معیّن نہ کیا، جب بھی ہو جائیں گے۔ (6) "الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج۱، ص۱۹٦ (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: رمضان کا روزہ قصداً توڑا تھا تو اس پر اس روزے کی قضا ہے اور (7) (اگر کفارے کی شرائط پائی گئیں تو۔) ساٹھ روزے کفارہ کے۔ اب اُس نے اکسٹھ روزے رکھ لیے، قضا کا دن معیّن نہ کیا تو ہوگیا۔ (1) "الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج۱، ص۱۹٦. (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: یوم الشک یعنی شعبان کی تیسویں تاریخ کو نفل خالص کی نیّت سے روزہ رکھ سکتے ہیں اور نفل کے سوا کوئی اور روزہ رکھا تو مکروہ ہے، خواہ مطلق روزہ کی نیّت ہو یا فرض کی یا کسی واجب کی، خواہ نیّت معیّن کی، کی ہو یا تردد کے ساتھ یہ سب صورتیں مکروہ ہیں۔ پھر اگر رمضان کی نیّت ہے تو مکروہ تحریمی ہے، ورنہ مقیم کے لیے تنزیہی اور مسافر نے اگر کسی واجب کی نیّت کی تو کراہت نہیں پھر اگر اس دن کا رمضان ہونا ثابت ہو جائے تو مقیم کے لیے بہرحال رمضان کا روزہ ہے اور اگر یہ ظاہر ہو کہ وہ شعبان کا دن تھا اور نیّت کسی واجب کی کی تھی تو جس واجب کی نیّت تھی وہ ہوا اور اگر کچھ حال نہ کُھلا تو واجب کی نیّت بے کار گئی اور مسافر نے جس کی نیّت کی بہر صورت وہی ہوا۔ (2) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مبحث في صوم يوم الشك، ج۳، ص۳۹۹. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: اگر تیسویں تاریخ ایسے دن ہوئی کہ اس دن روزہ رکھنے کا عادی تھا تو اُسے روزہ رکھنا افضل ہے، مثلاً کوئی شخص پیر یا جمعرات کا روزہ رکھا کرتا ہے اور تیسویں اسی دن پڑی تو رکھنا افضل ہے۔ یوہیں اگر چند روز پہلے سے رکھ رہا تھا تو اب یوم الشک میں کراہت نہیں۔ کراہت اُسی صورت میں ہے کہ رمضان سے ایک[۱] یا دو[۲] دن پہلے روزہ رکھا جائے یعنی صرف تیس[۳۰] شعبان کو یا انتیس[۲۹] اور تیس[۳۰] کو۔ (3) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۴۰۰. (درمختار)

مسئلہ ۳۵: اگر نہ تو اس دن روزہ رکھنے کا عادی تھا نہ کئی روز پہلے سے روزے رکھے تو اب خاص لوگ روزہ رکھیں اور عوام نہ رکھیں، بلکہ عوام کے لیے یہ حکم ہے کہ ضحوۂ کبریٰ تک روزہ کے مثل رہیں، اگر اس وقت تک چاند کا ثبوت ہو جائے تو رمضان کے روزے کی نیّت کرلیں ورنہ کھاپی لیں۔ خواص سے مراد یہاں علما ہی نہیں، بلکہ جو شخص یہ جانتا ہو کہ یوم الشک میں اس طرح روزہ رکھا جاتا ہے، وہ خواص میں ہے ورنہ عوام میں۔ (4) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۴۰۲ (درمختار)

مسئلہ ۳۶: یوم الشک کے روزہ میں یہ پکا ارادہ کرلے کہ یہ روزۂ نفل ہے تردد نہ رہے، یوں نہ ہو کہ اگر رمضان ہے تو یہ روزہ رمضان کا ہے، ورنہ نفل کا یا یوں کہ اگر آج رمضان کا دن ہے تو یہ روزہ رمضان کا ہے، ورنہ کسی اور واجب کا کہ یہ دونوں صورتیں مکروہ ہیں۔ پھر اگر اس دن کا رمضان ہونا ثابت ہو جائے تو فرض رمضان ادا ہوگا۔ ورنہ دونوں صورتوں میں نفل ہے اور گنہگار بہر حال ہوا اور یوں بھی نیّت نہ کرے کہ یہ دن رمضان کا ہے تو روزہ ہے، ورنہ روزہ نہیں کہ اس صورت میں تو نہ نیّت ہی ہوئی، نہ روزہ ہوا اور اگر نفل کا پورا ارادہ ہے مگر کبھی کبھی دل میں یہ خیال گزر جاتا ہے کہ شاید آج رمضان کا دن ہو تو اس میں حرج نہیں۔ (1) "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج۱، ص۲۰۰. و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مبحث في صوم یوم الشك، ج۳، ص۴۰۳. (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: عوام کو جو یہ حکم دیا گیا کہ ضحوۂ کبریٰ تک انتظار کریں، جس نے اس پر عمل کیا مگر بھول کر کھالیا پھر اُس دن کا رمضان ہونا ظاہر ہوا تو روزہ کی نیّت کرلے ہو جائے گا کہ انتظار کرنے والا روزہ دار کے حکم میں ہے اور بھول کر کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (2) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۴۰٤. (درمختار)

چاند دیکھنے کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ یَسْـَٔلُوْنَکَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ﴾

(3) پ۲، البقرۃ: ۱۸۹

''اے محبوب! تم سے ہلال کے بارہ میں لوگ سوال کرتے ہیں، تم فرمادو وہ لوگوں کے کاموں اور حج کے لیے اوقات ہیں۔''

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''روزہ نہ رکھو، جب تک چاند نہ دیکھ لو اور افطار نہ کرو، جب تک چاند نہ دیکھ لو اور اگر ابر ہو تو مقدار پوری کرلو۔'' (4) "صحیح البخاري"، کتاب الصوم، باب قول النبي صلی اللہ علیه وسلم، إذا رأیتم الھلال فصوموا... إلخ، الحدیث: ۱۹۰٦، ص۱٤۹.

حدیث ۲: نیز صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''چاند دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر ابر ہو تو شعبان کی گنتی تیس پوری کرلو۔'' (5) صحیح

"البخاري"، كتاب الصوم، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم، إذا رأيتم الهلال... إلخ، الحديث: ١٩٠٩، ص١٤٩.

حدیث ۳: ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، ایک اعرابی نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے۔ فرمایا: ''تُو گواہی دیتا ہے کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں۔'' عرض کی، ہاں۔ فرمایا: ''تُو گواہی دیتا ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ (عزوجل) کے رسول ہیں۔'' اُس نے کہا، ہاں۔ ارشاد فرمایا: ''اے بلال! لوگوں میں اعلان کر دو کہ کل روزہ رکھیں۔'' (1)

"سنن أبي داود"، كتاب الصيام، باب في شهادة الواحد على رؤية هلال رمضان، الحديث: ٢٣٤٠، ص١٣٩٧.

حدیث ۴: ابوداود و دارمی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ لوگوں نے باہم چاند دیکھنا شروع کیا، میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ (2) "سنن أبي داود"، كتاب الصيام، باب في شهادة الواحد على رؤية هلال رمضان، الحديث: ٢٣٤٢، ص١٣٩٧.

حدیث ۵: ابوداود اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شعبان کا اس قدر تحفظ کرتے کہ اتنا اور کسی کا نہ کرتے پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھتے اور اگر اَبر ہوتا تو تیس دن پورے کر کے روزہ رکھتے۔ (3)

"سنن أبي داود"، كتاب الصيام، باب إذا أغمي الشهر، الحديث: ٢٣٢٥، ص١٣٩٦.

حدیث ۶: صحیح مسلم میں ابی البختری سے مروی، کہتے ہیں ہم عمرہ کے لیے گئے، جب بطن نخلہ میں پہنچے تو چاند دیکھ کر کسی نے کہا تین رات کا ہے، کسی نے کہا دو رات کا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہم ملے اور ان سے واقعہ بیان کیا، فرمایا: تم نے دیکھا کس رات میں؟ ہم نے کہا، فلاں رات میں، فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس کی مدّت دیکھنے سے مقرر فرمائی، لہٰذا اس رات کا قرار دیا جائے گا جس رات کو تم نے دیکھا۔ (4) "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب بيان أنه لااعتبار بكبر الهلال وصغره... إلخ، الحديث: ٢٥٢٩، ص٨٥١.

مسئلہ ۱: پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا، واجب کفایہ ہے۔

(۱) شعبان۔

(۲) رمضان۔

(۳) شوال۔

(۴) ذیقعدہ۔

(۵) ذی الحجہ۔

شعبان کا اس لیے کہ اگر رمضان کا چاند دیکھتے وقت اَبر یا غبار ہو تو یہ تیس پورے کر کے رمضان شروع کریں اور رمضان کا روزہ رکھنے کے لیے اور شوال کا روزہ ختم کرنے کے لیے اور ذیقعدہ کا ذی الحجہ کے لیے (5) (کہ وہ حج کا خاص مہینہ ہے۔) اور ذی الحجہ کا بقرعید کے لیے۔ (6) "الفتاوى الرضوية" (الجديدة)، ج١٠، ص٤٤٩ - ٤٥١. (فتاوٰی رضویہ)

مسئلہ ۲: شعبان کی انتیس ۲۹ کو شام کے وقت چاند دیکھیں دکھائی دے تو کل روزہ رکھیں، ورنہ شعبان کے تیس ۳۰ دن پورے کرکے رمضان کا مہینہ شروع کریں۔ (1) "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الثاني في رؤیۃ الھلال، ج۱، ص۱۹۷. (عالمگیری)

مسئلہ ۳: کسی نے رمضان یا عید کا چاند دیکھا مگر اس کی گواہی کسی وجہ شرعی سے رد کر دی گئی مثلاً فاسق ہے یا عید کا چاند اس نے تنہا دیکھا تو اُسے حکم ہے کہ روزہ رکھے، اگرچہ اپنے آپ عید کا چاند دیکھ لیا ہے اور اس روزہ کو توڑنا جائز نہیں، مگر توڑے گا تو کفارہ لازم نہیں (2) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۴۰۴. اور اس صورت میں اگر رمضان کا چاند تھا اور اُس نے اپنے حسابوں تیس روزے پورے کیے، مگر عید کے چاند کے وقت پھر اَبر یا غبار ہے تو اُسے بھی ایک دن اور رکھنے کا حکم ہے۔ (3) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۴: تنہا اُس نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا پھر روزہ توڑ دیا یا قاضی کے یہاں گواہی بھی دی تھی اور ابھی اُس نے اُس کی گواہی پر حکم نہیں دیا تھا کہ اُس نے روزہ توڑ دیا تو بھی کفارہ لازم نہیں، صرف اُس روزہ کی قضا دے اور اگر قاضی نے اُس کی گواہی قبول کر لی۔ اُس کے بعد اُس نے روزہ توڑ دیا تو کفارہ لازم ہے اگرچہ یہ فاسق ہو۔ (4) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۴۰۴. (درمختار)

مسئلہ ۵: جو شخص علم ہیأت جانتا ہے، اُس کا اپنے علم ہیأت کے ذریعہ سے کہہ دینا کہ آج چاند ہوا یا نہیں ہوا کوئی چیز نہیں اگرچہ وہ عادل ہو، اگرچہ کئی شخص ایسا کہتے ہوں کہ شرع میں چاند دیکھنے یا گواہی سے ثبوت کا اعتبار ہے۔ (5) "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الثاني في رویۃ الھلال، ج۱، ص۱۹۷. (عالمگیری)

مسئلہ ۶: ہر گواہی میں یہ کہنا ضرور ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بغیر اس کے شہادت نہیں، مگر اَبر میں رمضان کے چاند کی گواہی میں اس کہنے کی ضرورت نہیں، اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے اس رمضان کا چاند آج یا کل یا فلاں دن دیکھا ہے۔ یوہیں اس کی گواہی میں دعویٰ اور مجلس قضا اور حاکم کا حکم بھی شرط نہیں، یہاں تک کہ اگر کسی نے حاکم کے یہاں گواہی دی تو جس نے اُس کی گواہی سُنی اور اُس کو بظاہر معلوم ہوا کہ یہ عادل ہے اس پر روزہ رکھنا ضروری ہے، اگرچہ حاکم کا حکم اُس نے نہ سُنا ہو مثلاً حکم دینے سے پہلے ہی چلا گیا۔ (6) المرجع السابق، و "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۴۰۶. (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۷: اَبر اور غبار میں رمضان کا ثبوت ایک مسلمان عاقل بالغ، مستور یا عادل شخص سے ہو جاتا ہے، وہ مرد ہو خواہ عورت، آزاد ہو یا باندی غلام یا اس پر تہمت زنا کی حد ماری گئی ہو، جب کہ توبہ کر چکا ہے۔
عادل ہونے کے معنے یہ ہیں کہ کم سے کم متقی ہو یعنی کبائر گناہ سے بچتا ہو اور صغیرہ پر اصرار نہ کرتا ہو اور ایسا کام نہ کرتا ہو جو مروت کے خلاف ہو مثلاً بازار میں کھانا۔ (1) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مبحث في صوم یوم الشك، ج۳، ص۴۰۶. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: فاسق اگرچہ رمضان کے چاند کی شہادت دے اُس کی گواہی قابل قبول نہیں رہا یہ کہ اُس کے ذمہ گواہی

دینا لازم ہے یا نہیں۔ اگر اُمید ہے کہ اُس کی گواہی قاضی قبول کرلے گا تو اُسے لازم ہے کہ گواہی دے۔ (2)

"الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۴۰۶.

مستور یعنی جس کا ظاہر حال مطابق شرع ہے، مگر باطن کا حال معلوم نہیں، اُس کی گواہی بھی غیرِ رمضان میں قابلِ قبول نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ ۹: جس شخص عادل نے رمضان کا چاند دیکھا، اُس پر واجب ہے کہ اسی رات میں شہادت ادا کردے، یہاں تک کہ اگر لونڈی یا پردہ نشین عورت نے چاند دیکھا تو اس پر گواہی دینے کے لیے اسی رات میں جانا واجب ہے۔ لونڈی کو اس کی کچھ ضرورت نہیں کہ اپنے آقا سے اجازت لے۔ یوہیں آزاد عورت کو گواہی کے لیے جانا واجب، اس کے لیے شوہر سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں، مگر یہ حکم اُس وقت ہے جب اُس کی گواہی پر ثبوت موقوف ہو کہ بے اُس کی گواہی کے کام نہ چلے ورنہ کیا ضرورت۔ (3) المرجع السابق، ص۴۰۷. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: جس کے پاس رمضان کے چاند کی شہادت گزری، اُسے یہ ضرور نہیں کہ گواہ سے دریافت کرے تم نے کہاں سے دیکھا اور وہ کس طرف تھا اور کتنے اونچے پر تھا وغیرہ وغیرہ۔ (4) "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الثاني في رؤیۃ الھلال، ج۱، ص۱۹۷. وغیرہ (عالمگیری وغیرہ) مگر جب کہ اس کا بیان مشتبہ ہو تو سوالات کرے خصوصاً عید میں کہ لوگ خواہ مخواہ اس کا چاند دیکھ لیتے ہیں۔

مسئلہ ۱۱: تنہا امام (بادشاہِ اسلام) یا قاضی نے چاند دیکھا تو اُسے اختیار ہے، خواہ خود ہی روزہ رکھنے کا حکم دے یا کسی کو شہادت لینے کے لیے مقرر کرے اور اُس کے پاس شہادت ادا کرے۔ (5) "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الثاني في رؤیۃ الھلال، ج۱، ص۱۹۷. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: گاؤں میں چاند دیکھا اور وہاں کوئی ایسا نہیں جس کے پاس گواہی دے تو گاؤں والوں کو جمع کرکے شہادت ادا کرے اور اگر یہ عادل ہے تو لوگوں پر روزہ رکھنا لازم ہے۔ (6) المرجع السابق. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: کسی نے خود تو چاند نہیں دیکھا، مگر دیکھنے والے نے اپنی شہادت کا گواہ بنایا تو اُس کی شہادت کا وہی حکم ہے جو چاند دیکھنے والے کی گواہی کا ہے، جبکہ شہادۃ علی الشہادۃ کے تمام شرائط پائے جائیں۔ (1) "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الثاني في رؤیۃ الھلال، ج۱، ص۱۹۷. وغیرہ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: اگر مطلع صاف ہو تو جب تک بہت سے لوگ شہادت نہ دیں چاند کا ثبوت نہیں ہوسکتا، رہا یہ کہ اس کے لیے کتنے لوگ چاہیے یہ قاضی کے متعلق ہے، جتنے گواہوں سے اُسے غالب گمان ہو جائے حکم دیدے گا، مگر جب کہ بیرونِ شہر یا بلند جگہ سے چاند دیکھنا بیان کرتا ہے تو ایک مستور کا قول بھی رمضان کے چاند میں قبول کرلیا جائے گا۔ (2) الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۴۰۹. وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۵: جماعتِ کثیرہ کی شرط اُس وقت ہے جب روزہ رکھنے یا عید کرنے کے لیے شہادت گزرے اور اگر کسی اور معاملے کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں ثقہ کی شہادت گزری اور قاضی نے شہادت کی بنا پر حکم دے دیا تو اب یہ

شہادت کافی ہے۔ روزہ رکھنے یا عید کرنے کے لیے بھی ثبوت ہوگیا، مثلاً ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ میرا اس کے ذمہ اتنا دَین ہے اور اس کی میعاد یہ ٹھہری تھی کہ جب رمضان آجائے تو دَین ادا کر دے گا اور رمضان آگیا مگر یہ نہیں دیتا۔ مدعیٰ علیہ (3) (یعنی وہ شخص جس پر دعویٰ کیا جائے۔) نے کہا، بیشک اس کا دَین میرے ذمہ ہے اور میعاد بھی یہی ٹھہری تھی، مگر ابھی رمضان نہیں آیا اس پر مدعی نے دو گواہ گزارے جنھوں نے چاند دیکھنے کی شہادت دی، قاضی نے حکم دے دیا کہ دَین ادا کر، تو اگرچہ مطلع صاف تھا اور دو ہی کی گواہیاں ہوئیں، مگر اب روزہ رکھنے اور عید کرنے کے حق میں بھی یہی دو گواہیاں کافی ہیں۔ (4) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب: ما قالہ السبکی من الاعتماد علی قول... إلخ، ج۳، ص۴۱۱. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: یہاں مطلع صاف تھا، مگر دوسری جگہ ناصاف تھا، وہاں قاضی کے سامنے شہادت گزری، قاضی نے چاند ہونے کا حکم دیا، اب دو یا چند آدمیوں نے یہاں آکر جہاں مطلع صاف تھا، اس بات کی گواہی دی کہ فلاں قاضی کے یہاں دو شخصوں نے فلاں رات میں چاند دیکھنے کی گواہی دی اور اس قاضی نے ہمارے سامنے حکم دے دیا اور دعوے کے شرائط بھی پائے جاتے ہیں تو یہاں کا قاضی بھی ان شہادتوں کی بنا پر حکم دیدے گا۔ (5) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۴۱۲. (درمختار)

مسئلہ ۱۷: اگر کچھ لوگ آکر یہ کہیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا، بلکہ اگر شہادت بھی دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا، بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں فلاں نے دیکھا، بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں جگہ کے قاضی نے روزہ یا افطار کے لیے لوگوں سے کہا یہ سب طریقے ناکافی ہیں۔ (6) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب: ما قالہ السبکی من الاعتماد علی قول... إلخ، ج۳، ص۴۱۳. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: کسی شہر میں چاند ہوا اور وہاں سے متعدد جماعتیں دوسرے شہر میں آئیں اور سب نے اس کی خبر دی کہ وہاں فلاں دن چاند ہوا ہے اور تمام شہر میں یہ بات مشہور ہے اور وہاں کے لوگوں نے رویت کی بنا پر فلاں دن سے روزے شروع کیے تو یہاں والوں کے لیے بھی ثبوت ہوگیا۔ (1) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب: ما قالہ السبکی من الاعتماد علی قول الحساب مردود، ج۳، ص۴۱۳. (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: رمضان کی چاند رات کو اَبر تھا، ایک شخص نے شہادت دی اور اس کی بنا پر روزے کا حکم دے دیا گیا، اب عید کا چاند اگر بوجہ اَبر کے نہیں دیکھا گیا تو تیس روزے پورے کر کے عید کرلیں اور اگر مطلع صاف ہے تو عید نہ کریں، مگر جبکہ دو عادلوں کی گواہی سے رمضان ثابت ہوا ہو۔ (2) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب: ما قالہ السبکی من الاعتماد علی قول الحساب مردود، ج۳، ص۴۱۳. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: مطلع ناصاف ہے تو علاوہ رمضان کے شوال و ذی الحجہ بلکہ تمام مہینوں کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں اور سب عادل ہوں اور آزاد ہوں اور ان میں کسی پر تہمت زنا کی حد نہ قائم کی گئی ہو، اگرچہ توبہ کر چکا ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ گواہ گواہی دیتے وقت یہ لفظ کہے میں گواہی دیتا ہوں۔ (3) (عامۂ کتب)

مسئلہ ۲۱: گاؤں میں دو شخصوں نے عید کا چاند دیکھا اور مطلع ناصاف ہے اور وہاں کوئی ایسا نہیں جس کے پاس شہادت دیں تو گاؤں والوں سے کہیں، اگر یہ عادل ہوں تو لوگ عید کرلیں۔ (4) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب الثاني في رؤية الهلال، ج۱، ص۱۹۸. (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: تنہا امام یا قاضی نے عید کا چاند دیکھا تو انھیں عید کرنا یا عید کا حکم دینا جائز نہیں۔ (5) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۴۰۸. وغيره (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۳: انتیسویں ۲۹ رمضان کو کچھ لوگوں نے یہ شہادت دی کہ ہم نے لوگوں سے ایک دن پہلے چاند دیکھا جس کے حساب سے آج تیس ۳۰ ہے تو اگر یہ لوگ یہیں تھے تو اب ان کی گواہی مقبول نہیں کہ وقت پر گواہی کیوں نہ دی اور اگر یہاں نہ تھے اور عادل ہوں تو قبول کرلی جائے۔ (6) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب الثاني في رؤية الهلال، ج۱، ص۱۹۸. (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: رمضان کا چاند دکھائی نہ دیا، شعبان کے تیس ۳۰ دن پورے کر کے روزے شروع کردیے، اٹھائیس ۲۸ ہی روزے رکھے تھے کہ عید کا چاند ہوگیا تو اگر شعبان کا چاند دیکھ کر تیس ۳۰ دن کا مہینہ قرار دیا تھا تو ایک روزہ رکھیں اور اگر شعبان کا بھی چاند دکھائی نہ دیا تھا، بلکہ رجب کی تیس ۳۰ تاریخیں پوری کر کے شعبان کا مہینہ شروع کیا تو دو روزے قضا کے رکھیں۔ (1) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب الثاني في رؤية الهلال، ج۱، ص۱۹۹. (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: دن میں ہلال دکھائی دیا زوال سے پہلے یا بعد، بہر حال وہ آئندہ رات کا قرار دیا جائے گا یعنی اب جو رات آئے گی اس سے مہینہ شروع ہوگا تو اگر تیسویں رمضان کے دن میں دیکھا تو یہ دن رمضان ہی کا ہے شوال کا نہیں اور روزہ پورا کرنا فرض ہے اور اگر شعبان کی تیسویں تاریخ کے دن میں دیکھا تو یہ دن شعبان کا ہے رمضان کا نہیں لہٰذا آج کا روزہ فرض نہیں۔ (2) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب في اختلاف المطالع، ج۳، ص۴۱۷. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: ایک جگہ چاند ہوا تو وہ صرف وہیں کے لیے نہیں، بلکہ تمام جہان کے لیے ہے۔ مگر دوسری جگہ کے لیے اس کا حکم اُس وقت ہے کہ اُن کے نزدیک اُس دن تاریخ میں چاند ہونا شرعی ثبوت سے ثابت ہوجائے (3) (مجدد اعظم،

اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: کہ رویت ہلال کے ثبوت کے لیے شرع میں سات طریقے ہیں:

(۱) خود شہادت رویت یعنی چاند دیکھنے والوں کی گواہی۔

(۲) شہادۃ علی الشہادۃ۔ یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انہیں گواہ کیا۔ انہوں نے اس گواہی کی گواہی دی۔ یہ وہاں ہے کہ گواہانِ اصل حاضری سے معذور ہوں۔

(۳) شہادۃ علی القضاء یعنی دوسرے کسی اسلامی شہر میں حاکم اسلام کے یہاں رویت ہلال پر شہادتیں گزریں اور اس نے ثبوتِ ہلال کا حکم دیا اور دو عادل گواہوں نے جو اس گواہی کے وقت موجود تھے، انہوں نے دوسرے مقام پر اس قاضی اسلام کے روبرو گواہی گزرے اور قاضی کے حکم پر گواہی دی۔

(۴) کتاب القاضی الی القاضی یعنی قاضی شرع جسے سلطانِ اسلام نے مقدمات کا اسلامی فیصلہ کرنے کے لیے مقرر کیا ہو وہ دوسرے شہر کے قاضی کو، گواہیاں گزرنے کی شرعی طریقے پر اطلاع دے۔

(۵) استفاضہ یعنی کسی اسلامی شہر سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن رویتِ ہلال کی بنا پر روزہ ہوا یا عید کی گئی۔

(۶) اکمالِ مدت یعنی ایک مہینے کے جب تیس ۳۰ دن کامل ہوجائیں تو دوسرے ماہ کا ہلال آپ ہی ثابت ہوجائے گا کہ مہینہ تیس ۳۰ سے زائد کا نہ ہونا یقینی ہے۔

(۷) اسلامی شہر میں حاکم شرع کے حکم سے انتیس ۲۹ کی شام کو مثلاً توپیں داغی گئیں یا فائر ہوئے تو خاص اس شہر والوں یا اس شہر کے گرداگرد دیہات والوں کے واسطے توپوں کی آوازیں سننا بھی ثبوت ہلال کے ذریعوں میں سے ایک ذریعہ ہے۔

یا قاضی کے حکم کی شہادت گزرے (یعنی دیکھنے کی گواہی (انظر: "الفتاوی الرضویۃ" (الجدیدۃ)، ج۱۰، ص۴۰۵ ـ ۴۲۰، ملخصاً)
یا متعدد جماعتیں وہاں سے آکر خبر دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا ہے اور وہاں لوگوں نے روزہ رکھا یا عید کی ہے۔ (1)

(درمختار) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۴۱۹.

مسئلہ ۲۷: تار یا ٹیلیفون سے رویت ہلال نہیں ثابت ہوسکتی، نہ بازاری افواہ اور جنتریوں اور اخباروں میں چھپا ہونا کوئی ثبوت ہے۔ آج کل عموماً دیکھا جاتا ہے کہ انتیس رمضان کو بکثرت ایک جگہ سے دوسری جگہ تار بھیجے جاتے ہیں کہ چاند ہوا یا نہیں، اگر کہیں سے تار آ گیا بس لو عید آگئی یہ محض ناجائز و حرام ہے۔

تار کیا چیز ہے؟ اولاً تو یہی معلوم نہیں کہ جس کا نام لکھا ہے واقعی اُسی کا بھیجا ہوا ہے اور فرض کرو اُسی کا ہو تو تمھارے پاس کیا ثبوت اور یہ بھی سہی تو تار میں اکثر غلطیاں ہوتی ہی رہتی ہیں، ہاں کا نہیں نہیں کا ہاں معمولی بات ہے اور مانا کہ بالکل صحیح پہنچا تو یہ محض ایک خبر ہے شہادت نہیں اور وہ بھی بیسوں واسطہ سے اگر تار دینے والا انگریزی پڑھا ہوا نہیں تو کسی اور سے لکھوائے گا معلوم نہیں کہ اُس نے کیا لکھوایا اُس نے کیا لکھا، آدمی کو دیا اُس نے تار دینے والے کے حوالہ کیا، اب یہاں کے تار گھر میں پہنچا تو اُس نے تقسیم کرنے والے کو دیا اُس نے اگر کسی اور کے حوالے کر دیا تو معلوم نہیں کتنے وسائط سے اُس کو ملے اور اگر اسی کو دیا جب بھی کتنے واسطے ہیں پھر یہ دیکھیے کہ مسلمان مستور جس کا عادل و فاسق ہونا معلوم نہ ہو اُس تک کی گواہی معتبر نہیں اور یہاں جن جن ذریعوں سے تار پہنچا اُن میں سب کے سب مسلمان ہی ہوں، یہ ایک عقلی احتمال ہے جس کا وجود معلوم نہیں ہوتا اور اگر یہ مکتوب الیہ (2) (یعنی جسے خط پہنچا۔) صاحب بھی انگریزی پڑھے نہ ہوں تو کسی سے پڑھوائیں گے، اگر کسی کافر نے پڑھا تو کیا اعتبار اور مسلمان نے پڑھا تو کیا اعتماد کہ صحیح پڑھا۔ غرض شمار کیجیے تو بکثرت ایسی وجہیں ہیں جو تار کے اعتبار کو کھوتی ہیں فقہا نے خط کا تو اعتبار ہی نہ کیا اگرچہ کاتب کے دستخط تحریر پہچانتا ہو اور اُس پر اُس کی مہر بھی ہو کہ الخط یشبہ الخط و الخاتم یشبہ الخاتم خط خط کے مشابہ ہوتا ہے اور مُہر مُہر کے۔ تو کجا تار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۸: ہلال (3) (یعنی چاند۔) دیکھ کر اُس کی طرف انگلی سے اشارہ کرنا مکروہ ہے (4) کیونکہ یہ اہل جاہلیت کا عمل ہے۔ (انظر: "فتح القدیر"، کتاب الصوم، فصل في رؤیۃ الھلال، ج۲، ص۲۴۳.) اگرچہ دوسرے کو بتانے کے لیے ہو۔ (5)

(عالمگیری، درمختار) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب في اختلاف المطالع، ج۳، ص۴۱۹.

ان چیزوں کا بیان جن سے روزہ نہیں جاتا

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس روزہ دار نے بھول کر کھایا یا پیا، وہ اپنے روزہ کو پورا کرے کہ اُسے اللہ (عزوجل) نے کھلایا اور پلایا۔''
(1)
"صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب أکل الناسي وشربہ وجماعہ لایفطر، الحدیث: ۲۷۱۶، ص۸۶۳.

حدیث ۲: ابو داود و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس پر قے نے غلبہ کیا، اس پر قضا نہیں اور جس نے قصداً قے کی، اس پر روزہ کی قضا ہے۔'' (2) جامع

الترمذي"، أبواب الصوم... إلخ، باب ماجاء فيمن استقاء عمداً، الحديث: ۷۲۰، ص۱۷۱۸.

حدیث ۳: ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی، میری آنکھ میں مرض ہے، کیا روزہ کی حالت میں سرمہ لگاؤں؟ فرمایا: ''ہاں۔'' (3) "جامع الترمذي"، ابواب الصوم، باب ماجاء في الكحل للصائم، الحديث: ۷۲٦، ص۱۷۱۸.

حدیث ٤: ترمذی ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین چیزیں روزہ نہیں توڑتیں، پچھنا اور قے اور احتلام۔'' (4) "جامع الترمذي"، ابواب الصوم، باب ماجاء في الصائم يذرعه القيء، الحديث: ۷۱۹، ص۱۷۱۷.

تنبیه: اس باب میں ان چیزوں کا بیان ہے، جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ رہا یہ امر کہ اُن سے روزہ مکروہ بھی ہوتا ہے یا نہیں اس سے اس باب کو تعلق نہیں، نہ یہ کہ وہ فعل جائز ہے یا ناجائز۔

مسئلہ ۱: بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا روزہ فاسد نہ ہوا۔ خواہ وہ روزہ فرض ہو یا نفل اور روزہ کی نیّت سے پہلے یہ چیزیں پائی گئیں یا بعد میں، مگر جب یاد دلانے پر بھی یاد نہ آیا کہ روزہ دار ہے تو اب فاسد ہو جائے گا، بشرطیکہ یاد دلانے کے بعد یہ افعال واقع ہوئے ہوں مگر اس صورت میں کفارہ لازم نہیں۔ (5) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج۳، ص٤١٩. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: کسی روزہ دار کو ان افعال میں دیکھے تو یاد دلانا واجب ہے، یاد نہ دلایا تو گنہگار ہوا، مگر جب کہ وہ روزہ دار بہت کمزور ہو کہ یاد دلائے گا تو وہ کھانا چھوڑ دے گا اور کمزوری اتنی بڑھ جائے گی کہ روزہ رکھنا دشوار ہوگا اور کھالے گا تو روزہ بھی اچھی طرح پورا کرلے گا اور دیگر عبادتیں بھی بخوبی ادا کرلے گا تو اس صورت میں یاد نہ دلانا بہتر ہے۔

بعض مشائخ نے کہا جوان کو دیکھے تو یاد دلا دے اور بوڑھے کو دیکھے تو یاد نہ دلانے میں حرج نہیں۔ مگر یہ حکم اکثر کے لحاظ سے ہے کہ جوان اکثر قوی ہوتے ہیں اور بوڑھے اکثر کمزور اور اصل حکم یہ ہے کہ جوانی اور بڑھاپے کو کوئی دخل نہیں، بلکہ قوت وضعف (6)(یعنی طاقت اور جسمانی کمزوری۔) کا لحاظ ہے، لہٰذا اگر جوان اس قدر کمزور ہو تو یاد نہ دلانے میں حرج نہیں اور بوڑھا قوی ہو تو یاد دلانا واجب۔ (1) "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج۳، ص٤٢٠.

(ردالمحتار)

مسئلہ ۳: مکھی یا دُھواں یا غبار حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ خواہ وہ غبار آٹے کا ہو کہ چکی پیسنے یا چھاننے میں اڑتا ہے یا غلّہ کا غبار ہو یا ہوا سے خاک اُڑی یا جانوروں کے کُھر یا ٹاپ سے غبار اُڑ کر حلق میں پہنچا، اگرچہ روزہ دار ہونا یاد تھا اور اگر خود قصداً دُھواں پہنچایا تو فاسد ہو گیا جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو، خواہ وہ کسی چیز کا دھواں ہو اور کسی طرح پہنچایا ہو، یہاں تک کہ اگر کی بتی وغیرہ خوشبو سُلگتی تھی، اُس نے مونھ قریب کرکے دھوئیں کو ناک سے کھینچا روزہ جاتا رہا۔ یوہیں حقہ پینے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اگر روزہ یاد ہو اور حقہ پینے والا اگر پیے گا تو کفارہ بھی لازم آئے گا۔ (2) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج۳، ص٤٢٠. وغيرهما (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ٤: بھری سنگی لگوائی (3)(جہاں سنگی لگائی ہوتی ہے پہلے اس جگہ کو تیز دھار آلے (استرے) وغیرہ سے زخم لگاتے ہیں، پھر کسی جانور کے سینگ کا چوڑا حصہ زخم پر رکھ کر اس کا باریک حصہ اپنے منہ میں لے کر زور سے چوستے ہیں، پھر اس سوراخ کو آٹے وغیرہ سے بند کر دیتے ہیں، پھر جب اکھیڑتے ہیں تو فاسد خون نکل جاتا ہے۔ (انظر: "مرآۃ المناجیح"، ج۳، ص۱٦٦، و "اشعۃ اللمعات"، ج۲، ص۹٥. ملخصًا)) یا تیل یا سُرمہ لگایا تو روزہ نہ گیا، اگرچہ تیل یا سُرمہ کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو بلکہ تھوک میں سرمہ کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو، جب بھی نہیں ٹوٹتا۔ (4)

"الجوھرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص۱۷۹. و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، مطلب: یکرہ السھر... إلخ، ج۳، ص٤٢١. **(جوہرہ، ردالمحتار)**

مسئلہ ٥: بوسہ لیا مگر انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ یوہیں عورت کی طرف بلکہ اس کی شرمگاہ کی طرف نظر کی مگر ہاتھ نہ لگایا اور انزال ہوگیا، اگرچہ بار بار نظر کرنے یا جماع وغیرہ کے خیال کرنے سے انزال ہوا، اگرچہ دیر تک خیال جمانے سے ایسا ہوا ان سب صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹا۔ (5) "الجوھرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص۱۷۸. و "الدرالمختار" کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج۳، ص ٤٢١. **(جوہرہ، درمختار)**

مسئلہ ٦: غسل کیا اور پانی کی خنکی (6)(ٹھنڈک۔) اندر محسوس ہوئی یا کُلّی کی اور پانی بالکل پھینک دیا صرف کچھ تری مونھ میں باقی رہ گئی، تھوک کے ساتھ اُسے نگل گیا یا دوا کوٹی اور حلق میں اُس کا مزہ محسوس ہوا یا ہڑ چوسی اور تھوک نگل گیا، مگر تھوک کے ساتھ ہڑ (7)(ایک دوا کا نام۔) کا کوئی جز حلق میں نہ پہنچا یا کان میں پانی چلا گیا یا تنکے سے کان کھجایا اور اُس پر کان کا میل لگ گیا پھر وہی میل لگا ہوا تنکا کان میں ڈالا، اگرچہ چند بار کیا ہو یا دانت یا مونھ میں خفیف چیز بے معلوم سی رہ گئی کہ لعاب کے ساتھ خود ہی اُتر جائے گی اور وہ اُتر گئی یا دانتوں سے خون نکل کر حلق تک پہنچا، مگر حلق سے نیچے نہ اُترا تو ان سب صورتوں میں روزہ نہ گیا۔ (1) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج۳، ص٤٢١. و "فتح القدیر"، کتاب الصوم، باب ما یوجب القضاء و الکفارۃ، ج۲، ص۲٥۷ ـ ۲٥۸. **(درمختار، فتح القدیر)**

مسئلہ ۷: روزہ دار کے پیٹ میں کسی نے نیزہ یا تیر بھونک دیا، اگرچہ اس کی بھال یا پیکان (2)(تیر یا نیزے کی نوک۔) پیٹ کے اندر رہ گئی یا اس کے پیٹ میں جھلّی تک زخم تھا، کسی نے کنکری ماری کہ اندر چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر خود اس نے یہ سب کیا اور بھال یا پیکان یا کنکری اندر رہ گئی تو جاتا رہا۔ (3) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج۳، ص٤٢٣. **(درمختار، ردالمحتار)**

مسئلہ ۸: بات کرنے میں تھوک سے ہونٹ تر ہوگئے اور اُسے پی گیا یا مونھ سے رال ٹپکی، مگر تار ٹوٹا نہ تھا کہ اُسے چڑھا کر پی گیا یا ناک میں رینٹھ آگئی بلکہ ناک سے باہر ہوگئی مگر منقطع (4)(جدا۔) نہ ہوئی تھی کہ اُسے چڑھا کر نگل گیا یا کھنکار مونھ میں آیا اور کھا گیا اگرچہ کتنا ہی ہو، روزہ نہ جائے گا مگر ان باتوں سے احتیاط چاہیے۔ (5) "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج۱، ص۲۰۳ و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم... إلخ، مطلب فی حکم الاستمناء بالکف، ج۳، ص٤٢٨. **(عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)**

مسئلہ ۹: مکھی حلق میں چلی گئی روزہ نہ گیا اور قصداً نگلی تو جاتا رہا۔ (6) "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما

یفسد وما لا یفسد، ج۱، ص۲۰۳. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: بھولے سے جماع کررہا تھا یاد آتے ہی الگ ہوگیا یا صبح صادق سے پیشتر جماع میں مشغول تھا صبح ہوتے ہی جدا ہوگیا روزہ نہ گیا، اگرچہ دونوں صورتوں میں جدا ہونے کے بعد انزال ہوگیا ہو اگرچہ دونوں صورتوں میں جُدا ہونا یاد آنے اور صبح ہونے پر ہوا کہ جدا ہونے کی حرکت جماع نہیں اور اگر یاد آنے یا صبح ہونے پر فوراً الگ نہ ہوا اگرچہ صرف ٹھہر گیا اور حرکت نہ کی روزہ جاتا رہا۔ (7) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسدہ، ج۳، ص۴۲٤. (درمختار)

مسئلہ ۱۱: بھولے سے کھانا کھا رہا تھا، یاد آتے ہی فوراً لقمہ پھینک دیا یا صبح صادق سے پہلے کھا رہا تھا اور صبح ہوتے ہی اُگل دیا، روزہ نہ گیا اور نگل لیا تو دونوں صورتوں میں جاتا رہا۔ (8) "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج۱، ص۲۰۳. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: غیر سبیلین (9) (یعنی آگے اور پیچھے کے مقام کے علاوہ۔) میں جماع کیا تو جب تک انزال نہ ہو روزہ نہ ٹوٹے گا۔ یوہیں ہاتھ سے منی نکالنے میں اگرچہ یہ سخت حرام ہے کہ حدیث میں اسے ملعون فرمایا۔ (1) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج۳، ص۴۲٦. (درمختار)

مسئلہ ۱۳: چوپایہ یا مُردہ سے جماع کیا اور انزال نہ ہوا تو روزہ نہ گیا اور انزال ہوا تو جاتا رہا۔ جانور کا بوسہ لیا یا اس کی فرج کو چُھوا تو روزہ نہ گیا اگرچہ انزال ہوگیا ہو۔ (2) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج۳، ص۴۲۷. (درمختار)

مسئلہ ۱٤: احتلام ہوا یا غیبت کی تو روزہ نہ گیا (3) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج۳، ص۴۲۱، ۴۲۸. ، اگرچہ غیبت بہت سخت کبیرہ ہے۔

قرآن مجید میں غیبت کرنے کی نسبت فرمایا: ''جیسے اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھانا۔'' (4) انظر: پ۲٦، الحجرات: ۱۲

اور حدیث میں فرمایا: ''غیبت زنا سے بھی سخت تر ہے۔'' (5) "المعجم الأوسط" للطبراني، الحدیث: ٦۵۹۰، ج۵، ص٦۳.

اگرچہ غیبت کی وجہ سے روزہ کی نورانیت جاتی رہتی ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۵: جنابت (6) (یعنی غسل فرض ہونے۔) کی حالت میں صبح کی بلکہ اگرچہ سارے دن جنب (7) (بے غسل۔) رہا روزہ نہ گیا (8) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج۳، ص۴۲۸. مگر اتنی دیر تک قصداً غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہو جائے گناہ و حرام ہے۔ حدیث میں فرمایا: کہ جنب جس گھر میں ہوتا ہے، اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (9) انظر: "سنن أبي داود"، کتاب الطھارۃ، باب في الجنب یؤخر الغسل، الحدیث: ۲۲۷، ص۱۲۳۸. (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱٦: جن یعنی پری سے جماع کیا تو جب تک انزال نہ ہو، روزہ نہ ٹوٹے گا۔ (10) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب في جواز الافطار بالتحری، ج۳، ص۴٤۲. (ردالمحتار) یعنی جب کہ انسانی شکل میں نہ ہو اور انسانی شکل میں ہو تو وہی حکم

ہے جوانسان سے جماع کرنے کا ہے۔

مسئلہ ۱۷: تِل یا تِل کے برابر کوئی چیز چبائی اور تھوک کے ساتھ حلق سے اُتر گئی تو روزہ نہ گیا، مگر جب کہ اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو تو روزہ جاتا رہا۔ (11) "فتح القدير"، كتاب الصوم، باب ما يوجب القضاء و الكفارة، ج ۲، ص ۲۵۹. (فتح القدیر)

روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان

حدیث ۱: بخاری و احمد و ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس نے رمضان کے ایک دن کا روزہ بغیر رخصت و بغیر مرض افطار کیا تو زمانہ بھر کا روزہ اس کی قضا نہیں ہوسکتا، اگرچہ رکھ بھی لے۔'' (1) "جامع الترمذي"، أبواب الصوم، باب ماجاء في الإفطار متعمدا، الحديث: ۷۲۳، ص ۱۷۱۸. یعنی وہ فضیلت جو رمضان میں رکھنے کی تھی کسی طرح حاصل نہیں کر سکتا تو جب روزہ نہ رکھنے میں یہ سخت وعید ہے رکھ کر توڑ دینا تو اس سے سخت تر ہے۔

حدیث ۲: ابن خزیمہ و ابن حبان اپنی صحیح میں ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: میں سورہا تھا، دو شخص حاضر ہوئے اور میرے بازو پکڑ کر ایک پہاڑ کے پاس لے گئے اور مجھ سے کہا چڑھیے۔ میں نے کہا: مجھ میں اس کی طاقت نہیں، انہوں نے کہا: ہم سہل کر دیں گے، میں چڑھ گیا، جب بیچ پہاڑ پر پہنچا تو سخت آوازیں سنائی دیں، میں نے کہا: یہ کیسی آوازیں ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ جہنمیوں کی آوازیں ہیں پھر مجھے آگے لے گئے، میں نے ایک قوم کو دیکھا کہ وہ لوگ اُلٹے لٹکائے گئے ہیں اور اُن کی باچھیں چیری جارہی ہیں، جن سے خون بہتا ہے۔ میں نے کہا: ''یہ کون لوگ ہیں؟ کہا: ''یہ وہ لوگ ہیں کہ وقت سے پہلے روزہ افطار کر دیتے ہیں۔'' (2) "صحيح ابن خزيمة"، أبواب صوم التطوع، باب ذكر تعليق المفطرين قبل وقت الإفطار... إلخ، الحديث: ۱۹۸۶، ج ۳، ص ۲۳۷.

حدیث ۳: ابو یعلیٰ باسناد حسن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ ''اسلام کے کڑے اور دین کے قواعد تین ہیں، جن پر اسلام کی بنا مضبوط کی گئی، جو اِن میں ایک کو ترک کرے وہ کافر ہے، اُس کا خون حلال ہے، کلمہ توحید کی شہادت اور نمازِ فرض اور روزۂ رمضان۔'' (3) "مسند أبي يعلى"، مسند ابن عباس، الحديث: ۲۳٤۵، ج ۲، ص ۳۷۸.

اور ایک روایت میں ہے، ''جو اِن میں سے ایک کو ترک کرے، وہ اللہ (عزوجل) کے ساتھ کفر کرتا ہے اور اس کا فرض و نفل کچھ مقبول نہیں۔'' (4) "الترغيب و الترهيب"، كتاب الصوم، الترهيب من إفطار شئ من رمضان من غير عذر، الحديث: ۳، ج ۲، ص ٦٦.

مسئلہ ۱: کھانے پینے، جماع کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہے، جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔ (5) (عامۂ کتب)

مسئلہ ۲: حُقّہ، سگار، سگریٹ، چرٹ پینے سے روزہ جاتا رہتا ہے، اگرچہ اپنے خیال میں حلق تک دھواں نہ پہنچاتا ہو، بلکہ پان یا صرف تمباکو کھانے سے بھی روزہ جاتا رہے گا، اگرچہ پیک تھوک دی ہو کہ اس کے باریک اجزا ضرور حلق

میں پہنچتے ہیں۔

مسئلہ ۳: شکروغیرہ ایسی چیزیں جو مونھ میں رکھنے سے گھل جاتی ہیں، مونھ میں رکھی اور تھوک نگل گیا روزہ جاتا رہا۔ یوہیں دانتوں کے درمیان کوئی چیز چنے کے برابر یا زیادہ تھی اُسے کھا گیا یا کم ہی تھی (1) (مگر فتح القدیر میں فرمایا کہ اگر اتنی ہو کہ بغیر تھوک کے مدد کے حلق سے نیچے اتر سکتی ہے تو اس سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر اتنی خفیف ہو کہ لعاب کے ساتھ اتر سکتی ہے ورنہ نہیں تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔۱۲ منہ)، مگر مونھ سے نکال کر پھر کھالی یا دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے اُترا اور خون تھوک سے زیادہ یا برابر تھا یا کم تھا، مگر اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا اور اگر کم تھا اور مزہ بھی محسوس نہ ہوا، تو نہیں۔ (2)

"الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج۳، ص۴۲۲. (درمختار)

مسئلہ ۴: روزہ میں دانت اکھڑوایا اور خون نکل کر حلق سے نیچے اُترا، اگرچہ سوتے میں ایسا ہوا تو اس روزہ کی قضا واجب ہے۔ (3) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم... إلخ، مطلب: یکره السهر اذا خاف فوت الصبح، ج۳، ص۴۲۲. (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: کوئی چیز پاخانہ کے مقام میں رکھی، اگر اس کا دوسرا سرا باہر رہا تو نہیں ٹوٹا، ورنہ جاتا رہا لیکن اگر وہ تر ہے اور اس کی رطوبت اندر پہنچی تو مطلقاً جاتا رہا، یہی حکم شرم گاہ زن (4) (عورت کی شرمگاہ۔) کا ہے، شرمگاہ سے مراد اس باب میں فرج داخل (5) (یعنی شرمگاہ کا بیرونی حصہ۔) ہے۔ یوہیں اگر ڈورے میں بوٹی باندھ کر نگل لی، اگر ڈورے کا دوسرا کنارہ باہر رہا اور جلد نکال لی کہ گلنے نہ پائی تو نہیں گیا اور اگر ڈورے کا دوسرا کنارہ بھی اندر چلا گیا یا بوٹی کا کچھ حصہ اندر رہ گیا تو روزہ جاتا رہا۔ (6) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج۳، ص۴۲۳. و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج۱، ص۲۰۴. (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۶: عورت نے پیشاب کے مقام میں روئی کا کپڑا رکھا اور بالکل باہر نہ رہا، روزہ جاتا رہا اور خشک انگلی پاخانہ کے مقام میں رکھی یا عورت نے شرمگاہ میں تو روزہ نہ گیا اور بھیگی تھی یا اس پر کچھ لگا تھا تو جاتا رہا، بشرطیکہ پاخانہ کے مقام میں اُس جگہ رکھی ہو جہاں عمل دیتے وقت حقنہ کا سرا رکھتے ہیں۔ (7) "الفتاوی الهندیة"، المرجع السابق، و "الدرالمختار"، المرجع السابق، ص۴۲۴. (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: مبالغہ کے ساتھ استنجا کیا، یہاں تک کہ حقنہ رکھنے کی جگہ تک پانی پہنچ گیا، روزہ جاتا رہا اور اتنا مبالغہ چاہیے بھی نہیں کہ اس سے سخت بیماری کا اندیشہ ہے۔ (1) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج۳، ص۴۲۴.

(درمختار)

مسئلہ ۸: مرد نے پیشاب کے سوراخ میں پانی یا تیل ڈالا تو روزہ نہ گیا، اگرچہ مثانہ تک پہنچ گیا ہو اور عورت نے شرمگاہ میں ٹپکایا تو جاتا رہا۔ (2) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج۱، ص۲۰۴. (عالمگیری)

مسئلہ ۹: دماغ یا شکم کی جھلی تک زخم ہے، اس میں دوا ڈالی اگر دماغ یا شکم تک پہنچ گئی روزہ جاتا رہا، خواہ وہ دوا تر ہو یا خشک اور اگر معلوم نہ ہو کہ دماغ یا شکم تک پہنچی یا نہیں اور وہ دوا تر تھی، جب بھی جاتا رہا اور خشک تھی تو نہیں۔ (3)

المرجع السابق. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: حقنہ (4) (یعنی کسی دوا کی بتی یا پچکاری پیچھے کے مقام میں چڑھانا جس سے اجابت ہو جائے)۔ لیا یا نتھنوں سے دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا تیل چلا گیا، روزہ جاتا رہا اور پانی کان میں چلا گیا یا ڈالا تو نہیں۔ (5) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج۱، ص۲۰٤. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: کلی کر رہا تھا بلا قصد پانی حلق سے اُتر گیا یا ناک میں پانی چڑھایا اور دماغ کو چڑھ گیا روزہ جاتا رہا، مگر جبکہ روزہ ہونا بھول گیا ہو تو نہ ٹوٹے گا اگرچہ قصداً ہو۔ یوہیں کسی نے روزہ دار کی طرف کوئی چیز پھینکی، وہ اُس کے حلق میں چلی گئی روزہ جاتا رہا۔ (6) المرجع السابق، ص۲۰۲. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: سوتے میں پانی پی لیا یا کچھ کھا لیا یا منہ کھولا تھا اور پانی کا قطرہ یا اولا حلق میں جا رہا روزہ جاتا رہا۔ (7) المرجع السابق. و "الجوهرة النیرة"، کتاب الصوم، ص۱۷۸. (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: دوسرے کا تھوک نگل گیا یا اپنا ہی تھوک ہاتھ پر لے کر نگل گیا روزہ جاتا رہا۔ (8) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج۱، ص۲۰۳ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: مونھ میں رنگین ڈورا رکھا جس سے تھوک رنگین ہو گیا پھر تھوک نگل لیا روزہ جاتا رہا۔ (9) المرجع السابق. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: ڈورا بٹا اسے تر کرنے کے لیے مونھ پر گزارا پھر دوبارہ، سہ بارہ۔ یوہیں کیا روزہ نہ جائے گا مگر جبکہ ڈورے سے کچھ رطوبت جُدا ہو کر مونھ میں رہی اور تھوک نگل لیا تو روزہ جاتا رہا۔ (1) "الجوهرة النیرة"، کتاب الصوم، ص۱۸۱. (جوہرہ)

مسئلہ ۱۶: آنسو مونھ میں چلا گیا اور نگل لیا، اگر قطرہ دو قطرہ ہے تو روزہ نہ گیا اور زیادہ تھا کہ اس کی نمکینی پورے مونھ میں محسوس ہوئی تو جاتا رہا۔ پسینہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (2) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج۱، ص۲۰۳. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: پاخانہ کا مقام باہر نکل پڑا تو حکم ہے کہ کپڑے سے خوب پونچھ کر اُٹھے کہ تری بالکل باقی نہ رہے اور اگر کچھ پانی اُس پر باقی تھا اور کھڑا ہو گیا کہ پانی اندر کو چلا گیا تو روزہ فاسد ہو گیا۔ اسی وجہ سے فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ روزہ دار استنجا کرنے میں سانس نہ لے۔ (3) المرجع السابق، ص۲۰٤. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: عورت کا بوسہ لیا یا چھُوا یا مباشرت کی یا گلے لگایا اور اِنزال ہو گیا تو روزہ جاتا رہا اور عورت نے مرد کو چھُوا اور مرد کو انزال ہو گیا تو روزہ نہ گیا۔ عورت کو کپڑے کے اوپر سے چھُوا اور کپڑا اتنا دبیز ہے کہ بدن کی گرمی محسوس نہیں ہوتی تو فاسد نہ ہوا اگرچہ انزال ہو گیا۔ (4) المرجع السابق، ص۲۰٤ ـ ۲۰۵. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: قصداً بھر مونھ قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو مطلقاً روزہ جاتا رہا اور اس سے کم کی تو نہیں اور بلا اختیار قے ہو گئی تو بھر مونھ ہے یا نہیں اور بہر تقدیر وہ لوٹ کر حلق میں چلی گئی یا اُس نے خود لوٹائی یا نہ لوٹی، نہ لوٹائی تو اگر

بھر مونھ نہ ہو تو روزہ نہ گیا، اگر چہ لوٹ گئی یا اُس نے خود لوٹائی اور بھر مونھ ہے اور اُس نے لوٹائی، اگر چہ اس میں سے صرف چنے برابر حلق سے اُتری تو روزہ جاتا رہا ورنہ نہیں۔ (5) "الدر المختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لایفسدہ، ج۳، ص۴۵۰. وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۰: قے کے یہ احکام اُس وقت ہیں کہ قے میں کھانا آئے یا صفرا (6) (یعنی کڑوا پانی۔) یا خون اور بلغم آیا تو مطلقاً روزہ نہ ٹوٹا۔ (7) "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج۱، ص۲۰۴. (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: رمضان میں بلا عذر جو شخص علانیہ قصداً کھائے تو حکم ہے کہ اُسے قتل کیا جائے۔ (8) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لایفسدہ، مطلب فی الکفارۃ، ج۳، ص۴۴۹. (ردالمحتار)

اُن صورتوں کا بیان جن میں صرف قضا لازم ہے

مسئلہ ۱: یہ گمان تھا کہ صبح نہیں ہوئی اور کھایا پیایا جماع کیا بعد کو معلوم ہوا کہ صبح ہوچکی تھی یا کھانے پینے پر مجبور کیا گیا یعنی اکراہِ شرعی (1) (اکراہِ شرعی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو صحیح دھمکی دے کہ اگر تو روزہ نہ توڑے گا تو میں تجھے مارڈالوں گا یا ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا یا ناک، کان وغیرہ کوئی عضو کاٹ ڈالوں گا یا سخت مار ماروں گا۔ اور روزہ دار یہ سمجھتا ہو کہ یہ کہنے والا جو کچھ کہتا ہے، کرگزرے گا۔) پایا گیا، اگرچہ اپنے ہاتھ سے کھایا ہو تو صرف قضا لازم ہے یعنی اُس روزہ کے بدلے میں ایک روزہ رکھنا پڑھے گا۔ (2) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج۳، ص ۴۳۰، ۴۳۶. وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا تھا یا نظر کرنے سے انزال ہوا تھا یا احتلام ہوا یا قے ہوئی اور ان سب صورتوں میں یہ گمان کیا کہ روزہ جاتا رہا اب قصداً کھالیا تو صرف قضا فرض ہے۔ (3) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج۳، ص ۴۳۱. (درمختار)

مسئلہ ۳: کان میں تیل ٹپکایا یا پیٹ یا دماغ کی جھلّی تک زخم تھا، اس میں دوا ڈالی کہ پیٹ یا دماغ تک پہنچ گئی یا حقنہ لیا یا ناک سے دوا چڑھائی یا پتھر، کنکری، مٹی، روئی، کاغذ، گھاس وغیرہا ایسی چیز کھائی جس سے لوگ گھن کرتے ہیں یا رمضان میں بلا نیّتِ روزہ روزہ کی طرح رہا یا صبح کو نیّت نہیں کی تھی، دن میں زوال سے پیشتر نیّت کی اور بعد نیّت کھالیا یا روزہ کی نیت تھی مگر روزہ رمضان کی نیت نہ تھی یا اس کے حلق میں مینھ کی بوند یا اولا جارہا یا بہت سا آنسو یا پسینہ نگل گیا یا بہت چھوٹی لڑکی سے جماع کیا جو قابلِ جماع نہ تھی یا مردہ یا جانور سے وطی کی یا ران یا پیٹ پر جماع کیا یا بوسہ لیا یا عورت کے ہونٹ چُوسے یا عورت کا بدن چُھوا اگرچہ کوئی کپڑا حائل ہو، مگر پھر بھی بدن کی گرمی محسوس ہوتی ہو۔

اور ان سب صورتوں میں انزال بھی ہوگیا یا ہاتھ سے منی نکالی یا مباشرت فاحشہ سے انزال ہوگیا یا ادائے رمضان کے علاوہ اور کوئی روزہ فاسد کردیا، اگرچہ وہ رمضان ہی کی قضا ہو یا عورت روزہ دار سو رہی تھی، سوتے میں اس سے وطی کی گئی یا صبح کو ہوش میں تھی اور روزہ کی نیت کرلی تھی پھر پاگل ہوگئی اور اسی حالت میں اس سے وطی کی گئی یا یہ گمان کرکے کہ رات ہے، سحری کھالی یا رات ہونے میں شک تھا اور سحری کھالی حالانکہ صبح ہوچکی تھی یا یہ گمان کرکے کہ آفتاب ڈوب گیا ہے، افطار کرلیا حالانکہ ڈوبا نہ تھا یا دو شخصوں نے شہادت دی کہ آفتاب ڈوب گیا اور دو نے شہادت دی کہ دن ہے اور اُس نے روزہ افطار کرلیا، بعد کو معلوم ہوا کہ غروب نہیں ہوا تھا ان سب صورتوں میں صرف قضا لازم ہے، کفارہ نہیں۔ (4) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج۳، ص ۴۳۱ ـ ۴۳۹. وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴: مسافر نے اقامت کی، حیض ونفاس والی پاک ہوگئی، مجنون کو ہوش ہوگیا، مریض تھا اچھا ہوگیا، جس کا روزہ جاتا رہا اگرچہ جبراً کسی نے توڑوادیا یا غلطی سے پانی وغیرہ کوئی چیز حلق میں جارہی۔ کافر تھا مسلمان ہوگیا، نابالغ تھا بالغ ہوگیا، رات سمجھ کر سحری کھائی تھی حالانکہ صبح ہوچکی تھی، غروب سمجھ کر افطار کردیا حالانکہ دن باقی تھا ان سب باتوں میں جو کچھ دن باقی رہ گیا ہے، اُسے روزے کے مثل گزارنا واجب ہے اور نابالغ جو بالغ ہوا یا کافر تھا مسلمان ہوا اُن پر اس دن کی قضا واجب نہیں باقی سب پر قضا واجب ہے۔ (1) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج۳،

ص ٤٤٠. (درمختار)

مسئلہ ۵: نابالغ دن میں بالغ ہوا یا کافر دن میں مسلمان ہوا اور وہ وقت ایسا تھا کہ روزہ کی نیّت ہو سکتی ہے اور نیّت کر بھی لی پھر وہ روزہ توڑ دیا تو اس دن کی قضا واجب نہیں۔ (2) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لایفسده، مطلب في جواز الإفطار بالتحری، ج٣، ص ٤٤١. (ردالمحتار)

مسئلہ ٦: بچہ کی عمر دس سال کی ہو جائے اور اس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اس سے روزہ رکھوایا جائے نہ رکھے تو مار کر رکھوائیں، اگر پوری طاقت دیکھی جائے اور رکھ کر توڑ دیا تو قضا کا حکم نہ دیں گے اور نماز توڑے تو پھر پڑھوائیں۔ (3) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لایفسده، مطلب في جواز الإفطار بالتحری، ج٣، ص ٤٤٢. (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: حیض و نفاس والی عورت صبح صادق کے بعد پاک ہوگئی، اگرچہ ضحوۂ کبریٰ سے پیشتر اور روزہ کی نیّت کر لی تو آج کا روزہ نہ ہوا، نہ فرض نہ نفل اور مریض یا مسافر نے نیّت کی یا مجنون تھا ہوش میں آکر نیّت کی تو ان سب کا روزہ ہوگیا۔ (4) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج٣، ص ٤٤١. (درمختار)

مسئلہ ۸: صبح سے پہلے یا بھول کر جماع میں مشغول تھا، صبح ہوتے ہی یا یاد آنے پر فوراً جدا ہوگیا تو کچھ نہیں اور اُسی حالت پر رہا تو قضا واجب ہے کفارہ نہیں۔ (5) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لایفسده، مطلب یکره السهر... إلخ، ج٣، ص ٤٢٥. (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: میّت کے روزے قضا ہو گئے تھے تو اُس کا ولی اس کی طرف سے فدیہ ادا کر دے یعنی جب کہ وصیت کی اور مال چھوڑا، ورنہ ولی پر ضروری نہیں کر دے تو بہتر ہے۔

اُن صورتوں کا بیان جن میں کفارہ بھی لازم ہے

مسئلہ ۱: رمضان میں روزہ دار مکلف مقیم نے کہ ادائے روزہ رمضان کی نیّت سے روزہ رکھا اور کسی آدمی کے ساتھ جو قابلِ شہوت ہے، اُس کے آگے یا پیچھے کے مقام میں جماع کیا، انزال ہوا ہو یا نہیں یا اس روزہ دار کے ساتھ جماع کیا گیا یا کوئی غذا یا دوا کھائی یا پانی پیا یا کوئی چیز لذّت کے لیے کھائی یا پی یا کوئی ایسا فعل کیا، جس سے افطار کا گمان نہ ہوتا ہو اور اس نے گمان کر لیا کہ روزہ جاتا رہا پھر قصداً کھا پی لیا، مثلاً فصد یا پچھنا لیا یا سُرمہ لگایا یا جانور سے وطی کی یا عورت کو چُھوا یا بوسہ لیا یا ساتھ لٹایا یا مباشرت فاحشہ کی، مگر ان سب صورتوں میں انزال نہ ہوا یا پاخانہ کے مقام میں خشک انگلی رکھی، اب ان افعال کے بعد قصداً کھا لیا۔

تو ان سب صورتوں میں روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں اور اگر ان صورتوں میں کہ افطار کا گمان نہ تھا اور اس نے گمان کر لیا اگر کسی مفتی نے فتویٰ دے دیا تھا کہ روزہ جاتا رہا اور وہ مفتی ایسا ہو کہ اہلِ شہر کا اس پر اعتماد ہو، اُس کے فتویٰ دینے پر اُس نے قصداً کھا لیا یا اُس نے کوئی حدیث سُنی تھی جس کے صحیح معنی نہ سمجھ سکا اور اُس غلط معنی کے لحاظ سے جان لیا کہ روزہ جاتا رہا اور قصداً کھا لیا تو اب کفارہ لازم نہیں، اگرچہ مفتی نے غلط فتویٰ دیا یا جو حدیث اُس نے سُنی وہ ثابت

نہ ہو۔(1) "الدر المختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج۳، ص۴۴۲ ۔ ۴٤٦ . (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: جس جگہ روزہ توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے اس میں شرط یہ ہے کہ رات ہی سے روزۂ رمضان کی نیّت کی ہو، اگر دن میں نیّت کی اور توڑ دیا تو کفارہ لازم نہیں۔(2) "الجوهرة النيرة"، کتاب الصوم، ص۱۸۰ ۔ ۱۸۱. (جوہرہ)

مسئلہ ۳: مسافر بعد صبح کے ضحوۂ کبریٰ سے پہلے وطن کو آیا اور روزہ کی نیّت کر لی پھر توڑ دیا یا مجنون اس وقت ہوش میں آیا اور روزہ کی نیّت کر کے پھر توڑ دیا تو کفارہ نہیں۔(3) "الفتاوى الهندية"، کتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج۱، ص۲۰٦. (عالمگیری)

مسئلہ ٤: کفارہ لازم ہونے کے لیے یہ بھی ضرور ہے کہ روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسا امر واقع نہ ہوا ہو، جو روزہ کے منافی ہو یا بغیر اختیار ایسا امر نہ پایا گیا ہو، جس کی وجہ سے روزہ افطار کرنے کی رخصت ہوتی، مثلاً عورت کو اُسی دن میں حیض یا نفاس آ گیا یا روزہ توڑنے کے بعد اُسی دن میں ایسا بیمار ہو گیا جس میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو کفارہ ساقط ہے اور سفر سے ساقط نہ ہوگا کہ یہ اختیاری امر ہے۔ یوہیں اگر اپنے کو زخمی کر لیا اور حالت یہ ہوگئی کہ روزہ نہیں رکھ سکتا، کفارہ ساقط نہ ہوگا۔(1) "الجوهرة النيرة"، کتاب الصوم، ص۱۸۱. (جوہرہ)

مسئلہ ٥: وہ کام کیا جس سے کفارہ واجب ہوتا ہے پھر بادشاہ نے اُسے سفر پر مجبور کیا کفارہ ساقط نہ ہوگا۔(2) "الفتاوى الهندية"، کتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج۱، ص۲۰٦. (عالمگیری)

مسئلہ ٦: مرد کو مجبور کر کے جماع کرایا یا عورت کو مرد نے مجبور کیا پھر اثنائے جماع میں اپنی خوشی سے مشغول رہا یا رہی تو کفارہ لازم نہیں کہ روزہ تو پہلے ہی ٹوٹ چکا ہے۔(3) "الجوهرة النيرة"، کتاب الصوم، ص۱۸۰ ۔ ۱۸۱. (جوہرہ)

مجبوری سے مراد اکراہِ شرعی ہے، جس میں قتل یا عضو کاٹ ڈالنے یا ضربِ شدید(4) (سخت مار۔) کی صحیح دھمکی دی جائے اور روزہ دار بھی سمجھے کہ اگر میں اس کا کہنا نہ مانوں گا تو جو کہتا ہے، کر گزرے گا۔

مسئلہ ۷: کفارہ واجب ہونے کے لیے بھر پیٹ کھانا ضرور نہیں، تھوڑا سا کھانے سے بھی واجب ہو جائے گا۔(5) "الجوهرة النيرة"، کتاب الصوم، ص۱۸۰. (جوہرہ)

مسئلہ ۸: تیل لگایا یا غیبت کی پھر یہ گمان کر لیا کہ روزہ جاتا رہا یا کسی عالم ہی نے روزہ جانے کا فتویٰ دے دیا، اب اس نے کھا پی لیا جب بھی کفارہ لازم ہے۔(6) "الدر المختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج۳، ص٤٤٦. (درمختار)

مسئلہ ۹: قے آئی یا بھول کر کھایا پیا یا جماع کیا اور ان سب صورتوں میں اسے معلوم تھا کہ روزہ نہ گیا پھر اس کے بعد کھا لیا تو کفارہ لازم نہیں اور اگر احتلام ہوا اور اسے معلوم تھا کہ روزہ نہ گیا پھر کھا لیا تو کفارہ لازم ہے۔(7) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم... إلخ، مطلب في حکم الاستمناء بالکف، ج۳، ص٤۳۱. وغیرہ (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: لعاب تھوک کر چاٹ گیا یا دوسرے کا تھوک نگل گیا تو کفارہ نہیں، مگر محبوب کا لذت یا معظم دینی (8) (یعنی بزرگ۔) کا تبرک کے لیے تھوک نگل گیا تو کفارہ لازم ہے۔(9) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا

يفسده، مطلب في جواز الإفطار بالتحري، ج۳، ص٤٤٤. (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: جن صورتوں میں روزہ توڑنے پر کفارہ لازم نہیں ان میں شرط ہے، کہ ایک ہی بار ایسا ہوا ہو اور معصیت کا قصد نہ کیا ہو، ورنہ اُن میں کفارہ دینا ہوگا۔ (10) "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج۳، ص٤٤٠. (درمختار)

مسئلہ ۱۲: کچا گوشت کھایا اگرچہ مردار کا ہو تو کفارہ لازم ہے، مگر جبکہ سڑا ہو یا اُس میں کیڑے پڑ گئے ہوں تو کفارہ نہیں۔ (1) "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في جواز الإفطار بالتحري، ج۳،ص٤٤٤ ـ ٤٤٥. (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: مٹی کھانے سے کفارہ واجب نہیں، مگر گل ارمنی یا وہ مٹی جس کے کھانے کی اُسے عادت ہے، کھائی تو کفارہ واجب ہے اور نمک اگر تھوڑا کھایا تو کفارہ واجب ہے، زیادہ کھایا تو نہیں۔ (2) "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٨١. و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج١، ص٢٠٢، ٢٠٥. (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: نجس شوربے میں روٹی بھگو کر کھائی یا کسی کی کوئی چیز غصب کر کے کھالی تو کفارہ واجب ہے اور تھوک میں خون تھا اگرچہ خون غالب ہو، نگل لیا یا خون پی لیا تو کفارہ نہیں۔ (3) "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٨١. (جوہرہ)

مسئلہ ۱۵: کچی بھی کھائی یا پستہ یا اخروٹ مسلّم یا خشک یا بادام مسلّم نگل لیا یا چھلکے سمیت انڈا یا چھلکے کے ساتھ انار کھالیا تو کفارہ نہیں اور خشک پستہ یا خشک بادام اگر چبا کر کھایا اور اس میں مغز بھی ہو تو کفارہ ہے اور مسلّم نگل لیا ہو تو نہیں، اگرچہ پھٹا ہو اور تر بادام مسلّم نگلنے میں بھی کفارہ ہے۔ (4) "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج١، ص٢٠٢، ٢٠٥. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: چنے کا ساگ کھایا تو کفارہ واجب، یہی حکم درخت کے پتوں کا ہے جبکہ کھائے جاتے ہوں ورنہ نہیں۔ (5)

مسئلہ ۱۷: خربزہ یا تربز کا چھلکا کھایا، اگر خشک ہو یا ایسا ہو کہ لوگ اس کے کھانے سے گھن کرتے ہوں تو کفارہ نہیں ورنہ ہے۔ کچے چاول، باجرہ، مسور، مونگ کھائی تو کفارہ نہیں، یہی حکم کچے جَو کا ہے اور بھنے ہوئے ہوں تو کفارہ لازم۔ (6) "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج١، ص٢٠٢، ٢٠٥. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: تِل یا تِل کے برابر کھانے کی کوئی چیز باہر سے منہ میں ڈال کر بغیر چبائے نگل گیا تو روزہ گیا اور کفارہ واجب۔ (7) "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج۳، ص٤٥٣. (درمختار)

مسئلہ ۱۹: دوسرے نے نوالہ چبا کر دیا، اُس نے کھالیا یا اُس نے خود اپنے منہ سے نکال کر کھالیا تو کفارہ نہیں۔ (1) (عالمگیری) بشرطیکہ اس کے چبائے ہوئے کو لذت یا تبرک نہ سمجھتا ہو۔

مسئلہ ۲۰: سحری کا نوالہ منہ میں تھا کہ صبح طلوع ہوگئی یا بھول کر کھا رہا تھا، نوالہ منہ میں تھا کہ یاد آ گیا اور نگل لیا تو دونوں صورتوں میں کفارہ واجب، مگر جب منہ سے نکال کر پھر کھایا ہو تو صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں۔

(2) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج۱، ص۲۰۳. **(عالمگیری)**

مسئلہ ۲۱: عورت نے نابالغ یا مجنون سے وطی کرائی یا مرد کو وطی کرنے پر مجبور کیا، تو عورت پر کفارہ واجب ہے مرد پر نہیں۔ (3) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج۱، ص۲۰۵. وغیرہ **(عالمگیری وغیرہ)**

مسئلہ ۲۲: مُشک، زعفران، کافور، سرکہ کھایا یا خربزہ، تربز، ککڑی، کھیرا، باقلا کا پانی پیا تو کفارہ واجب ہے۔ (4)

"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج۱، ص۲۰۵. **(عالمگیری)**

مسئلہ ۲۳: رمضان میں روزہ دار قتل کے لیے لایا گیا اُس نے پانی مانگا، کسی نے اُسے پانی پلا دیا پھر وہ چھوڑ دیا گیا تو اُس پر کفارہ واجب ہے۔ (5) المرجع السابق، ص۲۰۶. **(عالمگیری)**

مسئلہ ۲۴: باری سے بخار آتا تھا اور آج باری کا دن تھا۔ اُس نے یہ گمان کرکے کہ بخار آئے گا روزہ قصداً توڑ دیا تو اس صورت میں کفارہ ساقط ہے۔ (6) (یعنی کفارہ کی ضرورت نہیں۔) یوہیں عورت کو معیّن تاریخ پر حیض آتا تھا اور آج حیض آنے کا دن تھا، اُس نے قصداً روزہ توڑ دیا اور حیض نہ آیا تو کفارہ ساقط ہوگیا۔ یوہیں اگر یقین تھا کہ دشمن سے آج لڑنا ہے اور روزہ توڑ ڈالا اور لڑائی نہ ہوئی تو کفارہ واجب نہیں۔ (7) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج۳، ص۴۴۸ **(درمختار)**

مسئلہ ۲۵: روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ممکن ہو تو ایک رقبہ یعنی باندی یا غلام آزاد کرے اور یہ نہ کر سکے مثلاً اس کے پاس نہ لونڈی غلام ہے، نہ اتنا مال کہ خریدے یا مال تو ہے مگر رقبہ میسر نہیں جیسے آج کل یہاں ہندوستان میں، تو پے در پے ساٹھ روزے رکھے، یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ ۶۰ مساکین کو بھر بھر پیٹ دونوں وقت کھانا کھلائے اور روزے کی صورت میں اگر درمیان میں ایک دن کا بھی چھوٹ گیا تو اب سے ساٹھ ۶۰ روزے رکھے، پہلے کے روزے محسوب نہ ہوں گے اگرچہ اُنسٹھ ۵۹ رکھ چکا تھا، اگرچہ بیماری وغیرہ کسی عذر کے سبب چُھوٹا ہو، مگر عورت کو حیض آجائے تو حیض کی وجہ سے جتنے ناغے ہوئے یہ ناغے نہیں شمار کیے جائیں گے یعنی پہلے کے روزے اور حیض کے بعد والے دونوں مل کر ساٹھ ۶۰ ہوجانے سے کفارہ ادا ہوجائے گا۔ (1) انظر: "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، مطلب في الکفارة، ج۳، ص۴۴۷. و "الفتاوی الرضویة" (الجدیدة)، ج۱۰، ص۵۹۵. وغیرهما **(کتب کثیرہ)**

مسئلہ ۲۶: اگر دو روزے توڑے تو دونوں کے لیے دو کفارے دے، اگرچہ پہلے کا ابھی کفارہ نہ ادا کیا ہو۔ (2) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، مطلب في الکفارة، ج۳، ص۴۴۹. **(ردالمحتار)** یعنی جب کہ دونوں دو رمضان کے ہوں اور اگر دونوں روزے ایک ہی رمضان کے ہوں اور پہلے کا کفارہ ادا نہ کیا ہو تو ایک ہی کفارہ دونوں کے لیے کافی ہے۔ (3) "الجوهرة النیرة"، کتاب الصوم، ص۱۸۲ **(جوہرہ)**

کفارہ کے متعلق دیگر جزئیات کتاب الطلاق باب الظہار میں ان شاءاللہ تعالیٰ معلوم ہوں گی۔

مسئلہ ۲۷: آزاد و غلام، مرد و عورت، بادشاہ و فقیر سب پر روزہ توڑنے سے کفارہ واجب ہوتا ہے، یہاں تک کہ باندی کو اگر معلوم تھا کہ صبح ہوگئی اُس نے اپنے آقا کو خبر دی کہ ابھی صبح نہ ہوئی اس نے اس کے ساتھ جماع کیا تو لونڈی

پر کفارہ واجب ہوگا اور اُس کے مولیٰ پر صرف قضا ہے کفارہ نہیں۔ (4) "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في الكفارة، ج٣، ص٤٤٧. (ردالمحتار)

روزہ کے مکروہات کا بیان

حدیث ۱ و ۲: بخاری وابوداود و ترمذی ونسائی وابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بُری بات کہنا اور اُس پر عمل کرنا نہ چھوڑے، تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کچھ حاجت نہیں کہ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔'' (5) "صحيح البخاري"، كتاب الصوم، باب من لم يدع قول الزور والعمل به في الصوم، الحديث: ١٩٠٣، ص١٤٩ اور اسی کے مثل طبرانی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۳ و ۴: ابن ماجہ ونسائی وابن خزیمہ وحاکم وبیہقی ودارمی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ انھیں روزہ سے سوا پیاس کے کچھ نہیں اور بہت سے رات میں قیام کرنے والے ایسے کہ انھیں جاگنے کے سوا کچھ حاصل نہیں۔'' (1) "سنن ابن ماجه"، أبواب ماجاء في الصيام، باب ماجاء في الغيبة والرفث للصائم، الحديث: ١٦٩٠، ص٢٥٧٨. و "السنن الكبرى"، كتاب الصيام، باب الصائم... الخ، الحديث: ٨٣١٣، ج٤، ص٤٤٩. اور اُسی کے مثل طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔

حدیث ۵ و ۶: بیہقی ابوعبیدہ اور طبرانی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''روزہ سپر ہے، جب تک اسے پھاڑا نہ ہو۔ عرض کی گئی، کس چیز سے پھاڑے گا؟ ارشاد فرمایا: جھوٹ یا غیبت سے۔'' (2) "المعجم الأوسط"، باب العين، الحديث: ٤٥٣٦، ج٣، ص٢٦٤.

حدیث ۷: ابن خزیمہ وابن حبان وحاکم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''روزہ اس کا نام نہیں کہ کھانے اور پینے سے باز رہنا ہو، روزہ تو یہ ہے کہ لغو و بیہودہ باتوں سے بچا جائے۔'' (3)

"المستدرك" للحاكم، كتاب الصوم، باب من أفطر في رمضان ناسيا... إلخ، الحديث: ١٦١١، ج٢، ص٦٧.

حدیث ۸: ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روزہ دار کو مباشرت کرنے کے بارے میں سوال کیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے انھیں اجازت دی پھر ایک دوسرے صاحب نے حاضر ہو کر یہی سوال کیا تو انھیں منع فرمایا اور جن کو اجازت دی تھی، بوڑھے تھے اور جن کو منع فرمایا: جوان تھے۔'' (4) "سنن أبي داود"، كتاب الصيام، باب كراهية للشاب، الحديث: ٢٣٨٧، ص١٤٠٠.

حدیث ۹: ابوداود و ترمذی عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں میں نے بے شمار بار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روزہ میں مسواک کرتے دیکھا۔ (5) "جامع الترمذي"، ابواب الصوم، باب ماجاء في السواك للصائم، الحديث: ٧٢٥، ص١٧١٨.

مسئلہ ۱: جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی دینا، بیہودہ بات، کسی کو تکلیف دینا کہ یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز وحرام ہیں روزہ میں اور زیادہ حرام اور ان کی وجہ سے روزہ میں کراہت آتی ہے۔

مسئلہ ۲: روزہ دار کو بلا عذر کسی چیز کا چکھنا یا چبانا مکروہ ہے۔ چکھنے کے لیے عذر یہ ہے کہ مثلاً عورت کا شوہر یا باندی غلام کا آقا بد مزاج ہے کہ نمک کم و بیش ہوگا تو اس کی ناراضی کا باعث ہوگا اس وجہ سے چکھنے میں حرج نہیں، چبانے کے لیے یہ عذر ہے کہ اتنا چھوٹا بچہ ہے کہ روٹی نہیں کھا سکتا اور کوئی نرم غذا نہیں جو اُسے کھلائی جائے، نہ حیض و نفاس والی یا کوئی اور بے روزہ ایسا ہے جو اُسے چبا کر دیدے، تو بچہ کے کھلانے کے لیے روٹی وغیرہ چبانا مکروہ نہیں۔ (6) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لایفسده، ج۳، ص۴۵۳ . وغیرہ (درمختار وغیرہ)

چکھنے کے وہ معنی نہیں جو آج کل عام محاورہ ہے یعنی کسی چیز کا مزہ دریافت کرنے کے لیے اُس میں سے تھوڑا کھا لینا کہ یوں ہو تو کراہت کیسی روزہ ہی جاتا رہے گا، بلکہ کفارہ کے شرائط پائے جائیں تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔ بلکہ چکھنے سے مراد یہ ہے کہ زبان پر رکھ کر مزہ دریافت کرلیں اور اُسے تھوک دیں اس میں سے حلق میں کچھ نہ جانے پائے۔

مسئلہ ۳: کوئی چیز خریدی اور اس کا چکھنا ضروری ہے کہ نہ چکھے گا تو نقصان ہوگا، تو چکھنے میں حرج نہیں ورنہ مکروہ ہے۔ (1) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج۳، ص۴۵۳ . (درمختار)

مسئلہ ٤: بلا عذر چکھنا جو مکروہ بتایا گیا یہ فرض روزہ کا حکم ہے نفل میں کراہت نہیں، جبکہ اس کی حاجت ہو۔ (2) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد ما لا یفسده، ج۳، ص۴۵۳ . (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: عورت کا بوسہ لینا اور گلے لگانا اور بدن چھونا مکروہ ہے، جب کہ یہ اندیشہ ہو کہ انزال ہو جائے گا یا جماع میں مبتلا ہوگا اور ہونٹ اور زبان چوسنا روزہ میں مطلقاً (3) (یعنی چاہے انزال و جماع کا ڈر ہو یا نہ ہو۔) مکروہ ہے۔ یوہیں مباشرت فاحشہ۔ (4) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، مطلب: فیما یکره للصائم، ج۳، ص٤٥٤ . مباشرت فاحشہ یہ ہے کہ مرد اپنا آلہ، عورت یا مرد کی شرمگاہ سے، یا عورت، عورت کی شرمگاہ سے بغیر کسی حائل کے مَس کرے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ٦: گلاب یا مشک وغیرہ سونگھنا داڑھی مونچھ میں تیل لگانا اور سُرمہ لگانا مکروہ نہیں، مگر جبکہ زینت کے لیے سُرمہ لگایا یا اس لیے تیل لگایا کہ داڑھی بڑھ جائے، حالانکہ ایک مُشت (5) (یعنی ایک مٹھی۔) داڑھی ہے تو یہ دونوں باتیں بغیر روزہ کے بھی مکروہ ہیں اور روزہ میں بدرجۂ اَولیٰ۔ (6) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج۳، ص٤٥٥ . (درمختار)

مسئلہ ۷: روزہ میں مسواک کرنا مکروہ نہیں، بلکہ جیسے اور دنوں میں سنت ہے روزہ میں بھی مسنون ہے۔ مسواک خشک ہو یا تر اگرچہ پانی سے تر کی ہو، زوال سے پہلے کرے یا بعد کسی وقت مکروہ نہیں۔ (7) "البحر الرائق"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج۲، ص٤٩١ . مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں کہ اگر مسواک چبانے سے ریشے چھوٹیں یا مزہ محسوس ہو تو ایسی مسواک روزے میں نہیں کرنا چاہیے۔ (انظر: "الفتاوی الرضویة" (الجدیدة)، ج۱۰، ص٥١١ . ملخصاً) (عامۂ کتب)

اکثر لوگوں میں مشہور ہے کہ دوپہر بعد روزہ دار کے لیے مسواک کرنا مکروہ ہے، یہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔

مسئلہ ۸: فصد کھلوانا، پچھنے لگوانا مکروہ نہیں جب کہ ضعف کا اندیشہ نہ ہو اور اندیشہ ہو تو مکروہ ہے، اُسے چاہیے کہ غروب تک مؤخر کرے۔ (1) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب الثالث، فیما یکره للصائم وما لا یکره، ج۱، ص۱۹۹ ـ ۲۰۰ .

(عالمگیری)

مسئلہ ۹: روزہ دار کے لیے کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے۔ کلی میں مبالغہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ بھر مونھ پانی لے اور وضو و غسل کے علاوہ ٹھنڈ پہنچانے کی غرض سے کلی کرنا یا ناک میں پانی چڑھانا یا ٹھنڈ کے لیے نہانا بلکہ بدن پر بھیگا کپڑا لپیٹنا مکروہ نہیں۔ ہاں اگر پریشانی ظاہر کرنے کے لیے بھیگا کپڑا لپیٹا تو مکروہ ہے کہ عبادت میں دل تنگ ہونا اچھی بات نہیں۔ (2) المرجع السابق، ص۱۹۹، و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في حديث التوسعة على العيال والاكتحال يوم عاشوراء، ج۳، ص۴۵۹. وغيرهما (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۰: پانی کے اندر (3) (مثلاً نہر، ندی، تالاب وغیرہ میں نہاتے وقت۔) ریاح خارج کرنے سے روزہ نہیں جاتا، مگر مکروہ ہے اور روزہ دار کو استنجے میں مبالغہ کرنا بھی مکروہ ہے۔ (4) "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الثالث فيمايكره للصائم وما لا يكره، ج۱، ص۱۹۹. (عالمگیری) یعنی اور دِنوں میں حکم یہ ہے کہ استنجا کرنے میں نیچے کو زور دیا جائے اور روزہ میں یہ مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۱: مونھ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا بغیر روزہ کے بھی ناپسند ہے اور روزہ میں مکروہ۔ (5) المرجع السابق. وغيره (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: رمضان کے دنوں میں ایسا کام کرنا جائز نہیں، جس سے ایسا ضعف آجائے کہ روزہ توڑنے کا ظن غالب ہو۔ لہٰذا نانبائی کو چاہیے کہ دوپہر تک روٹی پکائے پھر باقی دن میں آرام کرے۔ (6) "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج۳، ص۴٦٠. (درمختار) یہی حکم معمار و مزدور اور مشقت کے کام کرنے والوں کا ہے کہ زیادہ ضعف کا اندیشہ ہو تو کام میں کمی کر دیں کہ روزے ادا کرسکیں۔

مسئلہ ۱۳: اگر روزہ رکھے گا تو کمزور ہو جائے گا، کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے گا تو حکم ہے کہ روزہ رکھے اور بیٹھ کر نماز پڑھے۔ (7) المرجع السابق، ص۴٦١. (درمختار) جب کہ کھڑا ہونے سے اتنا ہی عاجز ہو جو باب صلاۃ المریض میں گزرا۔

مسئلہ ۱٤: سحری کھانا اور اس میں تاخیر کرنا مستحب ہے، مگر اتنی تاخیر مکروہ ہے کہ صبح ہو جانے کا شک ہو جائے۔ (8) "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الثالث، فيمايكره للصائم وما لا يكره، ج۱، ص۲۰۰. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: افطار میں جلدی کرنا مستحب ہے، مگر افطار اس وقت کرے کہ غروب کا غالب گمان ہو، جب تک گمان غالب نہ ہو افطار نہ کرے، اگرچہ مؤذن نے اذان کہہ دی ہے اور اَبر کے دنوں میں افطار میں جلدی نہ چاہیے۔ (1) "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم... إلخ، مطلب في حديث التوسعة على العيال... إلخ، ج۳، ص۴۵۹. (ردالمحتار)

مسئلہ ۱٦: ایک عادل کے قول پر افطار کرسکتا ہے، جب کہ اس کی بات سچی مانتا ہو اور اگر اس کی تصدیق نہ کرے تو اس کے قول کی بنا پر افطار نہ کرے۔ یوہیں مستور کے کہنے پر بھی افطار نہ کرے اور آج کل اکثر اسلامی مقامات میں افطار کے وقت توپ چلنے کا رواج ہے، اس پر افطار کرسکتا ہے، اگرچہ توپ چلانے والے فاسق ہوں جب کہ کسی عالم محقق

توقیت دان محتاط فی الدین کے حکم پر چلتی ہو۔ (2) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، مطلب في جواز

الإفطار التحری، ج۳، ص۴۳۹، وغیرہ

آج کل کے عام علما بھی اس فن سے ناواقف محض ہیں اور جنتریاں کہ شائع ہوتی ہیں اکثر غلط ہوتی ہیں ان پر عمل جائز نہیں۔ یوہیں سحری کے وقت اکثر جگہ نقارہ بجتا ہے، انھیں شرائط کیساتھ اس کا بھی اعتبار ہے اگرچہ بجانے والے کیسے ہی ہوں۔

مسئلہ ۱۷: سحری کے وقت مرغ کی اذان کا اعتبار نہیں کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ صبح سے بہت پہلے اذان شروع کر دیتے ہیں، بلکہ جاڑے کے دنوں میں تو بعض مرغ دو بجے سے اذان کہنا شروع کر دیتے ہیں، حالانکہ اس وقت صبح ہونے میں بہت وقت باقی رہتا ہے۔ یوہیں بول چال سُن کر اور روشنی دیکھ کر بولنے لگتے ہیں۔ (3) (ردالمحتار مع زیادۃ)

مسئلہ ۱۸: صبح صادق کو رات کا مطلقاً چھٹا یا ساتواں حصہ سمجھنا غلط ہے، رہا یہ کہ صبح کس وقت ہوتی ہے اُسے ہم حصہ سوم باب الاوقات میں بیان کر آئے وہاں سے معلوم کریں۔

سحری و اِفطار کا بیان

حدیث ۱: بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سحری کھاؤ کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔'' (4) "صحیح البخاري"، کتاب الصوم، باب برکة السحور من غیر ایجاب،

الحدیث: ۱۹۲۳، ص ۱۵۰.

حدیث ۲: مسلم و ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن خزیمہ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارے اور اہلِ کتاب کے روزوں میں فرق سحری کا لقمہ ہے۔'' (5) "صحیح مسلم"، کتاب

الصیام، باب فضل السحور... إلخ، الحدیث: ۲۵۵۰، ص ۸۵۳.

حدیث ۳: طبرانی نے کبیر میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''تین چیزوں میں برکت ہے، جماعت اور ثرید اور سحری میں۔'' (1) "المعجم الکبیر"، الحدیث: ۶۱۲۷، ج۶، ص ۲۵۱

حدیث ٤: طبرانی اوسط میں اور ابن حبان صحیح میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''اللہ (عزوجل) اور اُس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر دُرود بھیجتے ہیں۔'' (2) "الإحسان بترتیب

صحیح ابن حبان"، کتاب الصوم، باب السحور، الحدیث: ۳۴۵۸، ج۵، ص ۱۹٤.

حدیث ۵: ابن ماجہ و ابن خزیمہ و بیہقی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سحری کھانے سے دن کے روزہ پر استعانت کرو اور قیلولہ سے رات کے قیام پر۔'' (3) "سنن ابن

ماجه"، أبواب ماجاء في الصیام، باب ماجاء في السحور، الحدیث: ۱۶۹۳، ص۲۵۷۸

حدیث ٦: نسائی باسناد حسن ایک صحابی سے راوی، کہتے ہیں میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سحری تناول فرما رہے تھے، ارشاد فرمایا: ''یہ برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں دی تو

اسے نہ چھوڑنا۔'' (4) "السنن الكبرى" للنسائي، كتاب الصيام، باب فضل السحور، الحديث: ٢٤٧٢، ج٢، ص٧٩.

حدیث ۷: طبرانی کبیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین شخصوں پر کھانے میں انشاء اللہ تعالیٰ حساب نہیں، جبکہ حلال کھایا۔ روزہ دار اور سحری کھانے والا اور سرحد پر گھوڑا باندھنے والا۔'' (5) "المعجم الكبير"، الحديث: ١٢٠١٢، ج١١، ص٢٨٥.

حدیث ۸ تا ۱۰: امام احمد ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سحری کُل کی کُل برکت ہے اُسے نہ چھوڑنا، اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لے کیونکہ سحری کھانے والوں پر اللہ (عزوجل) اور اس کے فرشتے دُرود بھیجتے ہیں۔'' (6) ("المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي سعيد الخدري، الحديث: ١١٠٨٦، ج٤، ص٢٦.) نیز عبداللہ بن عمرو سائب بن یزید و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی اسی قسم کی روایتیں آئیں۔

حدیث ۱۱: بخاری و مسلم و ترمذی سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ہمیشہ لوگ خیر کے ساتھ رہیں گے، جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔'' (7) "صحيح البخاري"، كتاب الصوم، باب تعجيل الإفطار، الحديث: ١٩٥٧، ص١٥٣.

حدیث ۱۲: ابن حبان صحیح میں انھیں سے راوی، کہ فرمایا: ''میری اُمت میری سنت پر رہے گی، جب تک افطار میں ستاروں کا انتظار نہ کرے۔'' (8) "الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب الصوم، باب الإفطار و تعجيله، الحديث: ٣٥٠١، ج٥، ص٢٠٩.

حدیث ۱۳: احمد و ترمذی و ابن خزیمہ و ابن حبان ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ''میرے بندوں میں مجھے زیادہ پیارا وہ ہے، جو افطار میں جلدی کرتا ہے۔'' (1) "جامع الترمذي"، أبواب الصوم، باب ماجاء في تعجيل الإفطار، الحديث: ٧٠٠، ص١٧١٦.

حدیث ۱۴: طبرانی اوسط میں یعلی بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرمایا: ''تین چیزوں کو اللہ (عزوجل) محبوب رکھتا ہے۔ افطار میں جلدی کرنا اور سحری میں تاخیر اور نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا۔'' (2) "المعجم الأوسط"، الحديث: ٧٤٧٠، ج٥، ص٣٢٠.

حدیث ۱۵: ابو داود و ابن خزیمہ و ابن حبان ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا، جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کہ یہود و نصاریٰ تاخیر کرتے ہیں۔'' (3) "سنن أبي داود"، كتاب الصيام، باب ما يستحب من تعجيل الفطر، الحديث: ٢٣٥٣، ص١٣٩٨.

حدیث ۱۶: امام احمد و ابو داود و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب تم میں کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور یا چھوہارے سے افطار کرے کہ وہ برکت ہے اور اگر نہ ملے تو پانی سے کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔'' (4) "جامع الترمذي"، أبواب الصوم باب ماجاء ما يستحب عليه الإفطار،

الحدیث: ۶۹۵، ص ۱۷۱۵.

حدیث ۱۷: ابوداود و ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نماز سے پہلے تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے، تر کھجوریں نہ ہوتیں تو چند خشک کھجوروں سے اور اگر یہ بھی نہ ہوتیں تو چند چلو پانی پیتے۔" (5) "جامع الترمذي"، ابواب الصوم، باب ماجاء ما يستحب عليه الافطار، الحديث: ٦٩٦، ص ١٧١٥. ابوداود نے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) افطار کے وقت یہ دُعا پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَ عَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ.

(6) "سنن أبي داود"، كتاب الصيام، باب القول عند الإفطار، الحديث: ٢٣٥٨، ص ١٣٩٨.

حدیث ۱۸: نسائی و ابن خزیمہ زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرمایا: "جو روزہ دار کا روزہ افطار کرائے یا غازی کا سامان کر دے تو اوسے بھی اتنا ہی ملے گا۔" (7) "شعب الإيمان"، باب في الصيام، فصل فيمن فطر صائما،

الحديث: ٣٩٥٣، ج٣، ص ٤١٨.

حدیث ۱۹: طبرانی کبیر میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جس نے حلال کھانے یا پانی سے روزہ افطار کرایا۔ فرشتے ماہِ رمضان کے اوقات میں اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام شبِ قدر میں اُس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔" (1) "المعجم الكبير"،

الحديث: ٦١٦٢، ج٦، ص ٢٦١.

اور ایک روایت میں ہے، "جو حلال کمائی سے رمضان میں روزہ افطار کرائے، رمضان کی تمام راتوں میں فرشتے اس پر دُرود بھیجتے ہیں اور شبِ قدر میں جبرئیل اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔" (2) "كنز العمال"، كتاب الصوم، الحديث: ٢٣٦٥٣،

ج٨، ص ٢١٥.

اور ایک روایت میں ہے، "جو روزہ دار کو پانی پلائے گا، اللہ تعالیٰ اُسے میرے حوض سے پلائے گا کہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہ ہوگا۔" (3) "شعب الإيمان"، باب في الصيام، فضائل شهر رمضان، الحديث: ٣٦٠٨، ج٣، ص ٣٠٥ ـ ٣٠٦.

بیان اُن وجوہ کا جن سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

حدیث ۱: صحیحین میں اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہتی ہیں حمزہ بن عمرو اسلمی بہت روزے رکھا کرتے تھے، انھوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا، کہ سفر میں روزہ رکھوں؟ ارشاد فرمایا: "چاہو رکھو، چاہے نہ رکھو۔" (4) "صحيح البخاري"، كتاب الصوم، باب الصوم في السفر والإفطار، الحديث: ١٩٤٣، ص ١٥٢.

حدیث ۲: صحیح مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں سولھویں رمضان کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہم جہاد میں گئے۔ ہم میں بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہ رکھا تو نہ روزہ داروں نے غیر روزہ داروں پر عیب لگایا اور نہ انھوں نے ان پر۔ (5) "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب جواز الصوم والفطرفي الشهر رمضان... إلخ،

الحديث: ٢٦١٥، ص ٨٥٧.

حدیث ۳: ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ انس بن مالک کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی (یعنی چار رکعت والی دو پڑھے گا) اور مسافر اور دُودھ پلانے والی اور حاملہ سے روزہ معاف فرمادیا۔'' (6) "جامع الترمذي"، أبواب الصوم، باب ماجاء في الرخصة في الإفطار للحبلى والمرضع، الحديث: ٧١٥، ص١٧١٧. (کہ اُن کو اجازت ہے کہ اُس وقت نہ رکھیں بعد میں وہ مقدار پوری کرلیں)۔

مسئلہ ۱: سفر و حمل اور بچہ کو دودھ پلانا اور مرض اور بڑھاپا اور خوف ہلاک و اکراہ و نقصانِ عقل اور جہاد یہ سب روزہ نہ رکھنے کے لیے عذر ہیں، ان وجوہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو گنہگار نہیں۔ (7) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٢. (درمختار)

مسئلہ ۲: سفر سے مراد سفرِ شرعی ہے یعنی اتنی دُور جانے کے ارادہ سے نکلے کہ یہاں سے وہاں تک تین دن کی مسافت ہو، اگرچہ وہ سفر کسی ناجائز کام کے لیے ہو۔ (1) "الدرالمختار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٣. (درمختار)

مسئلہ ۳: دن میں سفر کیا تو اُس دن کا روزہ افطار کرنے کے لیے آج کا سفر عذر نہیں۔ البتہ اگر توڑے گا تو کفارہ لازم نہ آئے گا مگر گنہگار ہوگا اور اگر سفر کرنے سے پہلے توڑ دیا پھر سفر کیا تو کفارہ بھی لازم اور اگر دن میں سفر کیا اور مکان پر کوئی چیز بھول گیا تھا، اُسے لینے واپس آیا اور مکان پر آکر روزہ توڑ ڈالا تو کفارہ واجب ہے۔ (2) "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التي تبيح الافطار، ج١، ص٢٠٦ ـ ٢٠٧. (عالمگیری)

مسئلہ ٤: مسافر نے ضحوۂ کبریٰ سے پیشتر اقامت کی اور ابھی کچھ کھایا نہیں تو روزہ کی نیت کرلینا واجب ہے۔ (3) "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٨٦. (جوہرہ)

مسئلہ ۵: حمل والی اور دودھ پلانے والی کو اگر اپنی جان یا بچہ کا صحیح اندیشہ ہے، تو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھے، خواہ دودھ پلانے والی بچہ کی ماں ہو یا دائی اگرچہ رمضان میں دودھ پلانے کی نوکری کی ہو۔ (4) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٣. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ٦: مریض کو مرض بڑھ جانے یا دیر میں اچھا ہونے یا تندرست کو بیمار ہو جانے کا گمان غالب ہو یا خادم و خادمہ کو ناقابلِ برداشت ضعف کا غالب گمان ہو تو ان سب کو اجازت ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں۔ (5) "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٨٣ و "الدرالمختار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٣. (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۷: ان صورتوں میں غالب گمان کی قید ہے محض وہم ناکافی ہے۔ غالب گمان کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) اس کی ظاہر نشانی پائی جاتی ہے یا

(۲) اس شخص کا ذاتی تجربہ ہے یا

(۳) کسی مسلمان طبیب حاذق مستور یعنی غیر فاسق نے اُس کی خبر دی ہو اور اگر نہ کوئی علامت ہو نہ تجربہ نہ اس قسم کے طبیب نے اُسے بتایا، بلکہ کسی کافر یا فاسق طبیب کے کہنے سے افطار کرلیا تو کفارہ لازم آئے گا۔ (6)

"ردالمحتار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٤. (ردالمحتار) آج کل کے اکثر اطبا اگر کافر نہیں تو فاسق ضرور ہیں اور نہ سہی تو حاذق طبیب فی زمانہ نایاب سے ہو رہے ہیں، ان لوگوں کا کہنا کچھ قابلِ اعتبار نہیں نہ ان کے کہنے پر روزہ افطار کیا جائے۔ ان طبیبوں کو دیکھا جاتا ہے کہ ذرا ذرا سی بیماری میں روزہ کو منع کر دیتے ہیں، اتنی بھی تمیز نہیں رکھتے کہ کس مرض میں روزہ مُضر ہے کس میں نہیں۔

مسئلہ ۸: باندی کو اپنے مالک کی اطاعت میں فرائض کا موقع نہ ملے تو یہ کوئی عذر نہیں۔ فرائض ادا کرے اور اتنی دیر کے لیے اُس پر اطاعت نہیں۔ مثلاً فرض نماز کا وقت تنگ ہو جائے گا تو کام چھوڑ دے اور فرض ادا کرے اور اگر اطاعت کی اور روزہ توڑ دیا تو کفارہ دے۔ (1) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٤. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: عورت کو جب حیض و نفاس آ گیا تو روزہ جاتا رہا اور حیض سے پورے دس دن رات میں پاک ہوئی تو بہر حال کل کا روزہ رکھے اور کم میں پاک ہوئی تو اگر صبح ہونے کو اتنا عرصہ ہے کہ نہا کر خفیف سا وقت بچے گا تو بھی روزہ رکھے اور اگر نہا کر فارغ ہونے کے وقت صبح چمکی تو روزہ نہیں۔ (2) "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التي تبيح الإفطار، ج١، ص٢٠٧. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: حیض و نفاس والی کے لیے اختیار ہے کہ چھپ کر کھائے یا ظاہراً، روزہ کی طرح رہنا اس پر ضروری نہیں۔ (3) "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٨٦ (جوہرہ) مگر چھپ کر کھانا اَولیٰ ہے خصوصاً حیض والی کے لیے۔

مسئلہ ۱۱: بھوک اور پیاس ایسی ہو کہ ہلاک کا خوف صحیح یا نقصانِ عقل کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے۔ (4) "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التي تبيح الإفطار، ج١، ص٢٠٧. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: روزہ توڑنے پر مجبور کیا گیا تو اسے اختیار ہے اور صبر کیا تو اجر ملے گا۔ (5) "ردالمحتار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٢. (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: سانپ نے کاٹا اور جان کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں روزہ توڑ دیں۔ (6) المرجع السابق. (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: جن لوگوں نے ان عذروں کے سبب روزہ توڑا، اُن پر فرض ہے کہ ان روزوں کی قضا رکھیں اور ان قضا روزوں میں ترتیب فرض نہیں۔ فلہٰذا اگر ان روزوں کے پہلے نفل روزے رکھے تو یہ نفلی روزے ہو گئے، مگر حکم یہ ہے کہ عذر جانے کے بعد دوسرے رمضان کے آنے سے پہلے قضا رکھ لیں۔

حدیث میں فرمایا: ''جس پر اگلے رمضان کی قضا باقی ہے اور وہ نہ رکھے اس کے اس رمضان کے روزے قبول نہ ہوں گے۔'' (7) "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ٨٦٢٩، ج٣، ص٢٦٦.

اور اگر روزے نہ رکھے اور دوسرا رمضان آ گیا تو اب پہلے اس رمضان کے روزے رکھ لے، قضا نہ رکھے، بلکہ اگر غیر مریض و مسافر نے قضا کی نیت کی جب بھی قضا نہیں بلکہ اُسی رمضان کے روزے ہیں۔ (1) "الدرالمختار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٥ (درمختار)

مسئلہ ۱۵: خود اس مسافر کو اور اُس کے ساتھ والے کو روزہ رکھنے میں ضرر نہ پہنچے تو روزہ رکھنا سفر میں بہتر ہے ورنہ نہ رکھنا بہتر۔ (2) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص٤٦٥ (درمختار)

مسئلہ ۱۶: اگر یہ لوگ اپنے اُسی عذر میں مر گئے، اتنا موقع نہ ملا کہ قضا رکھتے تو ان پر یہ واجب نہیں کہ فدیہ کی وصیّت کر جائیں پھر بھی وصیّت کی تو تہائی مال میں جاری ہوگی اور اگر اتنا موقع ملا کہ قضا روزے رکھ لیتے، مگر نہ رکھے تو وصیّت کر جانا واجب ہے اور عمداً نہ رکھے ہوں تو بدرجۂ اَولیٰ وصیّت کرنا واجب ہے اور وصیّت نہ کی، بلکہ ولی نے اپنی طرف سے دے دیا تو بھی جائز ہے مگر ولی پر دینا واجب نہ تھا۔ (3) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص٤٦٦. و "الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التی تبيح الإفطار، ج۱، ص۲۰۷ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: ہر روزہ کا فدیہ بقدر صدقۂ فطر ہے اور تہائی مال میں وصیّت اس وقت جاری ہوگی، جب اس میت کے وارث بھی ہوں اور اگر وارث نہ ہوں اور سارے مال سے فدیہ ادا ہوتا ہو تو سب فدیہ میں صرف کر دینا لازم ہے۔ یوہیں اگر وارث صرف شوہر یا زوجہ ہے تو تہائی نکالنے کے بعد ان کا حق دیا جائے، اس کے بعد جو کچھ بچے اگر فدیہ میں صرف ہو سکتا ہے تو صرف کر دیا جائے گا۔ (4) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص٤٦٧. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: وصیّت کرنا صرف اتنے ہی روزوں کے حق میں واجب ہے جن پر قادر ہوا تھا، مثلاً دس قضا ہوئے تھے اور عذر جانے کے بعد پانچ پر قادر ہوا تھا کہ انتقال ہوگیا تو پانچ ہی کی وصیّت واجب ہے۔ (5) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص٤٦٧ (درمختار)

مسئلہ ۱۹: ایک شخص کی طرف سے دوسرا شخص روزہ نہیں رکھ سکتا۔ (6) انظر: "فتح القدير"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۲، ص۲۷۹ (عامۂ کتب)

مسئلہ ۲۰: اعتکاف واجب اور صدقۂ فطر کا بدلا اگر ورثا ادا کر دیں تو جائز ہے اور اُن کی مقدار وہی بقدر صدقۂ فطر ہے اور زکاۃ دینا چاہیں تو جتنی واجب تھی اُس قدر نکالیں۔ (1) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص٤٧١. (درمختار)

مسئلہ ۲۱: شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا جس کی عمر ایسی ہوگئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا، جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہے نہ آئندہ اُس میں اتنی طاقت آنے کی اُمید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا، اُسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو بھر پیٹ کھانا کھلانا اس پر واجب ہے یا ہر روزہ کے بدلے میں صدقۂ فطر کی مقدار مسکین کو دیدے۔ (2) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص٤٧١. وغيره (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: اگر ایسا بوڑھا گرمیوں میں بوجہ گرمی کے روزہ نہیں رکھ سکتا، مگر جاڑوں (3) (سردیوں۔) میں رکھ سکے گا تو اب افطار کر لے اور اُن کے بدلے کے جاڑوں میں رکھنا فرض ہے۔ (4) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض،

ج۳، ص ٤٧٢. (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: اگر فدیہ دینے کے بعد اتنی طاقت آگئی کہ روزہ رکھ سکے، تو فدیہ صدقۂ نفل ہوکر رہ گیا ان روزوں کی قضا رکھے۔ (5) "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التي تبیح الإفطار، ج ۱، ص ۲۰۷. (عالمگیری)

مسئلہ ۲٤: یہ اختیار ہے کہ شروع رمضان ہی میں پورے رمضان کا ایک دم فدیہ دے دے یا آخر میں دے اور اس میں تملیک (6)) (یعنی مالک بنا دینا۔) شرط نہیں بلکہ اباحت بھی کافی ہے اور یہ بھی ضرور نہیں کہ جتنے فدیے ہوں اتنے ہی مساکین کو دے بلکہ ایک مسکین کو کئی دن کے فدیے دے سکتے ہیں۔ (7) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج ۳، ص ٤٧٢. وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۵: قسم (8) (قسم کے کفارے میں تین روزے ہیں۔) یا قتل (9) (یعنی قتل خطا کے کفارے میں دو ماہ کے روزے ہیں۔) کے کفارہ کا اس پر روزہ ہے اور بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا تو اس روزہ کا فدیہ نہیں اور روزہ توڑنے یا ظہار (10) ظہار کے کفارے میں دو ماہ کے روزے ہیں۔ (انظر: "النتف في الفتاوی"، کتاب الصوم، ص ۹۳ ـ ۹٤.) کا کفارہ اس پر ہے، تو اگر روزہ نہ رکھ سکے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے۔ (11) "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التي تبیح الإفطار، ج ۱، ص ۲۰۷. (عالمگیری)

مسئلہ ۲٦: کسی نے ہمیشہ روزہ رکھنے کی منّت مانی اور برابر روزے رکھے تو کوئی کام نہیں کرسکتا جس سے بسر اوقات ہو تو اُسے بقدر ضرورت افطار کی اجازت ہے اور ہر روزے کے بدلے میں فدیہ دے اور اس کی بھی قوت نہ ہو تو استغفار کرے۔ (1) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج ۳، ص ٤٧٢. (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: نفل روزہ قصداً شروع کرنے سے لازم ہو جاتا ہے کہ توڑے گا تو قضا واجب ہوگی اور یہ گمان کرکے کہ اس کے ذمہ کوئی روزہ ہے، شروع کیا بعد کو معلوم ہوا کہ نہیں ہے، اب اگر فوراً توڑ دیا تو کچھ نہیں اور یہ معلوم کرنے کے بعد نہ توڑا تو اب نہیں توڑ سکتا، توڑے گا تو قضا واجب ہوگی۔ (2) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج ۳، ص ٤٧٣. (درمختار)

مسئلہ ۲۸: نفل روزہ قصداً نہیں توڑا بلکہ بلا اختیار ٹوٹ گیا، مثلاً اثنائے روزہ میں حیض آگیا، جب بھی قضا واجب ہے۔ (3) المرجع السابق، ص ٤٧٤. (درمختار)

مسئلہ ۲۹: عیدین یا ایام تشریق میں روزۂ نفل رکھا تو اس روزہ کا پورا کرنا واجب نہیں، نہ اُس کے توڑنے سے قضا واجب، بلکہ اس روزہ کا توڑ دینا واجب ہے اور اگر ان دنوں میں روزہ رکھنے کی منّت مانی تو منت پوری کرنی واجب ہے مگر ان دنوں میں نہیں بلکہ اور دنوں میں۔ (4) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج ۳، ص ٤٧٤. (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: نفل روزہ بلا عذر توڑ دینا ناجائز ہے، مہمان کے ساتھ اگر میزبان نہ کھائے گا تو اسے ناگوار ہوگا یا مہمان اگر کھانا نہ کھائے تو میزبان کو اذیت ہوگی تو نفل روزہ توڑ دینے کے لیے یہ عذر ہے، بشرطیکہ یہ بھروسہ ہو کہ اس کی قضا رکھ لے گا اور بشرطیکہ ضحوۂ کبریٰ سے پہلے توڑے بعد کو نہیں۔ زوال کے بعد ماں باپ کی ناراضی کے سبب توڑ سکتا ہے

اوراس میں بھی عصر کے قبل تک توڑ سکتا ہے بعد عصر نہیں۔ (5) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴۷۵ ـ ۴۷۷ و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التی تبیح الإفطار، ج۱، ص۲۰۸. . (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: کسی نے یہ قسم کھائی کہ اگر تو روزہ نہ توڑے تو میری عورت کو طلاق ہے، تو اُسے چاہیے کہ اس کی قسم سچی کردے یعنی روزہ توڑدے اگرچہ روزۂ قضا ہو (6) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴۷۶. اگرچہ بعد زوال ہو۔ (درمختار)

مسئلہ ۳۲: اُس کی کسی بھائی نے دعوت کی تو ضحوۂ کبریٰ کے قبل روزۂ نفل توڑ دینے کی اجازت ہے۔ (1) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴۷۷. (درمختار)

مسئلہ ۳۳: عورت بغیر شوہر کی اجازت کے نفل اور منّت وقسم کے روزے نہ رکھے اور رکھ لیے تو شوہر تڑوا سکتا ہے مگر توڑے گی تو قضا واجب ہوگی، مگر اس کی قضا میں بھی شوہر کی اجازت درکار ہے یا شوہر اور اُس کے درمیان جدائی ہو جائے یعنی طلاق بائن دیدے یا مرجائے ہاں اگر روزہ رکھنے میں شوہر کا کچھ حرج نہ ہو مثلاً وہ سفر میں ہے یا بیمار ہے یا احرام میں ہے تو ان حالتوں میں بغیر اجازت کے بھی قضا رکھ سکتی ہے، بلکہ اگر وہ منع کرے جب بھی اور ان دنوں میں بھی بے اس کی اجازت کے نفل نہیں رکھ سکتی۔ رمضان اور قضائے رمضان کے لیے شوہر کی اجازت کی کچھ ضرورت نہیں بلکہ اس کی ممانعت پر بھی رکھے۔ (2) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴۷۷. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: باندی غلام بھی علاوہ فرائض کے مالک کی اجازت بغیر نہیں رکھ سکتے۔ ان کا مالک چاہے تو تڑوا سکتا ہے۔ پھر اُس کی قضا مالک کی اجازت پر یا آزاد ہونے کے بعد رکھیں۔ البتہ غلام نے اگر اپنی عورت سے ظہار کیا تو کفارہ کے روزے بغیر مولیٰ کی اجازت کے رکھ سکتا ہے۔ (3) المرجع السابق، ص۴۷۸. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: مزدور یا نوکر اگر نفل روزہ رکھے تو کام پورا ادا نہ کر سکے گا تو مستاجر یعنی جس کا نوکر ہے یا جس نے مزدوری پر اُسے رکھا ہے، اُس کی اجازت کی ضرورت ہے اور کام پورا کر سکے تو کچھ ضرورت نہیں۔ (4) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴۷۸ (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: لڑکی کو باپ اور ماں کو بیٹے اور بہن کو بھائی سے اجازت لینے کی کچھ ضرورت نہیں اور ماں باپ اگر بیٹے کو روزۂ نفل سے منع کردیں، اس وجہ سے کہ مرض کا اندیشہ ہے تو ماں باپ کی اطاعت کرے۔ (5) المرجع السابق، ص۴۷۸ (ردالمحتار)

روزۂ نفل کے فضائل

(۱) عاشورا یعنی دسویں محرم کا روزہ اور بہتر یہ ہے کہ نویں کو بھی رکھے۔

حدیث ۱: صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عاشورا کا روزہ خود رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم فرمایا۔ (6) "صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب ای یوم یصام في عاشوراء، الحدیث: ۲٦٦٦، ص ۸٦۰.

حدیث ۲: مسلم و ابوداود و ترمذی و نسائی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "رمضان کے بعد افضل روزہ محرم کا روزہ ہے اور فرض کے بعد افضل نماز صلاۃ اللّیل ہے۔" (1) "صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم، الحدیث: ۲۷۵۵، ص ۸٦٦.

حدیث ۳: صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، فرماتے ہیں: میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی دن کے روزہ کو اور دن پر فضیلت دے کر جستجو فرماتے نہ دیکھا مگر یہ عاشورا کا دن اور یہ رمضان کا مہینہ۔ (2) "صحیح البخاري"، کتاب الصوم، باب صوم یوم عاشوراء، الحدیث: ۲۰۰٦، ص ۱۵٦.

حدیث ٤: صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے، یہود کو عاشورا کے دن روزہ دار پایا، ارشاد فرمایا: یہ کیا دن ہے کہ تم روزہ رکھتے ہو؟ عرض کی، یہ عظمت والا دن ہے کہ اس میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اُن کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نجات دی اور فرعون اور اُس کی قوم کو ڈبو دیا، لہٰذا موسیٰ علیہ السّلام نے بطور شکر اُس دن کا روزہ رکھا تو ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی موافقت کرنے میں بہ نسبت تمھارے ہم زیادہ حق دار اور زیادہ قریب ہیں تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے خود بھی روزہ رکھا اور اُس کا حکم بھی فرمایا۔ (3) "صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب صوم یوم عاشوراء، الحدیث: ۲٦۵۸، ص ۸۵۹. (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس روز اللہ عزوجل کوئی خاص نعمت عطا فرمائے اس کی یادگار قائم کرنا درست و محبوب ہے کہ وہ نعمت خاصہ یاد آئیگی اور اس کا شکر ادا کرنے کا سبب ہوگا۔ خود قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا: ﴿ وَذَكِّرْهُمْ بِاَیّٰمِ اللّٰهِ ﴾ (پ ۱۳، ابرٰھیم: ۵) "خدا کے انعام کے دنوں کو یاد کرو۔" اور ہم مسلمانوں کے لیے ولادت اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کون سا دن ہوگا، جس کی یادگار قائم کریں کہ تمام نعمتیں انہیں کے طفیل میں ہیں اور یہ دن عید سے بھی بہتر کہ انہیں کے صدقہ میں تو عید عید ہوئی اسی وجہ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کا سبب ارشاد فرمایا کہ ((فِیْهِ وُلِدْتُّ)) ("صحیح مسلم"، کتاب الصیام، الحدیث: ۲۷۵۰، ص ۸٦۵.) اس دن میری ولادت ہوئی۔ ۱۲ منہ.)

حدیث ۵: صحیح مسلم میں ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "مجھے اللہ (عزوجل) پر گمان ہے کہ عاشورا کا روزہ ایک سال قبل کے گناہ مٹا دیتا ہے۔" (4) "صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثة ایام من کل شهر... إلخ، الحدیث: ۲۷٤٦، ص ۸٦۵.

(۲) عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا روزہ۔

حدیث ٦ تا ۱۰: صحیح مسلم و سنن ابی داود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ میں ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''مجھے اللہ (عزوجل) پر گمان ہے، کہ عرفہ کا روزہ ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہ مٹادیتا ہے۔'' (1) ''صحیح مسلم''، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شہر... إلخ، الحدیث: ۲۷۴٦، ص۸٦٥. اور اس کے مثل سہل بن سعد وابوسعید خدری وعبداللہ بن عمر و زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۱۱: ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیہقی وطبرانی روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرفہ کے روزہ کو ہزار دن کے برابر بتاتے، مگر حج کرنے والے پر جو عرفات میں ہے، اُسے عرفہ کے دن کا روزہ مکروہ ہے۔ (2) ''المعجم الأوسط''، باب المیم، الحدیث: ٦۸۰۲، ج٥، ص۱۲۷. کہ ابوداود ونسائی وابن خزیمہ وابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عرفہ کے دن عرفہ میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ (3)

''سنن أبي داود''، کتاب الصیام، باب في صوم یوم عرفۃ بعرفۃ، الحدیث: ۲٤٤۰، ص۱٤۰٤.

(۳) شوال میں چھ دن کے روزے

(4)(بہتر یہ ہے کہ یہ روزے متفرق رکھے جائیں اور عید کے بعد لگاتار چھ دن میں ایک ساتھ رکھ لیے، تب بھی حرج نہیں۔ ۱۲منہ)

جنھیں لوگ شش عید کے روزے کہتے ہیں۔

حدیث ۱۲ و ۱۳: مسلم وابوداود وترمذی ونسائی وابن ماجہ وطبرانی ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر ان کے بعد چھ دن شوال میں رکھے تو ایسا ہے جیسے دہر کا روزہ رکھا۔'' (5) ''صحیح مسلم''، کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستۃ ایام من شوال اتباعا لرمضان، الحدیث: ۲۷٥۸، ص۸٦٦. اور اسی کے مثل ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔

حدیث ۱٤ و ۱٥: نسائی وابن ماجہ وابن خزیمہ وابن حبان ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور امام احمد وطبرانی وبزار جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے عیدالفطر کے بعد چھ روزے رکھ لیے تو اُس نے پورے سال کا روزہ رکھا، کہ جو ایک نیکی لائے گا اُسے دس ملیں گی تو ماہِ رمضان کا روزہ دس مہینے کے برابر ہے اور ان چھ دنوں کے بدلے میں دو مہینے تو پورے سال کے روزے ہوگئے۔'' (6) ''السنن الکبری''

للنسائي، کتاب الصیام، باب صیام ستۃ ایام من شوال، الحدیث: ۲۸٦۰ ـ ۲۸٦۱، ج۲، ص۱٦۲ـ۱٦۳.

حدیث ۱٦: طبرانی اوسط میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اُس کے بعد چھ دن شوال میں رکھے تو گناہوں سے ایسے نکل گیا، جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔'' (7) ''المعجم الأوسط''، باب المیم، الحدیث: ۸٦۲۲، ج٦، ص۲۳٤.

(۴) شعبان کا روزہ اور پندرھویں شعبان کے فضائل۔

حدیث ۱۷: طبرانی وابن حبان معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''شعبان کی پندرھویں شب میں اللہ عزوجل تمام مخلوق کی طرف تجلی فرماتا ہے اور سب کو بخش دیتا ہے، مگر کافر اور عداوت والے کو۔'' (1) ''الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان''، کتاب الحظر والإباحۃ، باب ماجاء في التباغض... إلخ،

الحديث: ٥٦٣٦، ج٧، ص٤٧٠. (جن دو شخصوں میں کوئی دنیوی عداوت ہو تو اس رات کے آنے سے پہلے انہیں چاہیے کہ ہر ایک دوسرے سے مل جائے اور ہر ایک دوسرے کی خطا معاف کر دے تاکہ مغفرت الٰہی انہیں بھی شامل ہو۔ انہیں احادیث کی بنا پر بحمدہ تعالیٰ یہاں بریلی میں اعلیٰ حضرت قبلہ مدظلہم الاقدس نے یہ طریقہ مقرر فرمایا کہ ۱۴ چودہ شعبان کو رات آنے سے پہلے مسلمان آپس میں ملتے اور عفو تقصیر کراتے اور جگہ کے مسلمان بھی ایسا ہی کریں تو نہایت انسب و بہتر ہو۔ ۱۲ منہ)

حدیث ۱۸ و ۱۹: بیہقی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''میرے پاس جبرئیل آئے اور یہ کہا: یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے، اس میں اللہ تعالیٰ جہنم سے اتنوں کو آزاد فرماتا ہے جتنے بنی کلب (2)(عرب میں بنی کلب ایک قبیلہ ہے، جن کے یہاں بکریاں بکثرت ہوتی تھیں۔ ۱۲ منہ) کے بکریوں کے بال ہیں، مگر کافر اور عداوت والے اور رشتہ کاٹنے والے اور کپڑا لٹکانے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کی مداومت کرنے والے کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا۔'' (3)"شعب الإيمان"، باب في الصيام، ماجاء في ليلة النصف من شعبان، الحديث: ٣٨٣٧، ج٣، ص٣٨٣. امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو روایت کی، اس میں قاتل کا بھی ذکر ہے۔

حدیث ۲۰: بیہقی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل شعبان کی پندرھویں شب میں تجلّی فرماتا ہے، استغفار کرنے والوں کو بخش دیتا ہے اور طالبِ رحمت پر رحم فرماتا ہے اور عداوت والوں کو جس حال پر ہیں، اسی پر چھوڑ دیتا ہے۔'' (4)"شعب الإيمان"، باب في الصيام، ماجاء في ليلة النصف من شعبان، الحديث: ٣٨٣٥، ج٣، ص٣٨٢.

حدیث ۲۱: ابن ماجہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب شعبان کی پندرھویں رات آجائے تو اُس رات کو قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو کہ رب تبارک وتعالیٰ غروبِ آفتاب سے آسمان دنیا پر خاص تجلّی فرماتا ہے اور فرماتا ہے: کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اسے بخش دوں، ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اُسے روزی دُوں، ہے کوئی مبتلا کہ اُسے عافیت دُوں، ہے کوئی ایسا، ہے کوئی ایسا اور یہ اس وقت تک فرماتا ہے کہ فجر طلوع ہو جائے۔'' (1)"سنن ابن ماجه"، أبواب إقامة الصلوات... إلخ، باب ماجاء في ليلة النصف من شعبان، الحديث: ١٣٨٨، ص٢٥٥٩.

حدیث ۲۲: اُم المومنین صدیقہ فرماتی ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزہ رکھتے میں نے نہ دیکھا۔ (2)"جامع الترمذي"، أبواب الصوم، باب ماجاء في وصال شعبان برمضان، الحديث: ٧٣٦، ص١٧٢٠.

(۵) ہر مہینے میں تین روزے خصوصاً ایّام بیض تیرہ، چودہ، پندرہ۔

حدیث ۲۳ و ۲۴: بخاری و مسلم و نسائی ابو ہریرہ اور مسلم ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی، ان میں ایک یہ ہے کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھوں۔ (3)"صحيح البخاري"، كتاب الصوم، باب صيام البيض ثلاث عشرة... إلخ، الحديث: ١٩٨١، ص١٥٥.

حدیث ۲۵ و ۲۶: صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر مہینے میں تین دن کے روزے ایسے ہیں جیسے دہر (ہمیشہ) کا روزہ۔'' (4)"صحيح مسلم"،

كتاب الصيام، باب النهي عن صوم الدهر... إلخ، الحديث: ٢٧٣٦ ص ٨٦٤، باب استحباب صيام ثلاثة ايام... إلخ، الحديث: ٢٧٤٧، ص ٨٦٥. اسی کے مثل قرہ بن ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔

حدیث ۲۷ و ۲۸: امام احمد وابن حبان ابن عباس اور بزار مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''رمضان کے روزے اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے سینہ کی خرابی کو دُور کرتے ہیں۔'' (5)

''مسند البزار''، مسند علي بن طالب، الحديث: ٦٨٨، ج٢، ص ٢٧١.

حدیث ۲۹: طبرانی میمونہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جس سے ہو سکے، ہر مہینے میں تین روزے رکھے کہ ہر روزہ دس گناہ مٹاتا ہے اور گناہ سے ایسا پاک کر دیتا ہے جیسا پانی کپڑے کو۔'' (6) ''المعجم الكبير''، الحديث: ٦٠، ج٢٥، ص ٣٥.

حدیث ۳۰: امام احمد وترمذی ونسائی وابن ماجہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مہینے میں تین روزے رکھنے ہوں تو تیرہ، چودہ، پندرہ کو رکھو۔'' (7) ''جامع الترمذي''، أبواب الصوم، باب ماجاء في صوم ثلاثة ايام من كل شهر... إلخ، الحديث: ٧٦١، ص ١٧٢٢.

حدیث ۳۱: نسائی نے ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چار چیزوں کو نہیں چھوڑتے تھے۔ عاشورا اور عشرۂ ذی الحجہ اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے اور فجر کے پہلے دو رکعتیں۔ (1)

''سنن النسائي''، كتاب الصيام، باب كيف يصوم ثلاثة ايام من كل شهر... إلخ، الحديث: ٢٤١٨، ص ٢٢٤٣.

حدیث ۳۲: نسائی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایام بیض میں بغیر روزہ کے نہ ہوتے، نہ سفر میں، نہ حضر میں۔ (2) ''سنن النسائي''، كتاب الصيام، باب صوم النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بأبي هو وامي... إلخ، الحديث: ٢٣٤٧، ص ٢٢٣٩.

(۲) پیر اور جمعرات کے روزے۔

حدیث ۳۳ تا ۳۵: سنن ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''پیر اور جمعرات کو اعمال پیش ہوتے ہیں تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس وقت پیش ہو کہ میں روزہ دار ہوں۔'' (3)

''جامع الترمذي''، أبواب الصوم، باب ماجاء في صوم يوم الاثنين و الخميس، الحديث: ٧٤٧، ص ١٧٢١. اسی کے مثل اسامہ بن زید وجابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۳۶: ابن ماجہ انھیں سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پیر اور جمعرات کو روزے رکھا کرتے تھے، اس کے بارے میں عرض کی گئی تو فرمایا: ان دونوں دِنوں میں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرماتا ہے، مگر وہ دو شخص جنھوں نے باہم جدائی کر لی ہے، ان کی نسبت ملائکہ سے فرماتا ہے: ''انھیں چھوڑو، یہاں تک کہ صلح کر لیں۔'' (4)

''سنن ابن ماجه''، أبواب ما جاء في الصيام، باب صيام يوم الاثنين و الخميس، الحديث: ١٧٤٠، ص ٢٥٨٠.

حدیث ۳۷: ترمذی شریف میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

پیراور جمعرات کوخیال کرکے روزہ رکھتے تھے۔ (5) "جامع الترمذي"، أبواب الصوم، باب ماجاء في صوم يوم الاثنين و الخميس، الحديث: ٧٤٥، ص ١٧٢٠.

حدیث ۳۸: صحیح مسلم شریف میں ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے پیر کے دن روزے کا سبب دریافت کیا گیا، فرمایا: ''اسی میں میری ولادت ہوئی اور اسی میں مجھ پر وحی نازل ہوئی۔'' (6)

"صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة ايام من كل شهر... إلخ، الحديث: ٢٧٥٠، ص ٨٦٥.

(۷) بعض اور دنوں کے روزے۔

حدیث ۳۹: ابویعلیٰ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو چہار شنبہ اور پنج شنبہ کو روزے رکھے، اس کے لیے دوزخ سے براءت لکھ دی جائے گی۔'' (1) "مسند أبي يعلى"، مسند عبد الله بن عمر، الحديث: ٥٦١٠، ج٥، ص ١١٥.

حدیث ۴۰ تا ۴۲: طبرانی اوسط میں انھیں سے راوی، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے چہار شنبہ و پنجشنبہ و جمعہ کو روزے رکھے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک مکان بنائے گا، جس کا باہر کا حصہ اندر سے دکھائی دے گا اور اندر کا باہر سے۔'' (2) "المعجم الأوسط"، الحديث: ٢٥٣، ج١، ص ٨٧

اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے، کہ ''جنت میں موتی اور یاقوت و زبرجد کا محل بنائے گا اور اس کے لیے دوزخ سے برأت لکھ دی جائے گی۔'' (3) "المعجم الأوسط"، الحديث: ٢٥٤، ج١، ص ٨٧.

اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے، کہ ''جو ان تین دنوں کے روزے رکھے پھر جمعہ کو تھوڑا یا زیادہ تصدق کرے تو جو گناہ کیا ہے، بخش دیا جائے گا اور ایسا ہو جائے گا جیسے اُس دن کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔'' (4) "شعب الإيمان"، باب في الصيام، صوم شوال والأربعاء والخميس والجمعة، الحديث: ٣٨٧٢، ج٣، ص ٣٩٧ مگر خصوصیت کے ساتھ جمعہ کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

حدیث ۴۳: مسلم و نسائی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''راتوں میں سے جمعہ کی رات کو قیام کے لیے اور دِنوں میں جمعہ کے دن کو روزہ کے لیے خاص نہ کرو، ہاں کوئی کسی قسم کا روزہ رکھتا تھا اور جمعہ کا دن روزہ میں واقع ہو گیا تو حرج نہیں۔'' (5) "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب كراهية إفراد يوم الجمعة... إلخ، الحديث: ٢٦٨٤، ص ٨٦١.

حدیث ۴۴: بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ انھیں سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جمعہ کے دن کوئی روزہ نہ رکھے، مگر اس صورت میں کہ اس کے پہلے یا بعد ایک دن اور روزہ رکھے۔'' (6) "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب كراهية إفراد يوم الجمعة... إلخ، الحديث: ٢٦٨٣، ص ٨٦١. اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے، ''جمعہ کا دن عید ہے، لہٰذا عید کے دن کو روزہ کا دن نہ کرو، مگر یہ کہ اس کے قبل یا بعد روزہ رکھو۔'' (7) "صحيح ابن خزيمة"، كتاب الصيام، باب الدليل على ان يوم الجمعة يوم عيد... إلخ، الحديث: ٢١٦١، ج٣، ص ٣١٥.

حدیث ٤٥: صحیح بخاری و مسلم میں محمد بن عباد سے ہے کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے، میں نے ان سے پوچھا، کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمعہ کے روزہ سے منع فرمایا؟ کہا: ہاں، اس گھر کے رب کی قسم۔ (8)

"صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب کراھیة إفراد یوم الجمعة... إلخ، الحدیث: ٢٦٨١، ص ٨٦٠.

منّت کے روزہ کا بیان

شرعی منّت جس کے ماننے سے شرعاً اس کا پورا کرنا واجب ہوتا ہے، اس کے لیے مطلقاً چند شرطیں ہیں۔

(۱) ایسی چیز کی منّت ہو کہ اس کی جنس سے کوئی واجب ہو، عیادتِ مریض اور مسجد میں جانے اور جنازہ کے ساتھ جانے کی منت نہیں ہوسکتی۔

(۲) وہ عبادت خود بالذات مقصود ہو کسی دوسری عبادت کے لیے وسیلہ نہ ہو، لہٰذا وضو و غسل و نظرِ مصحف کی منّت صحیح نہیں۔

(۳) اس چیز کی منّت نہ ہو جو شرع نے خود اس پر واجب کی ہو، خواہ فی الحال یا آئندہ مثلاً آج کی ظہر یا کسی فرض نماز کی منّت صحیح نہیں کہ یہ چیزیں تو خود ہی واجب ہیں۔

(۴) جس چیز کی منّت مانی وہ خود بذاتہٖ کوئی گناہ کی بات نہ ہو اور اگر کسی اور وجہ سے گناہ ہو تو منّت صحیح ہو جائے گی، مثلاً عید کے دن روزہ رکھنا منع ہے، اگر اس کی منّت مانی تو منّت ہو جائے گی اگرچہ حکم یہ ہے کہ اُس دن نہ رکھے، بلکہ کسی دوسرے دن رکھے کہ یہ ممانعت عارضی ہے یعنی عید کے دن ہونے کی وجہ سے، خود روزہ ایک جائز چیز ہے۔

(۵) ایسی چیز کی منت نہ ہو جس کا ہونا محال ہو، مثلاً یہ منت مانی کہ کل گزشتہ میں روزہ رکھوں گا یہ منت صحیح نہیں۔ (1)

"الفتاوی الھندیة"، کتاب الصوم، الباب السادس في النذر، ج۱، ص۲۰۸.

مسئلہ ۱: منت صحیح ہونے کے لیے کچھ یہ ضرور نہیں کہ دل میں اس کا ارادہ بھی ہو، اگر کہنا کچھ چاہتا تھا زبان سے منت کے الفاظ جاری ہوگئے منت صحیح ہوگئی یا کہنا یہ چاہتا تھا کہ اللہ (عزوجل) کے لیے مجھ پر ایک دن کا روزہ رکھنا ہے اور زبان سے ایک مہینہ نکلا مہینے بھر کا روزہ واجب ہوگیا۔ (2) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب في الکلام علی النذر، ج۳، ص٤٨٢. و "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصوم، الباب السادس في النذر، ج۱، ص۲۰۹. (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: ایامِ منہیّہ یعنی عید و بقرعید اور ذی الحجہ کی گیارھویں بارھویں تیرھویں کے روزے رکھنے کی منت مانی اور انھیں دِنوں میں رکھ بھی لیے تو اگرچہ یہ گناہ ہوا مگر منت ادا ہوگئی۔ (3) "الدرالمختار" کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص٤٨١ ـ ٤٨٣. وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳: اس سال کے روزے کی منت مانی تو ایامِ منہیّہ چھوڑ کر باقی دنوں میں روزے رکھے اور ان دنوں کے بدلے کے اور دنوں میں رکھے اور اگر ایامِ منہیّہ میں بھی رکھ لیے تو منت پوری ہوگئی مگر گنہگار ہوا۔ یہ حکم اُس وقت ہے کہ ایامِ منہیّہ سے پہلے منت مانی اور اگر ایامِ منہیّہ گزرنے کے بعد مثلاً ذی الحجہ کی چودھویں شب میں اس سال کے روزے کی منت مانی تو ختم ذی الحجہ تک روزہ رکھنے سے منت پوری ہوگئی کہ یہ سال ختم ذی الحجہ پر ختم ہو جاتا ہے اور

رمضان سے پہلے اس سنہ کے روزے کی منت مانی تھی تو رمضان کے بدلے کے روزے اس کے ذمہ نہیں۔
اور اگر منّت میں پے درپے روزہ کی شرط یا نیّت کی جب بھی جن دنوں میں روزہ کی ممانعت ہے، اُن میں روزہ نہ رکھے۔ مگر بعد میں پے درپے ان دنوں کی قضا رکھے اور اگر ایک دن بھی بے روزہ رہا تو اس دن کے پہلے جتنے روزے رکھے تھے، ان سب کا اعادہ کرے اور اگر ایک سال کے روزے کی منّت کی تو سال بھر روزہ رکھنے کے بعد پینتیس ۳۵ یا چونتیس ۳۴ دن کے اور رکھے یعنی ماہِ رمضان اور پانچ دن ایام ممنوعہ کے بدلے کے، اگرچہ ان دنوں میں بھی اُس نے روزے رکھے ہوں کہ اس صورت میں یہ ناکافی ہیں۔ البتہ اگر یوں کہا کہ ایک سال کے روزے پے درپے رکھوں گا تو اب ان پینتیس ۳۵ دنوں کے روزوں کی ضرورت نہیں، مگر اس صورت میں اگر پے درپے نہ ہوں گے تو سرے سے پھر رکھنے ہوں گے، مگر ایام ممنوعہ میں نہ رکھے بلکہ سال پورا ہونے پر پانچ دن علی الاتصال رکھ لے۔ (1) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب في الکلام علی النذر، ج۳، ص۴۸۲ ـ ۴۸٤. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ٤: منّت کے الفاظ میں یمین (2) (قسم) کا بھی احتمال ہے، لہٰذا یہاں چھ صورتیں ہوں گی۔

(۱) ان لفظوں سے کچھ نیّت نہ کی نہ منّت کی نہ یمین کی۔

(۲) فقط منت کی نیّت کی یعنی یمین ہونے نہ ہونے کسی کا ارادہ نہ کیا۔

(۳) منت کی نیّت کی اور یہ کہ یمین نہیں۔

(۴) یمین کی نیّت کی اور یہ کہ منّت نہیں۔

(۵) منت اور یمین دونوں کی نیّت کی۔

(۶) فقط یمین کی نیّت کی اور منت ہونے یا نہ ہونے کسی کی نہیں۔

پہلی تین صورتوں میں فقط منت ہے کہ پوری نہ کرے تو قضا دے اور چوتھی صورت میں یمین ہے کہ اگر پوری نہ کی تو کفارہ دینا ہوگا۔ پانچویں اور چھٹی صورتوں میں منت اور یمین دونوں ہیں، پوری نہ کرے تو منّت کی قضا دے اور یمین کا کفارہ۔ (3) "تنویر الأبصار"، کتاب الصوم، ج۳، ص٤۸٤. (تنویر الابصار)

مسئلہ ۵: اس مہینے کے روزے کی منت مانی اور اس میں ایام منہیّہ ہیں تو اُن میں روزے نہ رکھے، بلکہ اُن کے بدلے کے بعد میں رکھے اور رکھ لیے تو گنہگار ہوا مگر منت پوری ہوگئی اور اس صورت میں پورے ایک مہینے کے روزے واجب نہیں، بلکہ منت ماننے کے وقت سے اُس مہینے میں جتنے دن باقی ہیں اُن دنوں میں روزے واجب ہیں اور اگر وہ مہینہ رمضان کا تھا تو منت ہی نہ ہوئی کہ رمضان کے روزے تو خود ہی فرض ہیں۔ ہاں اگر ماہِ رمضان کے روزوں کی منت مانی اور رمضان آنے سے پہلے انتقال ہوگیا تو ایک ماہ تک مسکین کو کھانا کھلانے کی وصیّت واجب ہے۔
اور اگر کسی معیّن مہینے کی منت مانی، مثلاً رجب یا شعبان کی تو پورے مہینہ کا روزہ ضرور ہے، وہ مہینہ اونتیس کا ہو تو اونتیس روزے اور تیس کا ہو تو تیس اور ناغہ نہ کرے پھر اگر کوئی روزہ چھوٹ گیا تو اس کو بعد میں رکھ لے پورے مہینے کے لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ (1) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج۳، ص٤۸٤، ٤۸۶ وغیرہ. (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۶: ایک مہینے کے روزے کی منت مانی تو پورے تیس دن کے روزے واجب ہیں، اگرچہ جس مہینے میں رکھے وہ انتیس ہی کا ہو اور یہ بھی ضرور ہے کہ کوئی روزہ ایام منہیّہ میں نہ ہو کہ اس صورت میں اگر ایام منہیّہ میں روزے رکھے تو گنہگار تو ہوا ہی، وہ روزے بھی ناکافی ہیں اور پے درپے کی شرط لگائی یا دل میں نیّت کی تو یہ بھی ضرور ہے کہ ناغہ نہ ہونے پائے اگر ناغہ ہوا، اگرچہ ایام منہیّہ میں تو اب سے ایک مہینے کے علی الاتصال روزے رکھے یعنی یہ ضرور ہے کہ ان تیس دنوں میں کوئی دن ایسا نہ ہو، جس میں روزہ کی ممانعت ہے اور پے در پے کی نہ شرط لگائی، نہ نیّت میں ہے تو متفرق طور پر تیس روزے رکھ لینے سے بھی منت پوری ہو جائے گی۔

اور اگر عورت نے ایک ماہ پے درپے روزے رکھنے کی منت مانی تو اگر ایک مہینہ یا زیادہ طہارت کا زمانہ اُسے ملتا ہے تو ضرور ہے کہ ایسے وقت شروع کرے کہ حیض آنے سے پیشتر تیس دن پورے ہو جائیں، ورنہ حیض آنے کے بعد اب سے تیس پورے کرنے ہوں گے اور اگر مہینہ پورا ہونے سے پہلے اُسے حیض آجایا کرتا ہے تو حیض سے پہلے جتنے روزے رکھ چکی ہے، انھیں حساب کرلے جو باقی رہ گئے، انھیں حیض ختم ہونے کے بعد متصلاً بلاناغہ پورا کرلے۔ (2)

(درمختار، ردالمحتار وغیرہما) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، مطلب في صوم الست من شوال، ج۳، ص ٤٨٦. وغيرهما

مسئلہ ۷: پے درپے روزے کی منت مانی تو ناغہ کرنا جائز نہیں اور متفرق طور پر مثلاً دس روزے کی منت مانی تو لگا تار رکھنا جائز ہے۔ (3) "البحر الرائق"، كتاب الصوم، فصل في النذر، ج۲، ص۵۱۹. (بحر)

مسئلہ ۸: منت دو قسم ہے۔

ایک معلّق کہ میرا فلاں کام ہو جائے گا یا فلاں شخص سفر سے آجائے تو مجھ پر اللہ (عزوجل) کے لیے اتنے روزے یا نماز یا صدقہ وغیرہا ہے۔

دوسری غیر معلّق جو کسی چیز کے ہونے، نہ ہونے پر موقوف نہیں بلکہ یہ کہ اللہ (عزوجل) کے لیے میں اپنے اوپر اتنے روزے یا نماز یا صدقہ وغیرہا واجب کرتا ہوں۔ غیر معلّق میں اگرچہ وقت یا جگہ وغیرہ معیّن کرے، مگر منت پوری کرنے کے لیے یہ ضرور نہیں کہ اس سے پیشتر یا اس کے غیر میں نہ ہو سکے، بلکہ اگر اس وقت سے پیشتر روزے رکھ لیے یا نماز پڑھ لی وغیرہ وغیرہ تو منت پوری ہوگئی۔ (1) (درمختار)

مسئلہ ۹: اس رجب کے روزے کی منت مانی اور جمادی الآخرہ میں روزے رکھ لیے اور یہ مہینہ انتیس کا ہوا، اگر یہ رجب بھی انتیس کا ہو تو پوری ہوگئی ایک اور روزہ کی ضرورت نہیں اور تیس کا ہوا تو ایک روزہ اور رکھے۔ (2) "ردالمحتار"، كتاب الصوم، مطلب في صوم الست من شوال، ج۳، ص ٤٨٧. (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: اس رجب کے روزہ کی منت مانی اور رجب میں بیمار رہا تو دوسرے دنوں میں ان کی قضا رکھے اور قضا میں اختیار ہے کہ لگا تار روزے ہوں یا ناغہ دے کر۔ (3) "الدرالمختار"، كتاب الصوم، ج۳، ص٤٨٩. (درمختار)

مسئلہ ۱۱: معلّق میں شرط پائی جانے سے پہلے منت پوری نہیں کرسکتا، اگر پہلے ہی روزے رکھ لیے بعد میں شرط پائی گئی تو اب پھر رکھنا واجب ہوگا، پہلے کے روزے اس کے قائم مقام نہیں ہوسکتے۔ (4) المرجع السابق، ص٤٨٨.

(درمختار)

مسئلہ ۱۲: ایک دن کے روزے کی منت مانی تو اختیار ہے کہ ایام منہیہ کے سوا جس دن چاہے روزہ رکھ لے۔ یوہیں دو دن، تین دن میں بھی اختیار ہے، البتہ اگر ان میں پے درپے کی نیت کی تو پے درپے رکھنا واجب ہوگا، ورنہ اختیار ہے کہ ایک ساتھ رکھے یا ناغہ دے کر اور متفرق کی نیت کی اور پے درپے رکھ لیے جب بھی جائز ہے۔ (5) "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب السادس في النذر، ج ١، ص٢٠٩. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: ایک ساتھ دس روزوں کی منت مانی اور پندرہ روزے رکھے، بیچ میں ایک دن افطار کیا اور یہ یاد نہیں کہ کون سے دن روزہ نہ تھا تو لگاتار پانچ دن اور رکھ لے۔ (6) المرجع السابق (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: مریض نے ایک ماہ روزہ رکھنے کی منت مانی اور صحت نہ ہوئی مرگیا تو اُس پر کچھ نہیں اور اگر ایک دن کے لیے بھی اچھا ہوگیا تھا اور روزہ نہ رکھا تو پورے مہینے بھر کے فدیہ کی وصیت کرنا واجب ہے اور اس دن روزہ رکھ لیا جب بھی باقی دنوں کے لیے وصیت چاہیے۔ یوہیں اگر تندرست نے منت مانی اور مہینہ پورا ہونے سے پہلے مرگیا تو اس پر بھی وصیت کرنا واجب ہے اور اگر رات میں منت مانی تھی اور رات ہی میں مرگیا جب بھی وصیت کر دینی چاہیے۔ (1)

"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، مطلب في صوم الست من شوال، ج٣، ص ٤٨٨ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: یہ منت مانی کہ جس دن فلاں شخص آئے گا، اس دن اللہ (عزوجل) کے لیے مجھ پر روزہ رکھنا واجب ہے تو اگر ضحوۂ کبریٰ سے پیشتر آیا اور اُس نے کچھ کھایا پیا نہیں ہے تو روزہ رکھ لے اور اگر رات میں آیا تو کچھ نہیں۔ یوہیں اگر زوال کے بعد آیا یا کھانے کے بعد آیا یا منت ماننے والی عورت تھی اور اُس دن اُسے حیض تھا تو ان صورتوں میں بھی کچھ نہیں اور اگر یہ کہا تھا کہ جس دن فلاں آئے گا، اُس دن کا اللہ (عزوجل) کے لیے مجھے ہمیشہ روزہ رکھنا ہے اور کھانا کھانے کے بعد آیا تو اُس دن کا روزہ تو نہیں، مگر آئندہ ہر ہفتہ میں اُس دن کا روزہ اُس پر واجب ہوگیا، مثلاً پیر کے دن آیا تو ہر پیر کو روزہ رکھے۔ (2) "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السادس في النذر، ج ١، ص٢٠٨ ـ ٢٠٩. وغیرہ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۶: یہ منت مانی کہ جس دن فلاں آئے گا، اُس روز کا روزہ مجھ پر ہمیشہ ہے اور دوسری منت یہ مانی کہ جس دن فلاں کو صحت ہو جائے اس دن کا روزہ مجھ پر ہمیشہ ہے۔ اتفاقاً جس دن وہ آیا، اُسی دن وہ اچھا بھی ہوگیا تو ہر ہفتہ میں صرف اُسی ایک دن کا روزہ رکھنا اس پر ہمیشہ واجب ہوا۔ (3) "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السادس في النذر، ج ١، ص٢٠٩ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: آدھے دن کے روزے کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں۔ (4) المرجع السابق. (عالمگیری)

اعتکاف کا بیان

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِى الْمَسٰجِدِ ؕ ﴾(5)

پ۲، البقرۃ: ۱۸۷.

''عورتوں سے مباشرت نہ کرو، جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف کیے ہوئے ہو۔''

حدیث ۱: صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان کے آخر عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے۔(1) "صحیح مسلم"، کتاب الاعتکاف، باب اعتکاف العشر الأواخر من رمضان، الحدیث: ۲۷۸۲، ص۸٦۸

حدیث ۲: ابوداود انھیں سے راوی، کہتی ہیں: معتکف پر سنت (یعنی حدیث سے ثابت) یہ ہے کہ نہ مریض کی عیادت کو جائے نہ جنازہ میں حاضر ہو، نہ عورت کو ہاتھ لگائے اور نہ اس سے مباشرت کرے اور نہ کسی حاجت کے لیے جائے، مگر اس حاجت کے لیے جا سکتا ہے جو ضروری ہے اور اعتکاف بغیر روزہ کے نہیں اور اعتکاف جماعت والی مسجد میں کرے۔(2) "سنن أبي داود"، کتاب الصیام، باب المعتکف یعود المریض، الحدیث: ۲۴۷۳، ص۱۴۰٦.

حدیث ۳: ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معتکف کے بارے میں فرمایا: ''وہ گناہوں سے باز رہتا ہے اور نیکیوں سے اُسے اُس قدر ثواب ملتا ہے جیسے اُس نے تمام نیکیاں کیں۔'' (3) "سنن ابن ماجه"، أبواب ما جاء في الصیام، باب في ثواب الاعتکاف، الحدیث: ۱۷۸۱، ص۲۵۸۳.

حدیث ۴: بیہقی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف کر لیا تو ایسا ہے جیسے دو۲ حج اور دو۲ عمرے کیے۔'' (4) "شعب الإیمان"، باب في الاعتکاف، الحدیث، ۳۹٦٦، ج۳، ص۴۲۵.

مسئلہ ۱: مسجد میں اللہ (عزوجل) کے لیے نیّت کے ساتھ ٹھہرنا اعتکاف ہے اور اس کے لیے مسلمان، عاقل اور جنابت و حیض و نفاس سے پاک ہونا شرط ہے۔ بلوغ شرط نہیں بلکہ نابالغ جو تمیز رکھتا ہے اگر بہ نیّت اعتکاف مسجد میں ٹھہرے تو یہ اعتکاف صحیح ہے، آزاد ہونا بھی شرط نہیں لہٰذا غلام بھی اعتکاف کر سکتا ہے، مگر اسے مولیٰ سے اجازت لینی ہوگی اور مولیٰ کو بہر حال منع کرنے کا حق حاصل ہے۔(5) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۴۹۲ ۔ ۴۹۴. و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتکاف، ج۱، ص۲۱۱ (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: مسجد جامع ہونا اعتکاف کے لیے شرط نہیں بلکہ مسجد جماعت میں بھی ہو سکتا ہے۔ مسجد جماعت وہ ہے جس میں امام و مؤذن مقرر ہوں، اگرچہ اس میں پنجگانہ جماعت نہ ہوتی ہو اور آسانی اس میں ہے کہ مطلقاً ہر مسجد میں اعتکاف صحیح ہے اگرچہ وہ مسجد جماعت نہ ہو، خصوصاً اس زمانہ میں کہ بہتیری مسجدیں ایسی ہیں جن میں نہ امام ہیں نہ مؤذن۔(6) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۴۹۳، مرضحاً (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: سب سے افضل مسجد حرم شریف میں اعتکاف ہے پھر مسجد نبوی میں علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم پھر مسجد اقصیٰ (7)(یعنی بیت المقدس۔) میں پھر اُس میں جہاں بڑی جماعت ہوتی ہو۔ (1) "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ص١٨٨. (جوہرہ)

مسئلہ ٤: عورت کو مسجد میں اعتکاف مکروہ ہے، بلکہ وہ گھر میں ہی اعتکاف کرے مگر اس جگہ کرے جو اُس نے نماز پڑھنے کے لیے مقرر کر رکھی ہے جسے مسجدِ بیت کہتے ہیں اور عورت کے لیے یہ مستحب بھی ہے کہ گھر میں نماز پڑھنے کے لیے کوئی جگہ مقرر کرلے اور چاہیے کہ اس جگہ کو پاک صاف رکھے اور بہتر یہ کہ اس جگہ کو چبوترہ وغیرہ کی طرح بلند کرلے۔ بلکہ مرد کو بھی چاہیے کہ نوافل کے لیے گھر میں کوئی جگہ مقرر کرلے کہ نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ (2) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج٣، ص٤٩٤. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ٥: اگر عورت نے نماز کے لیے کوئی جگہ مقرر نہیں کر رکھی ہے تو گھر میں اعتکاف نہیں کرسکتی، البتہ اگر اس وقت یعنی جب کہ اعتکاف کا ارادہ کیا کسی جگہ کو نماز کے لیے خاص کرلیا تو اس جگہ اعتکاف کرسکتی ہے۔ (3) المرجع السابق. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ٦: خنثیٰ (4)(ہیجڑا۔) مسجد بیت میں اعتکاف نہیں کرسکتا۔ (5) "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج٣، ص٤٩٤. (درمختار)

مسئلہ ٧: اعتکاف تین قسم ہے۔

(١) واجب، کہ اعتکاف کی منّت مانی یعنی زبان سے کہا، محض دل میں ارادہ سے واجب نہ ہوگا۔

(٢) سنت مؤکدہ، کہ رمضان کے پورے عشرۂ اخیرہ یعنی آخر کے دس دن میں اعتکاف کیا جائے یعنی بیسویں رمضان کو سورج ڈوبتے وقت بہ نیّت اعتکاف مسجد میں ہو اور تیسویں کے غروب کے بعد یا انتیس کو چاند ہونے کے بعد نکلے۔ اگر بیسویں تاریخ کو بعد نماز مغرب نیت اعتکاف کی تو سنت مؤکدہ ادا نہ ہوئی اور یہ اعتکاف سنت کفایہ ہے کہ اگر سب ترک کریں تو سب سے مطالبہ ہوگا اور شہر میں ایک نے کرلیا تو سب بری الذمہ۔

(٣) ان دو کے علاوہ اور جو اعتکاف کیا جائے وہ مستحب و سنت غیر مؤکدہ ہے۔ (6) المرجع السابق، ص٤٩٥، و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج١، ص٢١١. (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ٨: اعتکافِ مستحب کے لیے نہ روزہ شرط ہے، نہ اس کے لیے کوئی خاص وقت مقرر، بلکہ جب مسجد میں اعتکاف کی نیّت کی، جب تک مسجد میں ہے معتکف ہے، چلا آیا اعتکاف ختم ہوگیا۔ (7) "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج١، ص٢١١. وغيره (عالمگیری وغیرہ) یہ بغیر محنت ثواب مل رہا ہے کہ فقط نیت کرلینے سے اعتکاف کا ثواب ملتا ہے، اسے تو نہ کھونا چاہیے۔ مسجد میں اگر دروازہ پر یہ عبارت لکھ دی جائے کہ اعتکاف کی نیت کرلو، اعتکاف کا ثواب پاؤ گے تو بہتر ہے کہ جو اس سے ناواقف ہیں انھیں معلوم ہوجائے اور جو جانتے ہیں اُن کے لیے یاد دہانی ہو۔

مسئلہ ٩: اعتکافِ سنت یعنی رمضان شریف کی پچھلی دس تاریخوں میں جو کیا جاتا ہے، اُس میں روزہ شرط ہے، لہٰذا

اگر کسی مریض یا مسافر نے اعتکاف تو کیا مگر روزہ نہ رکھا تو سنت ادا نہ ہوئی بلکہ نفل ہوا۔ (1) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۴۹۶. (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: منت کے اعتکاف میں بھی روزہ شرط ہے، یہاں تک کہ اگر ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی اور یہ کہا کہ روزہ نہ رکھے گا جب بھی روزہ رکھنا واجب ہے اور اگر رات کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں کہ رات میں روزہ نہیں ہوسکتا اور اگر یوں کہا کہ ایک دن رات کا مجھ پر اعتکاف ہے تو یہ منت صحیح ہے اور اگر آج کے اعتکاف کی منت مانی اور کھانا کھا چکا ہے تو منت صحیح نہیں۔ (2) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۴۹۶. و "الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج۱، ص۲۱۱. (درمختار، عالمگیری) یوہیں اگر ضحوۂ کبریٰ کے بعد منت مانی اور روزہ نہ تھا تو یہ منت صحیح نہیں کہ اب روزہ کی نیت نہیں کرسکتا، بلکہ اگر روزہ کی نیت کرسکتا ہو مثلاً ضحوۂ کبریٰ سے قبل جب بھی منت صحیح نہیں کہ یہ روزہ نفل ہوگا اور اس اعتکاف میں روزۂ واجب درکار۔

مسئلہ ۱۱: یہ ضرور نہیں کہ خاص اعتکاف ہی کے لیے روزہ ہو بلکہ روزہ ہونا ضروری ہے، اگرچہ اعتکاف کی نیت سے نہ ہو مثلاً اس رمضان کے اعتکاف کی منت مانی تو وہی رمضان کے روزے اس اعتکاف کے لیے کافی ہیں اور اگر رمضان کے روزے تو رکھے مگر اعتکاف نہ کیا تو اب ایک ماہ کے روزے رکھے اور اس کے ساتھ اعتکاف کرے اور اگر یوں نہ کیا یعنی روزے رکھ کر اعتکاف نہ کیا اور دوسرا رمضان آگیا تو اس رمضان کے روزے اس اعتکاف کے لیے کافی نہیں۔

یوہیں اگر کسی اور واجب کے روزے رکھے تو یہ اعتکاف ان روزوں کے ساتھ بھی ادا نہیں ہوسکتا، بلکہ اب اُس کے لیے خاص اعتکاف کی نیت سے روزے رکھنا ضروری ہے اور اگر اس صورت میں کہ رمضان کے اعتکاف کی منت مانی تھی نہ روزے رکھے، نہ اعتکاف کیا اب ان روزوں کی قضا رکھ رہا ہے تو ان قضا روزوں کے ساتھ وہ اعتکاف کی منت بھی پوری کرسکتا ہے۔ (3) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۴۹۷. و "الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج۱، ص۲۱۱. (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: نفلی روزہ رکھا تھا اور اُس دن کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں کہ اعتکاف واجب کے لیے نفلی روزہ کافی نہیں اور یہ روزہ واجب ہو نہیں سکتا۔ (1) "الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج۱، ص۲۱۱ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت رمضان میں پوری نہیں کرسکتا بلکہ خاص اُس اعتکاف کے لیے روزے رکھنے ہوں گے۔ (2) المرجع السابق. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: عورت نے اعتکاف کی منت مانی تو شوہر منت پوری کرنے سے روک سکتا ہے اور اب بائن ہونے یا موتِ شوہر کے بعد منت پوری کرے۔ یوہیں لونڈی غلام کو ان کا مالک منع کرسکتا ہے، یہ آزاد ہونے کے بعد پوری کریں۔ (3) المرجع السابق. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: شوہر نے عورت کو اعتکاف کی اجازت دے دی اب روکنا چاہے تو نہیں روک سکتا اور مولیٰ نے باندی غلام کو اجازت دیدی جب بھی روک سکتا ہے اگرچہ اب روکے گا تو گنہگار ہوگا۔ (4) المرجع السابق. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: شوہر نے ایک مہینے کے اعتکاف کی اجازت دی اور عورت لگاتار پورے مہینے کا اعتکاف کرنا چاہتی ہے تو شوہر کو اختیار ہے کہ یہ حکم دے کہ تھوڑے تھوڑے کرکے ایک مہینہ پورا کرلے اور اگر کسی خاص مہینے کی اجازت دی ہے تو اب اختیار نہ رہا۔ (5) المرجع السابق. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: اعتکاف واجب میں معتکف کو مسجد سے بغیر عذر نکلنا حرام ہے، اگر نکلا تو اعتکاف جاتا رہا اگرچہ بھول کر نکلا ہو۔ یوہیں اعتکافِ سنت بھی بغیر عذر نکلنے سے جاتا رہتا ہے۔ یوہیں عورت نے مسجد بیت میں اعتکاف واجب یا مسنون کیا تو بغیر عذر وہاں سے نہیں نکل سکتی، اگر وہاں سے نکلی اگرچہ گھر ہی میں رہی اعتکاف جاتا رہا۔ (6) المرجع السابق، ص۲۱۲، و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۵۰۱. (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: معتکف کو مسجد سے نکلنے کے دو عذر ہیں۔

ایک حاجت طبعی کہ مسجد میں پوری نہ ہوسکے جیسے پاخانہ، پیشاب، استنجا، وضو اور غسل کی ضرورت ہو تو غسل، مگر غسل و وضو میں یہ شرط ہے کہ مسجد میں نہ ہوسکیں یعنی کوئی ایسی چیز نہ ہو جس میں وضو و غسل کا پانی لے سکے اس طرح کہ مسجد میں پانی کی کوئی بوند نہ گرے کہ وضو و غسل کا پانی مسجد میں گرانا ناجائز ہے اور لگن وغیرہ موجود ہو کہ اس میں وضو اس طرح کرسکتا ہے کہ کوئی چھینٹ مسجد میں نہ گرے تو وضو کے لیے مسجد سے نکلنا جائز نہیں، نکلے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔ یوہیں اگر مسجد میں وضو و غسل کے لیے جگہ بنی ہو یا حوض ہو تو باہر جانے کی اب اجازت نہیں۔

دوم حاجت شرعی مثلاً عید یا جمعہ کے لیے جانا یا اذان کہنے کے لیے منارہ پر جانا، جبکہ منارہ پر جانے کے لیے باہر ہی سے راستہ ہو اور اگر منارہ کا راستہ اندر سے ہو تو غیر مؤذن بھی منارہ پر جاسکتا ہے مؤذن کی تخصیص نہیں۔ (1) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۵۰۱. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: قضائے حاجت کو گیا تو طہارت کرکے فوراً چلا آئے ٹھہرنے کی اجازت نہیں اور اگر معتکف کا مکان مسجد سے دُور ہے اور اس کے دوست کا مکان قریب تو یہ ضرور نہیں کہ دوست کے یہاں قضائے حاجت کو جائے، بلکہ اپنے مکان پر بھی جاسکتا ہے اور اگر اس کے خود دو مکان ہیں ایک نزدیک دوسرا دُور تو نزدیک والے مکان میں جائے کہ بعض مشایخ فرماتے ہیں دُور والے میں جائے گا تو اعتکاف فاسد ہوجائے گا۔ (2) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۵۰۱. و "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج۱، ص۲۱۲. (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: جمعہ اگر قریب کی مسجد میں ہوتا ہے تو آفتاب ڈھلنے کے بعد اس وقت جائے کہ اذان ثانی سے پیشتر سنتیں پڑھ لے اور اگر دُور ہو تو آفتاب ڈھلنے سے پہلے بھی جاسکتا ہے، مگر اس انداز سے جائے کہ اذان ثانی کے پہلے سنتیں پڑھ سکے زیادہ پہلے نہ جائے۔

اور یہ بات اس کی رائے پر ہے جب اس کی سمجھ میں آجائے کہ پہنچنے کے بعد صرف سنتوں کا وقت باقی رہے گا، چلا جائے

اور فرض جمعہ کے بعد چار یا چھ رکعتیں سنتوں کی پڑھ کر چلا آئے اور ظہر احتیاطی پڑھنی ہے تو اعتکاف والی مسجد میں آکر پڑھے اور اگر پچھلی سنتوں کے بعد واپس نہ آیا، وہیں جامع مسجد میں ٹھہرا رہا، اگرچہ ایک دن رات تک وہیں رہ گیا یا اپنا اعتکاف وہیں پورا کیا تو بھی وہ اعتکاف فاسد نہ ہوا مگر یہ مکروہ ہے اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ جس مسجد میں اعتکاف کیا، وہاں جمعہ نہ ہوتا ہو۔ (3) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۵۰۲. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: اگر ایسی مسجد میں اعتکاف کیا جہاں جماعت نہیں ہوتی تو جماعت کے لیے نکلنے کی اجازت ہے۔ (4) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۵۰۳، ۵۰۵. (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: اعتکاف کے زمانہ میں حج یا عمرہ کا احرام باندھا تو اعتکاف پورا کر کے جائے اور اگر وقت کم ہے کہ اعتکاف پورا کرے گا تو حج جاتا رہے گا تو حج کو چلا جائے پھر سرے سے اعتکاف کرے۔ (1) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۵۰۳. (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: اگر وہ مسجد گر گئی یا کسی نے مجبور کر کے وہاں سے نکال دیا اور فوراً دوسری مسجد میں چلا گیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوا۔ (2) "الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتکاف، ج۱، ص۲۱۲. (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: اگر ڈوبنے یا جلنے والے کے بچانے کے لیے مسجد سے باہر گیا یا گواہی دینے کے لیے گیا یا جہاد میں سب لوگوں کا بلاوا ہوا اور یہ بھی نکلا یا مریض کی عیادت یا نمازِ جنازہ کے لیے گیا، اگرچہ کوئی دوسرا پڑھنے والا نہ ہو تو ان سب صورتوں میں اعتکاف فاسد ہو گیا۔ (3) المرجع السابق (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۵: عورت مسجد میں معتکف تھی، اسے طلاق دی گئی تو گھر چلی جائے اور اسی اعتکاف کو پورا کرلے۔ (4) "الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتکاف، ج۱، ص۲۱۲. (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: اگر منت ماننے وقت یہ شرط کرلی کہ مریض کی عیادت اور نماز جنازہ اور مجلس علم میں حاضر ہوگا تو یہ شرط جائز ہے۔ اب اگر ان کاموں کے لیے جائے تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا، مگر خالی دل میں نیّت کر لینا کافی نہیں بلکہ زبان سے کہہ لینا ضروری ہے۔ (5) "الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتکاف، ج۱، ص۲۱۲. و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۵۰۶. وغیرهما (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۲۷: پاخانہ پیشاب کے لیے گیا تھا، قرض خواہ نے روک لیا اعتکاف فاسد ہو گیا۔ (6) "الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتکاف، ج۱، ص۲۱۲ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: معتکف کو وطی کرنا اور عورت کا بوسہ لینا یا چھونا یا گلے لگانا حرام ہے۔ جماع سے بہر حال اعتکاف فاسد ہو جائے گا، انزال ہو یا نہ ہو قصداً ہو یا بھولے سے مسجد میں ہو یا باہر رات میں ہو یا دن میں، جماع کے علاوہ اوروں میں اگر انزال ہو تو فاسد ہے ورنہ نہیں، احتلام ہو گیا یا خیال جمانے یا نظر کرنے سے انزال ہوا تو اعتکاف فاسد نہ ہوا۔ (7) "الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتکاف، ج۱، ص۲۱۳، وغیرہ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۹: معتکف نے دن میں بھول کر کھالیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوا، گالی گلوچ یا جھگڑا کرنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا مگر بے نور و بے برکت ہوتا ہے۔(1) "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج١، ص٢١٣. وغيره (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۳۰: معتکف نکاح کرسکتا ہے اور عورت کو رجعی طلاق دی ہے تو رجعت بھی کرسکتا ہے، مگر ان امور کے لیے اگر مسجد سے باہر ہوگا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔(2) "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج١، ص٢١٣ و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج٣، ص٥٠٦. (عالمگیری، درمختار) مگر جماع اور بوسہ وغیرہ سے اس کو رجعت حرام ہے، اگرچہ رجعت ہو جائے گی۔

مسئلہ ۳۱: معتکف نے حرام مال یا نشہ کی چیز رات میں کھائی تو اعتکاف فاسد نہ ہوا۔(3) "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج١، ص٢١٣. (عالمگیری) مگر اس حرام کا گناہ ہوا توبہ کرے۔

مسئلہ ۳۲: بے ہوشی اور جنون اگر طویل ہوں کہ روزہ نہ ہوسکے تو اعتکاف جاتا رہا اور قضا واجب ہے، اگرچہ کئی سال کے بعد صحت ہو اور اگر معتوہ یعنی بوہرا ہوگیا، جب بھی اچھے ہونے کے بعد قضا واجب ہے۔(4) المرجع السابق (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: معتکف مسجد ہی میں کھائے پیے سوئے ان امور کے لیے مسجد سے باہر ہوگا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔(5) "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج٣، ص٥٠٦. وغيره (درمختار وغیرہ) مگر کھانے پینے میں یہ احتیاط لازم ہے کہ مسجد آلودہ نہ ہو۔

مسئلہ ۳۴: معتکف کے سوا اور کسی کو مسجد میں کھانے پینے سونے کی اجازت نہیں اور اگر یہ کام کرنا چاہے تو اعتکاف کی نیت کرکے مسجد میں جائے اور نماز پڑھے یا ذکر الٰہی کرے پھر یہ کام کرسکتا ہے۔(6) "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج٣، ص٥٠٦. (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: معتکف کو اپنی یا بال بچوں کی ضرورت سے مسجد میں کوئی چیز خریدنا یا بیچنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو یا ہو تو تھوڑی ہو کہ جگہ نہ گھیرے اور اگر خرید و فروخت بقصد تجارت ہو تو ناجائز اگرچہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو۔(7) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج٣، ص٥٠٦. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: معتکف اگر بہ نیت عبادت سکوت کرے یعنی چپ رہنے کو ثواب کی بات سمجھے تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر چُپ رہنا ثواب کی بات سمجھ کر نہ ہو تو حرج نہیں اور بری بات سے چپ رہا تو یہ مکروہ نہیں، بلکہ یہ تو اعلیٰ درجہ کی چیز ہے کیونکہ بری بات زبان سے نہ نکالنا واجب ہے اور جس بات میں نہ ثواب ہو نہ گناہ یعنی مباح بات بھی معتکف کو مکروہ ہے، مگر بوقت ضرورت اور بے ضرورت مسجد میں مباح کلام نیکیوں کو ایسے کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔(1) "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج٣، ص٥٠٧. (درمختار)

مسئلہ ۳۷: معتکف نہ چپ رہے، نہ کلام کرے تو کیا کرے۔ یہ کرے قرآن مجید کی تلاوت، حدیث شریف کی

قراءت اور درود شریف کی کثرت، علم دین کا درس و تدریس، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و دیگر انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سیر واذکار اور اولیا وصالحین کی حکایت اور امورِ دین کی کتابت۔ (2) المرجع السابق، ص۵۰۸ (درمختار)

مسئلہ ۳۸: ایک دن کے اعتکاف کی منت مانی تو اس میں رات داخل نہیں۔ طلوع فجر سے پیشتر مسجد میں چلا جائے اور غروب کے بعد چلا آئے اور اگر دو دن یا تین دن یا زیادہ دنوں کی منت مانی یا دو یا تین یا زیادہ راتوں کے اعتکاف کی منت مانی تو ان دونوں صورتوں میں اگر صرف دن یا صرف راتیں مراد لیں تو نیت صحیح ہے، لہٰذا پہلی صورت میں منت صحیح ہے اور صرف دنوں میں اعتکاف واجب ہوا اور اس صورت میں اختیار ہے کہ اتنے دنوں کا لگا تار اعتکاف کرے یا متفرق طور پر۔ اور دوسری صورت میں منت صحیح نہیں کہ اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے اور رات میں روزہ ہو نہیں سکتا اور اگر دونوں صورتوں میں دن اور رات دونوں مراد ہیں۔ یا کچھ نیت نہ کی تو دونوں صورتوں میں دن اور رات دونوں کا اعتکاف واجب ہے اور علی الاتصال اتنے دنوں میں اعتکاف ضروری ہے، تفریق نہیں کر سکتا۔

نیز اس صورت میں یہ بھی ضرور ہے کہ دن سے پہلے جو رات ہے، اس میں اعتکاف ہو، لہٰذا غروب آفتاب سے پہلے جائے اعتکاف میں چلا جائے اور جس دن پورا ہو غروبِ آفتاب کے بعد نکل آئے اور اگر دن کی منت مانی اور کہتا یہ ہے کہ میں نے دن کہہ کر رات مراد لی، تو یہ نیت صحیح نہیں دن اور رات دونوں کا اعتکاف واجب ہے۔ (3) "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ص۱۹۰. و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج۱، ص۲۱۳ - ۲۱۴. و "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج۳، ص۵۱۰. (جوہرہ، عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۹: عید کے دن کے اعتکاف کی منت مانی تو کسی اور دن میں جس دن روزہ رکھنا جائز ہے، اس کی قضا کرے اور اگر یمین کی نیت تھی تو کفارہ دے اور عید ہی کے دن کر لیا تو منت پوری ہوگئی مگر گنہگار رہوا۔ (4) "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج۱، ص۲۱۴ (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: کسی دن یا کسی مہینے کے اعتکاف کی منت مانی تو اس سے پیشتر بھی اس منت کو پورا کر سکتا ہے یعنی جبکہ معلق نہ ہو اور مسجد حرم شریف میں اعتکاف کرنے کی منت مانی تو دوسری مسجد میں بھی کر سکتا ہے۔ (1) "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج۱، ص۲۱۴. (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: ماہِ گزشتہ کے اعتکاف کی منت مانی تو صحیح نہیں۔ منت مان کر معاذ اللہ مرتد ہو گیا تو منت ساقط ہوگئی پھر مسلمان ہوا تو اُس کی قضا واجب نہیں۔ (2) المرجع السابق. (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی اور مر گیا تو ہر روز کے بدلے بقدر صدقۂ فطر کے مسکین کو دیا جائے یعنی جبکہ وصیّت کی ہو اور اس پر واجب ہے کہ وصیّت کر جائے اور وصیّت نہ کی، مگر وارثوں نے اپنی طرف سے فدیہ دے دیا، جب بھی جائز ہے۔ مریض نے منت مانی اور مر گیا تو اگر ایک دن کو بھی اچھا ہو گیا تھا تو ہر روز کے بدلے صدقہ فطر کی قدر دیا جائے اور ایک دن کو بھی اچھا نہ ہوا تو کچھ واجب نہیں۔ (3) المرجع السابق. (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ بات اس کے اختیار میں ہے کہ جس مہینے کا چاہے اعتکاف

کرے، مگر لگاتار اعتکاف میں بیٹھنا واجب ہے اور اگر یہ کہے کہ میری مراد ایک مہینے کے صرف دن تھے، راتیں نہیں تو یہ قول نہیں مانا جائے گا۔ دن اور رات دونوں کا اعتکاف واجب ہے اور تیس دن کہا تھا جب بھی یہی حکم ہے۔ ہاں اگر منت مانتے وقت یہ کہا تھا کہ ایک مہینے کے دنوں کا اعتکاف ہے، راتوں کا نہیں تو صرف دنوں کا اعتکاف واجب ہوا اور اب یہ بھی اختیار ہے کہ متفرق طور پر تیس دن کا اعتکاف کرلے اور اگر یہ کہا تھا کہ ایک مہینے کی راتوں کا اعتکاف ہے دِنوں کا نہیں تو کچھ نہیں۔ (4) "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ص ١٩٠، ١٩١ و "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج٣، ص ٥١٠. (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ٤٤: اعتکاف نفل اگر چھوڑ دے تو اس کی قضا نہیں، کہ وہیں تک ختم ہوگیا اور اعتکاف مسنون کہ رمضان کی پچھلی دس تاریخوں تک کے لیے بیٹھا تھا، اسے توڑا تو جس دن توڑا فقط اس ایک دن کی قضا کرے، پورے دس دنوں کی قضا واجب نہیں اور منّت کا اعتکاف توڑا تو اگر کسی معیّن مہینے کی منت تھی تو باقی دنوں کی قضا کرے، ورنہ اگر علی الاتصال واجب ہوا تھا تو سِرے سے اعتکاف کرے اور علی الاتصال واجب نہ تھا تو باقی کا اعتکاف کرے۔ (5) "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج٣، ص٤٩٩، ٥٠١، ٥٠٣. (ردالمحتار)

مسئلہ ٤٥: اعتکاف کی قضا صرف قصداً توڑنے سے نہیں بلکہ اگر عذر کی وجہ سے چھوڑا مثلاً بیمار ہوگیا یا بلا اختیار چھوٹا مثلاً عورت کو حیض یا نفاس آیا یا جنون و بے ہوشی طویل طاری ہوئی، ان میں بھی قضا واجب ہے اور ان میں اگر بعض فوت ہو تو کُل کی قضا کی حاجت نہیں، بلکہ بعض کی قضا کر دے اور کُل فوت ہوا تو کُل کی قضا ہے اور منّت میں علی الاتصال واجب ہوا تھا اور تو علی الاتصال (1) (یعنی مسلسل بلاناغہ۔) کُل کی قضا ہے۔ (2) "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج٣، ص٥٠٣. (ردالمحتار)

وَالْحَمْدُلِلّٰهِ عَلٰى الآئِهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَفْضَلِ اَنْبِيَآئِهٖ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَوْلِيَآئِهٖ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ط

مآخذ و مراجع

کتب احادیث

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعات
1	الموطأ	امام مالک بن انس اصبحی ،متوفی ۱۷۹ھ	دارالمعرفۃ، بیروت
2	المسند	امام احمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دارالفکر، بیروت
3	سنن الدارمي	امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن، متوفی ۲۵۵ھ	باب المدینہ، کراچی
4	صحيح البخاري	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دارالسلام، ریاض
5	صحيح مسلم	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	دارالسلام
6	سنن ابن ماجه	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ	دارالسلام
7	سنن أبي داود	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث بجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	دارالسلام
8	مراسيل أبي داود	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث بجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	دہلی
9	جامع الترمذي	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دارالسلام
10	سنن الدار قطني	امام علی بن عمر دار قطنی ،متوفی ۲۸۵ھ	مدینۃ الاولیاء، ملتان
11	البحرالزخار	امام احمد عمرو بن عبدالخالق بزار، متوفی ۲۹۲ھ	مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ
12	سنن النسائي	امام ابوعبدالرحمٰن بن احمد شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دارالسلام
13	السنن الكبرى	امام ابوعبدالرحمٰن بن احمد شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت

14	المعجم الکبیر	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
15	المعجم الأوسط	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
16	المعجم الصغیر	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
17	المستدرک علی الصحیحین	امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ	دارالمعرفۃ، بیروت
18	شعب الإیمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
19	السنن الکبری	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
20	دلائل النبوۃ	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
21	الترغیب والترهیب	امام زکی الدین عبد العظیم بن عبدالقوی منذری، متوفی ۶۵۶ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
22	الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان	علامہ امیر علاء الدین علی بن بلبان فارسی، متوفی ۷۳۹ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
23	مشکاۃ المصابیح	علامہ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ	دارالفکر، بیروت
24	کنزالعمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
25	فیض القدیر	علامہ عبدالرؤف مناوی، متوفی ۱۰۰۳ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت

کتب فقہ (حنفی)

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف / مصنف	مطبوعات
1	الجوهرة النيرة	علامہ ابو بکر بن علی حداد، متوفی ۸۰۰ھ	باب المدینہ، کراچی
2	فتاوی قارئ الهداية	علامہ سراج الدین عمر بن علی حنفی، متوفی ۸۲۹ھ	دار الفرقان، بیروت
3	فتح القدير	علامہ کمال الدین بن ہمام، متوفی ۸۶۱ھ	کوئٹہ
4	البحر الرائق	علامہ زین الدین بن نجیم، متوفی ۹۷۰ھ	کوئٹہ
5	تنوير الأبصار	علامہ شمس الدین محمد بن عبد اللہ بن احمد تمرتاشی، متوفی ۱۰۰۴ھ	دار المعرفۃ، بیروت
6	الدر المختار	علامہ علاء الدین محمد بن علی حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ	دار المعرفۃ، بیروت
7	الفتاوى الهندية	ملا نظام الدین، متوفی ۱۱۶۱ھ، وعلمائے ہند	کوئٹہ
8	ردالمحتار	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفۃ، بیروت
9	الفتاوى الرضوية	مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور

لوگوں سے سوال نہ کرنے والے کے لئے بشارت

حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ، اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ تَكَفَّلَ لِيْ اَنْ لَا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا، وَاَتَكَفَّلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ .))

یعنی "جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ لوگوں سے کوئی چیز نہ مانگے، تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔" حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض گزار ہوئے کہ میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ کسی سے کچھ نہیں مانگا کرتے تھے۔ ("سنن ابی داود"، کتاب الزکاۃ، باب کراہیۃ المسألۃ، الحدیث: ۱۶۴۳، ص ۱۳۳۶.)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی جو مجھ سے بھیک نہ مانگنے کا عہد کرے تو میں اُس کی چار چیزوں کا ذمہ دار ہوتا ہوں، زندگی تقویٰ پر، موت ایمان پر، کامیابی قبر میں، چھٹکارا حشر میں، کیونکہ جنت ان چار چیزوں کے بعد نصیب ہوگی۔

("مرآۃ المناجیح"، ج ۳، ص ۲۸.)